قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ آیۃ الا لہا ظہر وبطن رواہ ابو عبید

چوں حدیث مزبور دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ و یکے از مصادیقش نیز مسائل دقیقہ تصوف ست لکون احدی مصادیقہا المسائل الغامضۃ الفقہیہ لاشتراکہما فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ و ہو صحیح تفاسیر قول خیر البریہ علیہ الصلوۃ والتحیۃ

ورسالہ مسمی بہ

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

فی العربیۃ

رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک

فی الہندیۃ

باحث بود از جملہ کافیہ ازین چنین مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیہ التی ہی علیہا دلائل بازتالیفات المتحلی بالفضائل المتخلی عن الرذائل جمیل الشمائل حمید الخصائل حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیض والبرکات الجلائل پس بنظر افادہ طالبین خصوصاً سالکین بہ سعی احقر محمد عثمان عفی عنہ

مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

در ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی طبع شد

مختصر فہرست تالیفات سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حالات میں نہایت جامع و مستند کتاب اردو میں اپنی ثانی نہیں رکھتی یہ ہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا اور زمانہ وبا میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیوں نہو یہ ان ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ۸)

تفسیر بیان القرآن

اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے مولانا مدظلہم نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ با محاورہ۔ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کیلئے ف کے نشان سے تفسیر کی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ کلامیہ بھی حسب ضرورت بحث کی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے اسکو مقدم رکھا ہے۔ ربط آیات کا خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے ہر صفحہ کے ہر حصہ زیر متن میں جدول ہے جس میں اختلاف قرأۃ حل لغات ضروری ترکیب۔ وجوہ بلاغت۔ توجیہ ترجمہ مختصراً ہے۔ یہ عربی تفسیر بارہ جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ایک روپیہ چودہ آنہ۔ کامل عشہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دوستوں کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت دس آنے۔ (۱۰/)

مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی ہندوستان

جسمیں ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث۔ رشوتوں کی حقیقت۔ جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق۔ نکاح خوانی کی اجرت کا حکم۔ متعارف چندوں کے بعض مفاسد کا بیان ہے قیمت پانچ آنے۔ (۵/)

عثمان اڈیٹر کتبخانہ اشرفیہ دہلی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ آیۃ الا لہا ظہر و بطن

چوں حدیث مذکور دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ، کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ، و یکے از مصادیقش نیز مسائل دقیقۂ تصوف ست، بکون احدی مصادیقہا المسائل الغامضۃ الفقہیہ، لاشتراکہما فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ، و ہو اصح تفاسیر قول خیر البریہ، علیہ الصلوۃ والتحیہ،

در رسالۂ مسمیٰ

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

فی العربیہ

رفع الشکوک ترجمۂ مسائل السلوک

فی الہندیہ

باحسن بود از جملہ کافیہ از تحقیق مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیہ التی ہی علیہا دلائل، از تالیفات المتحلی بالفضائل، المتخلی عن الرذائل، جمیل الشمائل، حمید الخصائل، حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیوض و البرکات الجلائل، پس بنظر افادۂ طالبین خصوص سالکین باہتمام

احقر محمد شبیر علی عفی عنہ

در مطبع اشرف المطابع واقع تھانہ بھون طبع شد

(معین الدین پرنٹر میرٹھی)

الجلد الاول من

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد الحمد والصلوٰة فان من العلوم القرآنیة کثیر مسائل التصوف مما ذکره الصوفیة قدست اسرارهم فی کتبهم مستندین الی القرآن وجملة ما ذکروه قسمان قسم دل علیه القرآن بوجوه الدلالات المعتبرة عند اهل العلم والاجتهاد تنصیصاً ویسمی تفسیراً او استنباطاً ویسمی فقهاً ولا کلام فی کون هذا القسم مدلولا للقرآن اما التنصیص فظاهر واما الاستنباط فلما تقرر من ان القیاس مظهر لا مثبت وقسم لا دلالة للقرآن علیه بعینه ولا علی ما یشارکه فی العلة الشرعیة لکن له دلالة علی ما یناسبه بنحو من المناسبة ویسمی اعتباراً وهذا القسم مما تکلموا فی کونه مدلولا له فکم من مثبت له وهو ظاهر صنیع کثیر من الصوفیة وکم من ناف له وهو ظاهر کلام حملة العلوم الظاهرة والقول الفصل فی الباب ان النفی حق ان ارید بالدلالة کون ذلک المعنی مقصوداً بلا واسطة کالمنصوص او بواسطة کالثابت بالقیاس والاثبات حق منقول من السلف ان ارید بالدلالة ما هو اعم من ثبوته بالحمل یقین المذکورین ومن ثبوت الشیء مع اصله بنحو من الاصالة من غیر ان یقصد مع القول بارادة المعنی الظاهری قطعاً فان ابطال هذا المعنی باطل وذهاب الی مذهب الباطنیة الضالة ولنسمعک ما یدل علی جمیع ما ادعینا اما ان لهذا الصنیع اصلاً من السلف فقد روی رزین عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتها قال یلین القلوب بعد موتها مخبتة منیبة یحیی القلوب المیتة بالعلم والحکمة والا فقد علم احیاء الارض مشاهدة (تیسیر ص فصل

عہ یہ ترجمہ اگرچہ متن پر بطور حاشیہ ہے اسی لئے اس کی اور اصل کی مقدار کہیں کہیں متفاوت بھی ہے اور شروع میں یہ تفاوت اتفاق سے زیادہ تھا اس لئے اس میں شروع تو کالم برابر بھی نہیں رہ سکے مگر آگے کالم برابر رکھے گئے اور تفاوت کے موقع پر ترجمہ کے لئے دوسرے کالم سے جگہ لے لی گئی ۱۲ مدیر

رفع الشکوک فی ترجمة مسائل السلوک

(جلد اول)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰة احقر نے آخر رجب ۱۳۳۵ھ میں ایک کتاب مسمّٰی بہ **مسائل السلوک من کلام ملک الملوک** لکھنا شروع کی تھی جس کا حاصل بعض مسائل مہمہ تصوف کا قرآن مجید سے اثبات ہے جس طرح اس کے قبل ایک کتاب مسمّٰی **حقیقة الطریقة من السنة الانیقة** میں مسائل تصوف کا حدیث سے اثبات کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب مسائل السلوک عربی میں ہے جو کہ عام فہم نہیں ہے اس لئے افادۂ عامہ کی غرض سے اس کا اردو میں ترجمہ کر دینا مناسب معلوم ہوا اور وہ ترجمہ یہی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کتاب مسائل السلوک دو حصوں پر مشتمل تھی ایک متن

بن عباسؓ صریح فی صحۃ تاویل الارض بالقلب فھل ھذا الا الذی یسلکہ الصوفیۃ
فی ظاھرہ بنفی ظاھر التفسیر لکن لما کان ھذا التفسیر یقینیا یصرف قولہ عن المتبادر
الی ان مرادہ ایقاظ السامع ان لا یکتفی من الآیۃ علی ظاھرھا وان کان مقصودًا
بل یعتبر بہ وینتقل الی حال القلب ھذا ما بدالی فی اعتبار علم الاعتبار وابلغ
من ھذا ما قررہ شیخ مشائخنا الشاہ ولی اللہ المحدث الدھلوی قدس سرہ
فی کون ھذا الفن معتبرًا فی کتابہ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر حیث قال
باللسان الفارسی واما اشارات صوفیہ و اعتبارات ایشان بحقیقت از فن تفسیر
نیست بلکہ نزدیک استماع قرآن چیزہا بر دل سالک ظاہر میگردد در میان نظم قرآن و
حالتے کہ آں سالک دارد یا معرفتیکہ او را حاصل ست متولد میشود چنانکہ کسے قصہ مجنوں و
لیلیٰ شنود معشوقہ خود را یاد کند و معاملہ کہ درمیان وی و محبوب وی میگذرد مستحضر سازد
و دریں جا فائدہ ایست اہم آنرا باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فن اعتبار را معتبر
داشتہ اند و دراں راہ سلوک فرمودہ اند تا سنت باشد علمائے امت را و فتح طریقے باشد
علوم موہوبۂ ایشاں را مانند آنکہ آیۂ فاما من اعطی واتقی در مسئلہ قدر تمثیلاً خواندند
اگرچہ معنی منطوق آیہ آنست کہ ہر کہ ایں کارہا کردہ است او را راہ جنت و نعیم تمامیم و ہر کہ
اضداد آں بعمل آوردہ است او را راہ دوزخ و تعذیب بکشائیم لیکن بطریق اعتبار تواں دانست
کہ ہر کسے را برائے حالتے آفریدہ اند و آں حالت بروے جاری میکنند من حیث یدری او لا
یدری پس بایں اعتبار آیہ را بمسئلہ قدر ربطے واقع شد و ہمچنیں آیۂ ونفس وما سواھا
معنی منطوقش آنست کہ بر برّ و آثم مطلع ساخت لیکن خلق صورت علمیہ برّ و آثم را باں
برّ و آثم اجمالاً در وقت نفخ روح مشابہتے ہست پس باعتبار می تواں بایں آیہ در مسئلہ
علم استشہاد کرد (قلت ولو قیل اعتضاد مکان استشہاد کان اولیٰ ۱۲) واللہ اعلم
(صفحہ ۲۴ و ۲۵) وقلت والحدیثان اللذان اشار الیھما الشیخ ھما ھذان
فالاول ما عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد
الا وقد کتب مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنۃ قالوا یا رسول اللہ افلا
نتکل علی کتابنا وندع العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق اما من کان من اھل
السعادۃ فسییسر لعمل السعادۃ واما من کان من اھل الشقاوۃ فسییسر لعمل
الشقاوۃ ثم قرأ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الآیۃ متفق علیہ
(مشکوٰۃ باب القدر) والحدیث الثانی ما عن عمران بن حصین ان رجلین

جس میں خاص وہ مسائل ہیں
جو باعتبار وجوہ معتبرہ دلالت
مدلول قرآنی ہیں دوسرا حصہ
حاشیہ جس میں وہ مسائل ہیں
جو درجۂ رموز و اعتبار میں ہیں جسکا
استعمال رہا و جودیکہ سلف سے
بلکہ سنت سے بھی انکی اصل ثابت ہے،
جیساکہ اصل کتاب کی تمہید میں مذکور
ہے مگر صرف صوفیہ ہی کرتے ہیں
علمائے ظاہر میں وہ طریق مسلوک
نہیں ہے چونکہ یہ حصہ حاشیہ کا حال
عوام کے زیادہ مناسب نہیں اسلیئے
ترجمہ کے لیئے صرف حصۂ متن کو لیا
گیا۔ الا تا ذرا اور عربی میں اُس کا
رہنا اس لیئے مضر نہیں کہ وہ مخصوص
ہے اہل علم کے ساتھ جو کہ اکثر اہل
فہم ہوتے ہیں۔ خصوص جبکہ اُسکی
تمہید میں اُس دلالت کا درجہ
بھی مفصل ذکر کر دیا گیا اور جب
ترجمہ میں یہ حصہ نہیں لیا گیا
تو اُس تمہید کے ترجمہ کی بھی حاجت
نہیں سمجھی گئی پس اب متن مقصود
ہی سے ترجمہ شروع کیا جاتا ہے
اور تمہید و حواشی کو حذف کیا
جاتا ہے البتہ استیعاب مسائل
کے لیئے اُن حواشی کے بھی بعض
مسائل ضروریہ کی محض اجمالاً تقریر

من مزينة قالا يا رسول الله أرأيت ما يعمل الناس ويكدحون فيه أشيء قضي
عليهم ومضى فيهم من قدر سبق أو فيما يستقبلون به مما أتاهم به نبيهم
وثبتت الحجة عليهم فقال لا بل شيء قضي عليهم ومضى فيهم وتصديق ذلك في
كتاب الله عز وجل ونفس وما سواها فألهمها فجورها وتقواها رواه مسلم (مشكوة
كتاب القدر) فثبت بهذا التقرير كون ذلك الطريق له اصل واما كون ابطال المعنى
الظاهر باطلاً ففي روح المعاني تحت آية انزل من السماء فسالت اودية الخ من سورة
الرعد ما نصه قال ابن عطية روي عن ابن عباس انه قال في قوله تعالى انزل من السماء
ماء الخ يريد بالماء الشرع والدين وبالاودية القلوب ومعنى سيلا انها بقدرها اخذ
النبيل بحظه والبليد بحظه ثم قال وهذا قول لا يصح والله تعالى اعلم عن ابن
عباس لانه ينحو الى قول اصحاب الرموز وقد تمسك به الغزالي واهل ذلك الطريق
وفيه اخراج اللفظ عن مفهوم كلام العرب بغير داع الى ذلك وان صح ذلك عن ابن
عباس فيقال فيه انما قصد ان قوله تعالى كذلك يضرب الله الحق والباطل معناه
الحق يتقرر في القلوب والباطل الذي يعتريها آه ونحن نقول ان صح ذلك فمقصود
الحبر منه الاشارة وان كان بريدا غير ظاهر فيه وحجة الاسلام الغزالي عليه
الرحمة اشد الناس على اهل الرموز القائلين بان الظاهر ليس مراد الله تعالى كما لا
يخفى على متتبع كلامه اه ولقد اتى الامام الغزالي بالقول الصراح وافصح البوح
في المسئلة في كتابه مشكوة الانوار حيث قال ولا تظن من هذا الانموذج و
طريق ضرب المثال رخصة مني في رفع الظواهر واعتقادا في ابطالها حتى اقول
مثلاً لم يكن مع موسى عليه السلام نعلان ولم يسمع الخطاب بقوله اخلع نعليك
حاشا لله فان ابطال الظواهر رأي الباطنية الذين نظروا بالعين العوراء الى
احد العالمين ولم يعرفوا الموازنة بينهما ولم يفهموا وجهه كما ان ابطال الاسرار
مذهب الحشوية فالذي يجرد الظاهر حشوي والذي يجرد الباطن باطني والذي
يجمع بينهما كامل ولذلك قال صلى الله عليه وسلم ظاهر وباطن وحد ومطلع
وربما نقل هذا عن علي موقوفا بل اقول فهم موسى عليه السلام من خلع النعلين
اطراح الكونين فامتثل الامر ظاهرا بخلع نعليه باطراح العالمين فهذا هو الاعتبار
اي العبور من الشيء الى غيره ومن الظاهر الى السر وفرق بين من يسمع قول رسول
الله صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب فيقتني الكلب في بيته ويقول

کردی گئی ہے مع نشان اُس
آیت کے جسکے ذیل میں
وہ اصل میں مذکور ہے
تاکہ اگر کوئی صاحب علم ترجمہ
کے حصہ کو دیکھکر اُسکی
مفصل تقریر دیکھنا چاہے
تو اُس آیت کے پتہ سے
اصل میں دیکھ سکے اور نام
اس ترجمہ کا **رفع الشکوک
فی ترجمۃ مسائل السلوک**
رکھا جاتا ہے۔ عام ناظرین سے
عرض ہے کہ باوجود ایضاح
کے پھر بھی اس مضمون میں
نزاکت باقی ہے اس کے
مطالعہ میں اپنی رائے سے
کام نہ لیں اگر کوئی محقق
میسر آجاوے تو اُس سے
سمجھ لیں اور اگر میسر نہ ہو
یا اُس کے سمجھانے پر بھی
سمجھ میں نہ آوے یا
کسی مقام کو وہ محقق کسی
ناظر کے فہم سے باہر بتلاوے
تو اُس مقام کو چھوڑ دیں
مولانا نے خوب فرمایا ہے

س

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد است تیز
چوں نداری تو سپر واپس گریز

ليس الظاهر مراداً بل المراد تخلية بيت القلب عن كلب الغضب لانه يمنع المعرفة التي هي من انوار الملائكة اذا الغضب غول العقل ويبين من يمتثل الامر في الظاهر ثم يقول الكلب ليس كلباً بصورته بل لمعناه وهي السبعية والضراوة فاذا كان حفظ البيت الذي هو القلب مقر الجوهر الحقيقي الخالص عن سر الكلبية اولى فانا اجمع بين الظاهر والسر جميعاً فهذا هو الكامل وهو المعنى بقولهم الكامل من لا يطفئ نور معرفته نور ورعه ولذلك ترى الكامل لا تسمح نفسه بترك شيء من حدود الشرع مع كمال البصيرة اه (تحفة الاخوان في التفرقة بين الكفر والايمان صـ ۳۲) وقريب منه في روح المعاني واما كلام السادة الصوفية من القرآن فهو من باب الاشارات الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك ويمكن التطبيق بينهما وبين الظواهر المرادة وذلك من كمال الايمان ومحض العرفان لا انهم اعتقدوا ان الظاهر غير مراد اصلاً وانما المراد الباطن فقط اذ ذاك اعتقاد الباطنية الملاحدة توصلوا الى نفي الشريعة بالكلية وحاشا سادتنا من ذلك كيف وقد حضوا على حفظ التفسير الظاهر وقالوا لا بد منه اولاً اذ لا يطمع في الوصول الى الباطن قبل احكام الظاهر ومن ادعى فهم اسرار القرآن قبل احكام التفسير الظاهر فهو كمن ادعى البلوغ الى صدر البيت قبل ان يجاوز الباب اه (ج ۱ صـ ۶) وقد اتيت بهذا التقرير مع زيادة تحقيق حديث ان لكل آية ظهراً وبطناً مما لعلك لم تسمع من غيري في الجلد الاول من كليد مثنوی (صـ ۸۳) ان اشتقت اليه فاطلع عليه وبمجموع ما نقلنا ظهر مجموع ما ادعينا سابقاً من اعتبار فن الاعتبار مع بقاء الظاهر على ما هو عليه ولطالما احدثتني نفسي بجمع جملة كافية من جنس تلك المسائل من القرآن لكن كل امر مرهون بوقته فحان الآن ان وفقت له وقد جعلت تفسير روح المعاني في هذا المقصد اصلاً اصيلاً لجمعه القدر الكافي منه وحيث ما اضم اليه شيئاً من غيره ابتدئه بقولي قال العبد الضعيف واختمه بقولي انتهى القول ولقد كنت كتبت قبل هذا في هذا الباب رسالة مختصرة بالغة غاية الاختصار وسميته بتائيد الحقيقة من الآيات العتيقة وكانها كانت كالمقدمة لهذا ولقد اقتصرت من الباب على القسم الاول في المتن واضفت بعض الاشياء من القسم الثاني في الحاشية ليتضح الفرق بين الاصل والتابع كما اني كنت الحقت في قريب

پیش ایں الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا

اور مجمع عوام میں ان تقریرات سے اپنی مجالس کو گرم کرنے سے تو بہت سختی کے ساتھ احتیاط و احتراز لازم سمجھیں مولانا نے اس باب میں بھی فرمایا ہے ؎

حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بہ پیش جاہلاں خواند فسوں

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند
از سخنہا عالمے را سوختند

خصوص جبکہ خود بھی ناقص ہو اس کو بھی مولانا فرماتے ہیں ؎

لقمۂ و نکتہ است کامل را حلال
تو نۂ کامل مخور میباش لال

اور قریب زمانہ ہوا کہ ایک چھوٹا رسالہ اسی طرز کا لکھا گیا تھا جسکی اصل سے **تائید الحقیقۃ من الآیات العتیقۃ** عربی میں تھی اور ترجمہ مرقومہ مولوی شاہ لطف رسول فتحپوری اردو میں۔ سو اُس رسالہ کا ترجمہ بھی اس کتاب

ـه انظر الى الحاشية على اسم سورة آل عمران سورة النساء وسورة الانبياء وسورة الحج من القرآن العظيم في هذا الالتزام ۱۲ منه

من الزمان جزء من قبيل القسم الثاني مسمّى بالنكت الدقيقة بآخر رسالة حقيقة التي الطريقة بهذا الفرق بعينه وقصدي انما هو القسم الاول وانما اتيت ببعض الاشياء من الثاني لئلا يخلو الكتاب عن نموذج منه ولانها مسائل مفيدة في نفسها وان لم تكن مدلولة فتجتمع المسائل بهذا التقريب نعم لم التزم الحاشية هيئتها المتعارفة لعدم الحاجة اليها ولعدم خلوها من الضيق والصعوبة وانما اكتفيت في التمائز بينهما بتصريح لفظ المتن والحاشية متعاقبين فلو اراد احد تغيير هيئتها الداعي اليه او حذفها بالكلية لامكنه بسهولة وقد زدت للربط والتوضيح في بعض المواضع كلمة او جملة احطتها بقوسين ايضا لم ارتبها كان من الصراحة بمثابة لا يحتاج فيها الى التنبيه وهو اكثر الاعمال التي تسمى بالمقامات كالحب والذكر والشكر والصبر والزهد والتوكل وغيرها التي امتلأ القرآن منها اوضح من الشمس في نصف النهار ولقد رأيت الحاق الرسالة المذكورة آنفا المسماة بتائيد الحقيقة في آخر هذا الكتاب كل سورة سورة منها بكل سورة سورة منه اجدر واحرى ليطلع الشائق عليهما مجتمعين وينتفع باحدهما مع الاخرى هذا والمامول من الله الكريم الوهاب ان يجعل هذا الكتاب كافيا شافيا في القدر الضروري من اللباب والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب في كل ذهاب واياب وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد سيد اولي الالباب مع آله والاصحاب وجميع اتباعه والاحباب الى يوم النشور والحساب۔

نمقه العبد الحقير اشرف علي عفي عنه الصغير والكبير في الثاني والعشرين من رجب المكين ۱۳۳۵ھ من هجرة سيدنا النبي الامين

رفع الشکوک کے ساتھ اس طرح ملحق کردیا گیا کہ ہر سورت کے ختم پر اس رسالہ کے ترجمہ کا ایک حصہ اسی سورت کے متعلق بعنوان **اضافہ** منضم کردیا گیا تاکہ دونوں کتابوں کی تقریرات ناظرین کو مجتمعاً میسر ہوسکیں۔ واللہ الموفق فی کل باب و ہو المیسر لکل صعاب واللہ اعلم بالصواب

فقط

کتبہ

اشرف علی

۸ شوال ۱۳۳۵ ہجری

(یعنی بعد انقضای دو نیم ماہ از تحریر تمہید اصل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ

المتن المشابہ بالحاشیۃ ان مقام السالکین
ینتھی عند قولہ ایاک نعبد وبعدہ یطلب التمکین وذلک
ان الحمد[۱] مبادی حرکۃ المرید فان نفس السالک اذا ترکت ومرآۃ
قلبہ اذا انجلت فلاحت فیھا انوار العنایۃ الموجبۃ للولایۃ تجردت
النفس الزکیۃ للطلب فرأت آثار نعم اللہ تعالیٰ علیھا سابغۃ
والطافہ غیر متناھیۃ فحمدت علیٰ ذلک واخذت فی
الذکر فکشف لھا الحجاب من وراء استار العزۃ عن محیا
رب العلمین فشاھدت[۲] ماسوی اللہ سبحانہ علیٰ شرف
الفناء مفتقرا الی المبقی محتاجاً الی التربیۃ فترقت بطلب
الخلاص من وحشۃ الادبار وظلمۃ السکون الی الاغیار
فھبت لھا من نفحات جناب القدس نسائم الطاف الرحمٰن
الرحیم فرجعت للمعات بوارق الجلال من وراء سجاف
الجمال الی المالک الحقیقی فنادت بلسان الاضطرار فی مقام
لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار اسلمت نفسی الیک و
اقبلت بکلیتی علیک وھناک خاضت لجۃ الوصول و
انتھت الی مقام العین فحققت[۳] نسبۃ العبودیۃ فقال
ایاک نعبد وھٰھنا انتھاء مقام السالک الا تری الی سید
الخلق وحبیب الحق کیف عبر عن مقامہ ھذا بقولہ سبحان
الذی اسریٰ بعبدہ لیلا فطلب[۴] التمکین بقولہ وایاک نستعین
واھدنا الصراط المستقیم واستعاذ عن التلوین بقولہ غیر
المغضوب علیھم ولا الضالین فصعد مستکملا ورجع
مکملا وکانہ لھذا سمیت الصلوٰۃ معراج المؤمن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الفاتحہ

سالکین کا مقام ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت
کرتے ہیں) پر تمام ہوجاتا ہے اس کے بعد ایاک نستعین
(ترجمہ آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں) سے تمکین کا
طالب ہوتا ہے بیان اس کا یہ ہے کہ مرید کی ابتدائی حرکت حمد[۱] ہے
کیونکہ جب سالک کا نفس مزکی اور اس کا قلب مجلی ہوجاتا ہے پھر پس
انوار عنایت جو کہ مقام ولایت کا موجب ہے درخشاں ہوتے ہیں تو
یہ نفس مزکی طلب (مقصود) کے لئے خالص ہوجاتا ہے پس
اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کے آثار کو کامل اور انکے الطاف کو غیر
متناہی دیکھتا ہے سو اس پر وہ حمد کرتا ہے اور ذکر کو اختیار کرتا ہے
پس سراپردہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لیئے رب العلمین
(ترجمہ مربی ہیں ہر ہر عالم کے) کے چہرے کا حجاب مکشوف ہوجاتا ہے
اس وقت وہ ماسوی اللہ کو محل فنا[۲] میں اور اپنے کو تربیت میں بقا بخش
کا محتاج دیکھتا ہے پس وہ وحشت اعراض اور ظلمت سکون الی الاغیار سے
خلاصی حاصل کرنیکی طلب کے لئے ترقی کرتا ہے پس اس پر درگاہ مقدس
کی ہواؤں سے رحمان رحیم (ترجمہ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) کے الطاف
کے جھونکے چلتے ہیں پھر وہ سراپردہ جمال کے آگے سے برق ہائے جلال کی
چمک کے واسطے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے پھر وہ مقام لمن الملک الیوم
للہ الواحد القہار میں (یعنی مقام توحید میں) بلسان اضطرار پکارتا
ہے کہ میں نے اپنا نفس آپ کو سپرد کردیا اور میں تن من سے آپ کی طرف متوجہ ہوگیا اور اس مقام
میں پہنچکر وہ لجہ وصول میں گھس گیا اور مقام عین تک گھس گیا جس سے اس کو
نسبت عبدیت[۳] کو محقق کرلیا اور کہنے لگا ایاک نعبد (ترجمہ ہم
آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) اور یہاں مقام سالک کی انتہا ہے
(جیسا شروع تقریر میں کہا گیا) کیا سید الخلق وحبیب حق
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف نظر نہیں کرتے ہو کہ آپکو اس مقام کو کس طرح
اس قول سے تعبیر کیا سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا اسکے
بعد پھر آپ نے ایاک نستعین سے تمکین[۴] کی درخواست کی جیسا شروع

[۱] مقام الصعود والانسلاخ — مقام عروج
[۲] مقام الفناء الحقیقی — مقام فنائے حقیقی
[۳] العبدیۃ — عبدیت
[۴] التمکین — تمکین

الحاشیہ ومن باب الاشارۃ (فی نکتۃ الخطاب فی ایاک نعبد بعد الغیبۃ فی مالک یوم الدین) ان یوم الدین تلویح الی مقام الفناء لانہ موت النفس عن شہواتہا وخروجہا عن جسد تعلقہا بالاغیار ومن مات فقد قامت قیامتہ فعند ذلک یحصل البقاء فی جنۃ الشہود ویتحقق الجمع من مقام صدق عند الملیک المعبود (فناسب الخطاب) قولہ تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم قال العبد الضعیف فی ھذا البدل اشارۃ الی ان الصراط المستقیم لا یتاتی بدون متابعۃ اہل الصراط المستقیم ولا یکفی فیہ الزبر والاوراق انتہی القول وایضا قال العبد الضعیف فیہ اشارۃ الی ان المطلوب ھو الصراط المستقیم التشریعی المختص بالمنعم علیہم لا التکوینی العام لکل مخلوق غیر مختص بالمنعم علیہم انتہی القول

سورۃ البقرۃ

المتن قولہ تعالیٰ ومما رزقناہم ینفقون۔ قال العبد الضعیف قیل ومما رزقناہم من انوار المعرفۃ یفیضون تعمیما للرزق والانفاق وھو کثیر وقالوا الرزق ھو الحظ وفیہ مجاز کما قالوا فی قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل وسیاتی وقد سمی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا من الاعمال البدنیۃ صدقۃ

المتن قولہ تعالیٰ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک قال العبد الضعیف یقاس علیہ انہ ینبغی الاعتقاد مع جمیع المشائخ المحققین مثل الاعتقاد مع شیخہ نعم الاتباع لا یکون الا لشیخہ کما فی المقیس علیہ انتہی القول۔

تقریر میں اس کا بھی ذکر ہے) اور اھدنا الصراط المستقیم الخ (ترجمہ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا) سے بھی (اسی تمکین کا طالب ہوا) اور اس قول سے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (ترجمہ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے) تلوین سے پناہ مانگی پس طالب کامل ہو کر اس نے صحو کیا اور کامل ہو کر اپنی رجوع (و نزول) کیا اور گویا اسی (لطیفہ) کے سبب نماز کو معراج مومن کہا گیا قولہ تعالیٰ ایاک نعبد الخ اس خطاب میں مقام فنا کی طرف اشارہ ہے تقریر اصل رسالہ میں ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ صراط الذین الخ میں اشارہ اس طرف ہے کہ صراط مستقیم بدون اس کے میسر نہیں کہ اہل صراط مستقیم کا اتباع کیا جاوے (جن کو الذین انعمت علیہم سے تعبیر کیا ہے) اور اس کے لئے صرف کتب و اوراق کافی نہیں نیز اشارہ ہے اس طرف کہ مطلوب صراط مستقیم تشریعی ہے نہ کہ تکوینی جو صرف منعم علیہم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو عام ہے

سورۃ البقرۃ

قولہ تعالیٰ ومما رزقناہم ینفقون (ترجمہ اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں) اس کے عموم میں یہ بھی احتمال ہے کہ جو انوار معرفت عطا فرمائے ہیں وہ ان کا طالبین پر افاضہ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (ترجمہ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں) اسی پر یہ قیاس کیا جاوے گا کہ

(باقی آئندہ)

المتن قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ والذین امنوا قال العبد الضعیف فی ذکر اسم اللہ مع استحالۃ کونہ مخادعا اشارۃ الی ان المعاملۃ مع اھل اللہ کھی مع اللہ انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ فی قلوبھم مرض الآیۃ قال العبد الضعیف فیہ اثبات الامراض للقلب وھی المعاصی کما شاع فی اطلاقات الصوفیۃ انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین قال العبد الضعیف فیہ دلیل لما یقول بہ الصوفیۃ من احاطتہ تعالیٰ بخلقہ ذاتا من غیر اتصال ولا کیفیۃ لا علما فقط انتھی القول۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا ومن البطون تشبیہ من ذکر بذوی صیب فیکون قولہ تعالیٰ کلما اضاء لھم الخ اشارۃ الی انھم کلما وجدوا من طاعتھم حلاوۃ وغرضا عاجلا مشوا فیہ واذا حبس علیھم طریق الکرامات ترکوا الطاعات وقال الحسین اذا اضاء لھم مرادھم من الدنیا فی الدین الزموا فی تحصیلہ واذا اظلم علیھم قاموا متحیرین۔

قولہ تعالیٰ یخادعون اللہ والذین آمنوا (ترجمہ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں) اسمیں اشارہ ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا (مثلاً عداوت ومخادعت وغیرہ) ایسا ہی ہے جیسے حق تعالیٰ کے ساتھ کرنا۔

قولہ تعالیٰ فی قلوبھم مرض (ترجمہ ان کے دلوں میں بڑا مرض ہے) اسمیں اثبات ہے امراض قلب کا اور وہ معاصی ہیں حضرات صوفیہ کے اطلاقات میں شائع ہے۔

قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو ذاتاً محیط ہے بدون اتصال اور کسی کیفیت کے نہ محض علم ہی سے محیط ہے۔

قولہ تعالیٰ کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا (ترجمہ جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اسکی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جہاں ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے) یہی حال اس شخص کا ہے جو بسط میں طاعات بجالاتا ہے اور قبض میں چھوڑ بیٹھتا ہے۔

الحاشیہ قولہ تعالیٰ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم ومن باب الاشارۃ انہ تعالیٰ مثل البدن بالارض والنفس بالسماء والعقل بالماء وما افاض علی القوابل من الفضائل العلمیۃ والعملیۃ المحصلۃ بواسطۃ استعمال العقل والحس و ازدواج القوی النفسانیۃ البدنیۃ بالثمرات المتولدۃ من ازدواج القوی السماویۃ الفاعلۃ والارضیۃ المنفعلۃ باذن الفاعل المختار۔

المتن قولہ تعالیٰ کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا وفی الآیۃ محمل آخر یمیل الیہ القلب بان یکون ما رزقوہ قبل ھو الطاعات والمعارف التی یستلذ ھا اصحاب الفطرۃ والعقول

قولہ تعالیٰ کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا (ترجمہ جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمکو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی ان کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا) ایک محمل اس

السلیمۃ وھذہ اجزاء مشابہ لہا فیما ذکر من اللذۃ کالجزاء الذی فی ضدہا فی قولہ تعالیٰ ذوقوا ما کنتم تعملون ای جزاءہ فالذی رزقناہ مجاز مرسل عن جزائہ باطلاق اسم المسبب علی السبب ولا یضر فی ذلک ان الجنۃ وما فیہا من فنون الکرامات من الجزاء کما لا یخفی او ھو استعارۃ بتشبیہ الثمار والفواکہ بالطاعات والمعارف فیما ذکر وقیل ان ف ۱۳ من الجنۃ قیعان یظہر فیہا اعمال الدنیا کما یشیر الیہ بعض الآثار فثمرۃ النعیم ما غرسوہ فی الدنیا فتدبر

ائمتا میں یہ ہو کہ مرزوق سے مراد طاعات ومعارف ہوں جنکو اصحاب فطرت وعقول سلیمہ (رزق ظاہری سے زیادہ) لذیذ سمجھتے ہیں اور (جنت میں اُن کی عوض میں) اُن کو جو جزا ملے وہ ان طاعات ومعارف کے ساتھ لذت میں مشابہ ہو (اسلئے وہ اس طرح کہیں) جب اسکی ضد کی جزاء (بھی اس ضد کے مشابہ ہوگی جو) اس آیت میں (مذکور ہے) ذوقوا ما کنتم تعملون مراد یہ ہے کہ ذوقوا جزاء ما کنتم تعملون پس جزاء مرزوق کو بطور مجاز مرسل کے مرزوق کہدیا بطور اطلاق اسم مسبب کے سبب پر یا اسکو استعارہ کہا جاوے اس طرح سے کہ ثمار وفواکہ کو طاعات و معارف کی ساتھ لذت میں تشبیہ دیجاوے اور بعض نے ف ۱۴ کہا ہے ارض جنت صاف میدان ہے اُسمیں اعمال دنیا (باشکال خاصہ) ظاہر ہونگے جیسا بعض روایات میں ہے پس ثمرۃ نعیم وہی ہے جسکو دنیا میں بویا تھا اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالفعل جنت خالی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ عامل کے حق میں گویا کہ خالی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ فلاں شخص سے فلاں عمل صادر ہوں گے اسلئے جنت کو ان اعمال کی صور مثالیہ اشجار وثمار وغیرہا سے فی الحال بھی آباد کر رکھا ہے)۔

ف ۱۳ صورۃ مثالیۃ للاعمال

ف ۱۴ اثبات صور مثالیہ اعمال

المتن قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ قال العبد الضعیف فیہ اصل لصنیع الصوفیۃ فی ف ۱۵ الامثلۃ حیث یأتون منہا بما ظاہرہ ینافی الحیاء من غیر مبالاۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یستحیی الخ (ترجمہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی) اسمیں اصل ہے عادۃ صوفیہ کی کہ مثالیں لاتے ہیں حیاء ف ۱۵ عرفی کی پروا نہیں کرتے۔

ف ۱۵ عادۃ الصوفیۃ فی ضرب الامثلۃ الحقیرۃ — صوفیوں کی مثالوں سے نفرت کرنیوالے

المتن قولہ تعالیٰ واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صدقین ۝ قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم قال یا آدم انبئہم باسمائہم قال ف ۱۶ العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان مدار الخلافۃ ھو العلم والفہم بشرط ان لا ینا قضہ عملہ لا الاجتہاد فی العمل وھو عین ما یراعیہ مشائخ الطریق فی الاستخلاف

قولہ تعالیٰ واذ قال ربک للملئکۃ الخ (ترجمہ اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اسمیں اور خون ریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھکو اسماء ان چیزوں کے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہمکو علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہمکو آپنے علم دیا

ف ۱۶ مدار الخلافۃ فی الطریقۃ

انتہی القول۔

بے شک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلاؤ ان کو ان چیزوں کے (اسمار) یہ دلیل ہے اسکی کہ مدار خلافت علم و فہم ہے بشرطیکہ بد عملی نہو نہ مجاہدہ اعمال میں اور مشائخ طریقت خلیفہ بنانے کے وقت اسی کی زیادہ رعایت کرتے ہیں۔

المتن قوله تعالیٰ ولا تقربا هٰذه الشجرة الخ قال العبد الضعيف فيه اصل لعادة المشائخ المحققين في النهي عن بعض المباحات مخافة جره الى المعصية فان هٰذا القرب لم يكن ممنوعاً عنه في نفسه انتهى القول۔

قوله تعالیٰ ولا تقربا هٰذه الشجرة (ترجمہ اور نزدیک جاؤ تم اس درخت کے) اس میں اصل ہے مشائخ محققین کی اس عادت کی کہ بعض مباحات سے اسلئے روک دیتے ہیں کہ غیر مباح کی طرف منجر نہ ہو جاوے چنانچہ قرب شجرہ فی نفسہ ممنوع نہ تھا صرف اکل ممنوع تھا۔

المتن قوله تعالیٰ فازلهما الشيطن الآيه قال العبد الضعيف فيه دليل على انه لا يأمن المنتهي ايضاً من مكر الشيطان فانه لا شك في كون آدم عليه السلام كاملاً ومع هٰذا فبينه وبين غيره فرقان احدهما انه يحفظه الله تعالیٰ من الكفر وان ابتلى بالمعصيه والثاني ان معصيته ليست كمعصية غيره لكونه موفقاً لدرجة من التوبة لا يوفق غيره لها انتهى القول۔

قوله تعالیٰ فازلهما الشيطان (ترجمہ پس لغزش دیدی آدم و حوا کو اس درخت کی وجہ سے شیطان نے) اس میں دلیل ہے کہ منتہی بھی مکر شیطان سے مامون نہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے اس وقت کامل ہونے میں کوئی شک نہیں مگر باوجود اس کے ان میں اور دوسروں میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ وہ کفر سے محفوظ تھے دوسرے یہ کہ ان کی غلطی دوسروں کی معصیت کے مثل نہیں کیونکہ انکو توبہ کے ایسے درجہ کی توفیق ہوئی کہ دوسروں کو نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالیٰ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم ولا يخفى ان للوفاء عرضاً عريضاً فاول المراتب الظاهرة منا الاتيان بكلمتي الشهادة ومنه تعالیٰ حقن الدماء والمال وآخرها منا الفناء حتى عن الفناء ومنه تعالیٰ التحلية بانوار الصفات والاسماء فما روي من الآثار على اختلاف اسانيدها صحة وضعفاً في بيان الوفاء بالعهدين فبالنظر الى المراتب المتوسطة وهي لعمري كثيرة وذلك ان تقول اول المراتب منا توحيد الافعال واوسطها توحيد الصفات وآخرها توحيد الذات ومنه تعالیٰ ما يفيضه على السالك في كل مرتبة مما تقتضيه تلك المرتبة من المعارف والاخلاق۔

قوله تعالیٰ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم (ترجمہ پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمھارے عہد کو) مراتب وفا میں نہایت وسعت ہے پس ہماری جانب سے اول مرتبہ ادائے کلمہ شہادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے جان و مال کی حفاظت اور اخیر مرتبہ ہماری طرف سے فنا ہے یہانتک کہ فنا سے بھی فنا ہو جانا اور حق تعالیٰ کی طرف سے صفات و اسمار کے انوار سے آراستہ کر دینا بس فاکتہ یہ ترتیب جو آثار مختلفہ آئے ہیں وہ باعتبار مراتب متوسطہ کے ہیں اور وہ بکثرت ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اول مرتبہ ہماری طرف سے توحید افعال ہے اور اوسط توحید صفات اور آخر توحید ذات اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف و اخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں مناسب اس مرتبہ کے سالک پر فائض کیے جاتے ہیں۔

الحاشية واطلبوا المدد والعون ممن له القدرة الحقيقية بالصبر على ما يفعل بكم لكي تصلوا الى

مقام الرضاء والصلوٰۃ التی ھی المراقبۃ حضور القلب لتلقی تجلیات الرب وان المراقبۃ لشاقۃ الا علی المنکسرۃ قلوبھم اللینۃ افئدتھم لقبول انوار التجلیات اللطیفۃ واستیلاء سطواتھا القھریۃ فھم الذین یتیقنون انھم بحضرۃ ربھم وانھم الیہ راجعون بفناء صفاتھم ومحوھا فی صفاتہ فلا یجدون فی الدار الا شئون الملک اللطیف القھار۔

المتن قولہ تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ل لما امرھم سبحانہ وتعالیٰ بترک الضلال والاضلال والتزام الشرائع وکان ذلک شاقا علیھم لما فیہ من فوات محبوبھم وذھاب مطلوبھم عالج مرضھم بھذا الخطاب[ف۲۰] قال العبد الضعیف وفی الجلالین وقیل الخطاب للیھود لما عاقھم عن الایمان الشرہ وحب الریاسۃ[ف۲۱] فامروا بالصبر وھو الصوم لانہ یکسر الشھوۃ والصلوٰۃ لانھا تورث الخشوع وتنفی الکبر آہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ (ترجمہ اور مدد لو صبر اور نماز سے) جب اُن کو ترک ضلال واضلال و التزام شرائع کا حکم فرمایا اور یہ اُن کو شاق تھا چونکہ اس میں ان کا محبوب ومطلوب فوت ہوتا تھا پس اُن کے اس مرض کا[ف۲۰] اس خطاب سے علاج فرمایا اور جلالین میں اس طرح تقریر ہے کہ جب اُن کو حرص مال اور حب جاہ[ف۲۱] نے ایمان سے روکا تو اُن کو صبر یعنی صوم کا حکم ہوا کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے اور صلوٰۃ کا حکم ہوا کہ وہ مورث خشوع اور مزیل کبر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون قال العبد الضعیف دل علی ان الخشوع سبب سہولۃ الصلوٰۃ وعلی ان استحضار اللقاء والرجع سبب لحصول الخشوع فانظر کیف ارشد[ف۲۲] الی طریق سھولۃ العبادۃ وحصول الخشوع فیھا سائغا اللذایقین انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون۔ (ترجمہ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بے شک ملنے والے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بے شک اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں) یہ آیت دال ہوا اسپر کہ خشوع سبب ہے سہولت صلوٰۃ کا اور اسپر بھی کہ لقاء ورجوع کا استحضار سبب ہے حصول خشوع کا سو دیکھئے[ف۲۲] حق تعالیٰ نے کس طرح سے سہولت عبادت وحصول خشوع کا خوشگوار طریقہ بتلا دیا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس الخ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان النسبۃ المحضیۃ[ف۲۳] الی المقبولین لا یجدی نفعا من غیر ایمان ولا عمل فانھم کانوا ابناء الانبیاء ثم قوعھم بما قوعھم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما الخ (ترجمہ اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کیطرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ محض[ف۲۳] مقبولین کی طرف منسوب ہونا بدون ایمان وعمل صالح کے نافع نہیں کیونکہ یہ لوگ ابنیاء علیہم السلام

ف۲۰ علاج الحرج بالصبر والصلوٰۃ — ف۲۰ علاج بالصبر والصلوٰۃ

ف۲۱ علاج حب المال والجاہ — ف۲۱ علاج حب مال وجاہ

ف۲۲ طریق تسہیل العبادۃ وتحصیل الخشوع — ف۲۲ طریق تسہیل عبادت وتحصیل خشوع

ف۲۳ عدم کفایۃ الانتساب الی المقبولین — ف۲۳ بزرگوں کی اولاد ہونا بدون عمل کافی نہیں

کی اولاد تھے پھر دیکھئے ان پر کسقدر لتاڑ ہوئی ہے۔

المتن قوله تعالى واذ واعدنا موسى اربعين ليلة قال العبد الضعيف الاية اصل للاربعين من اعمال السالكين ف ۲۴ وهي وان كانت قصة موسى عم لكن لما لم ينكر عليها كانت حجة لنا لاسيما وقد ورد به الحديث انتهى القول۔

قوله تعالىٰ واذ واعدنا موسى اربعين ليلة (ترجمہ اور وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا) یہ آیت اہل سلوک ف ۲۴ کے چلہ کی اصل ہے اور گو یہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے لیکن جب اسکو نقل کرکے اسپر انکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہوگیا خصوص جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے۔

فائدہ ۲۴ اصل الاربعین الصوفیۃ

فائدہ ۲۴ اصل چلہ صوفیہ

الحاشیہ۔ واذ واعدنا موسى اربعين ليلة الخ وقد يقال من طريق الاشارة ان ذكر الليلة للرمز الى ان هذه المواعدة كانت بعد تمام السير الى الله تعالى ومجاورة بحر العوائق والعلائق وهناك يكون السير في الله تعالى الذي لا تدرك حقيقته ولا تعلم هويته ولا يرى في بيداء جبروته الا الدهشة والحيرة وهذا السير متفاوت باعتبار الاشخاص والازمان ولي مع الله تعالى وقت يشير الى ذلك۔

الحاشیہ۔ واذ اتينا موسى الكتاب والفرقان لعلكم تهتدون واذ قال موسى لقومه يقوم انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل فتوبوا الى بارئكم فاقتلوا انفسكم ذلكم خير لكم عند بارئكم فتاب عليكم انه هو التواب الرحيم ٥ وحظ العارف من هذه القصة ان يعرف ان هواه بمنزلة عجل بني اسرائيل فلا يتخذه الها افرايت من اتخذ الهه هواه وان الله سبحانه قد خلق نفسه في اصل الفطرة مستعدة لقبول فيض الله تعالى والدين القويم ومتهيئة سلوك المنهج المستقيم والترقي الى جناب القدس وحضرة الانس وهذا هو الكتاب الذي اوتيه موسى القلب والفرقان الذي يهتدي بنوره في ليالي السلوك الى حضرت الرب فمتى اخلدت النفس الى الارض واتبعت هواها واثرت شهواتها على مولاها امرت بقتلها بكسر شهواتها وقمع مشتهياتها ليصح لها البقاء بعد الفناء والصحو بعد المحو وليست التوبة الحقيقية سوى محو البشرية باثبات الالوهية وهذا هو الجهاد الاكبر والموت الاحمر ؎

ليس من مات فاستراح لميت || انما الميت ميت الاحياء

وهذا اصعب لا يتيسر الا لخواص الحق ورجال الصدق واليه الاشارة بموتوا قبل ان تموتوا وقيل اول قدم في العبودية اتلاف النفس وقتلها بترك الشهوات وقطعها عن الملاذ فكيف الوصول الى شيء من منازل الصديقين ومعارج المقربين هيهات ذلك بمعزل عنا ومناط الثريا منا ؎

تعالوا نقسم ماتنا للهموم || فان الحزين يواسي الحزينا

المتن قوله تعالى انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل قال العبد الضعيف فيه دليل على امتناع الحلول ف ۲۵ على الله تعالى فانه لو كان جائزا لكان بنو اسرائيل معذورين لخطائهم في موضع الخطاء وقد كانوا

قوله تعالىٰ انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل (ترجمہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ کی تجویز سے) اسمیں دلیل ہے کہ حق تعالیٰ ف ۲۵ کی جناب میں حلول محال ہے ورنہ بنی اسرائیل چونکہ عجل میں حق تعالیٰ کے حلول کے معتقد

فائدہ ۲۵ امتناع الحلول

فائدہ ۲۵ امتناع حلول حق

اعتقد وا حلول اللہ تعالیٰ فی العجل انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الی قولہ کانوا انفسہم یظلمون قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان تواتر النعم مع العصیان استدراج وخطر وکثیر من جہلۃ الصوفیۃ فی غرور منہ حیث یزعمون کثرۃ المال والجاہ امارۃ للقبول انتہی القول۔

تھے معذور ہوتے کیونکہ یہ ان کی غلطی موقع غلطی میں ہوتی۔

قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الی قولہ کانوا انفسہم یظلمون (ترجمہ اور سایہ افگن کیا ہم نے تم پر ابر کو اور پہونچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تمکو دی ہیں اور انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے) اسمیں دلیل ہے کہ باوجود معاصی کے نعمتوں کا جاری رہنا یہ استدراج اور خطر ہے اور بہت سے جاہل صوفی اسبارہ میں دہوکہ میں ہیں کہ وہ کثرت مال وجاہ کو مقبولیت کی علامت سمجھتے ہیں۔

ف: تواتر النعم مع العصیان استدراج

ف: نعمتوں کا باوجود معاصی کے جاری رہنا استدراج ہے

الحاشیہ قولہ تعالیٰ واذ استسقی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربہم کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین وحظ العارف من الآیۃ ان یعرف ان الروح الانسانیۃ وصفاتہا فی عالم القلب بمثابۃ موسیٰ وقومہ وہو مستسق ربہ لارواۂ ہا بماء الحکمۃ والمعرفۃ وہو مامور بضرب عصا لا الہ الا اللہ ولہا شعبتان من النفی والاثبات تتقد انوارا عند استیلاء ظلمات النفس وقد حملت من حضرۃ العزۃ علی حجر القلب الذی ہو کالحجارۃ او اشد قسوۃ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا من میاہ الحکمۃ لان کلمۃ لا الہ الا اللہ اثنتا عشرۃ حرفا فانفجر من کل حرف عین قد علم کل سبط من اسباط صفات الانسان وہی اثنا عشر سبطا من الحواس الظاہرۃ والباطنۃ ومن القلب والنفس وکل واحد منہم مشربہ من عین جرت من حرف من حروف الکلمۃ وقد علم مشربہ ومشرب کل واحد حیث سائقہ رائدہ وقادہ قائدہ فمن مشرب عذب فرات ومشرب ملح اجاج والنفوس ترد مناہل التقی والطاعات والارواح یشرب من زلال المکشوف والمشاہدات تردی من عیون الحقائق بکأس تجلی الصفات عن ساقی وسقاہم ربہم شرابا طہورا للاضمحلال فی حقیقۃ الذات کلوا واشربوا من رزق اللہ بامرہ ورضاہ ولا تعثوا فی ہذا القالب مفسدین بترک الامر واختیار الوزر وبیع الدین بالدنیا وایثار الاولی علی العقبی وتقدیمہا علی المولی۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا قال اتستبدلون الذی ہو ادنی بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا فان لکم ما سالتم۔ وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ وحظ العارف من ہذہ

قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد الی قولہ تعالیٰ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ (ترجمہ اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں کہ جو زمین میں اُگا کرتی ہیں ساگ ککڑی گیہوں مسو۔

الآیات الاعتبار بحال هؤلاء الذین لم یرضوا بالقضاء [ف ۲۷] ولم یشکروا علی النعماء ولم یصبروا علی البلواء کیف ضرب علیهم ذل الطغیان قبل وجود الاکوان فی قلوبهم بلطخة المسکنة فی ابتداء الحدثان والبس قلوبهم حب الدنیا واهبطهم من الدرجة العلیا۔

پیاز آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی شہر میں اترو البتہ تمکو وہ چیزیں ملیں گی جنکی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی اُن پر ذلت اور پستی اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے) عارف کو اس قصہ سے یہ حصہ لینا چاہئے کہ ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑے جو قضا پر راضی نہیں ہوئے [ف ۲۷] اور جنھوں نے نعمت پر شکر اور بلا پر صبر نہیں کیا دیکھئے کس طرح ان پر ذلت طغیان لگا دی گئی اور ان کے قلوب میں حب دنیا جما دی گئی اور اُن کو درجہ علیا سے گرا دیا۔

المتن قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی هو ادنی الی قوله تعالیٰ وضربت علیهم الذلة قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان تغییر العبد [ف ۲۸] معاملة الله تعالیٰ معه من ابتغاء المتوکل لکسب او المکتسب ترك الکسب بلا ضرورة یجلب المقت فانهم یاتیهم رزقهم من غیر الکسب فطلبوا الاسباب انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ قال اتستبدلون الذی هو ادنی الی قولہ تعالیٰ وضربت علیهم الذلة اسمیں دلیل ہے اسپر کہ حق تعالیٰ کے ساتھ جو بندہ کا معاملہ ہے [ف ۲۸] اسکو بدلنا مثلاً متوکل کا کسب کی تلاش کرنا اور صاحب کسب کا بلا ضرورت ترک کسب کرنا حق تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب ہوتا ہے جیسا ان لوگوں کو بلا کسب رزق ملتا تھا مگر انھوں نے اسباب کو طلب کیا۔

المتن قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا یعتدون اشارة الی الكفر والقتل الواقعین سببا لما تقدم والمعنی ان الذی حملهم علی الكفر بآیات الله تعالیٰ وقتلهم الانبیاء انما هو تقدم عصیانهم واعتدائهم ومجاوزتهم الحدود والذنب [ف ۲۹] یجر الذنب حتی الی الكفر فلا تحقرن ذنبا كما فی الحدیث عن عائشةؓ قال لها النبی صلی الله علیه وسلم ذلك۔)

قولہ تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا یعتدون (ترجمہ اور یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے) ذلك کا مشار الیہ کفر اور قتل ہے جو اپنے ما تقدم کا سبب ہیں اور معنی یہ ہوئے کہ جو امر اُن کو کفر بالآیات و قتل انبیاء پر باعث ہوا وہ اُن کا عصیان اور تجاوز حدود تھا اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا [ف ۲۹] سبب ہو جایا کرتا ہے حتیٰ کہ کفر تک کا بس کسی گناہ کو خفیف نہ سمجھے۔

الحاشیة۔ قوله تعالیٰ واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعام واحد الی قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وكانوا یعتدون ومن باب الاشارة الطعام الواحد هو الغذاء الروحانی من الحكمة والمعرفة وما تنبته الارض هو الشهوات الخبیثة واللذات الخسیسة والتفكهات الباردة الناشئة من ارض النفوس فی مصر البدن الموجبة للذلة لمن ذاقها والمسكنة لمن اكلها والهلاك لمن ابتلعها وسبب طلب ذلك الاحتجاب عن آیات الله تعالیٰ وتجلیاته وتسوید القلوب بدرن الذنوب وقطع وریدها بقطع واردها والذی یجر الی هذه الغفلة عن المحبوب والاعتیاض بالاغیار من ذلك المطلوب نسأل الله تعالیٰ لنا

ف ۲۷ ذم عدم الرضاء بالقضاء
ف ۲۷ رضا بالقضاء کے نہ ہونے کی مذمت
ف ۲۸ ذم تغییر المعاملة مع الله تعالیٰ
ف ۲۸ حق تعالیٰ کے معاملہ کو بدلنے کی مذمت۔
ف ۲۹ الذنب یجر الذنب
ف ۲۹ گناہ ایک دوسرے کا سبب ہو جاتا ہے۔

ولكم العافية ـ

المتن قوله تعالى ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين ۝ فجعلناها نكالا لما بين يديها وما خلفها وموعظة للمتقين و حظ العارف من هذه القصة ان يعرف ان الله سبحانه وتعالى خلق الناس لعبادته وجعلهم بحيث لو اهملوا وتركوا وخلوا بينهم وبين طباعهم لتوغلوا وانهمكوا في اللذات الجسمانية والغواش الظلمانية فوضع الله تعالى العبادات وفرض عليهم تكرارها في الاوقات المعينة ليزول عنهم بها درن الطباع المتراكم في اوقات الغفلات وظلمة الشواغل العارضة في ازمنة ارتكاب الشهوات وجعل يوما من ايام الاسبوع مخصوصا للاجتماع على العبادة وازالة وحشة التفرقة ودفع ظلمة الاشتغال بالامور الدنيوية فمن لم يراع هذه الاوضاع المراقبات اصلا زال نور استعداده وطفي المصباح فواده ومسخ كما مسخ اصحاب السبت ومن غلب عليه وصف من اوصاف الحيوانات ورسخ فيه بحيث ازال استعداده وتمكن في طباعه وصار صورة ذاتية له كالماء الذي منبعه معدن الكبريت مثلا اطلق عليه اسم ذلك الحيوان حتى كان صار طباعه طباعه ونفسه نفسه فليجهد المرء على حفظ انسانيته وتدبير صحته بشراب الادوية الشرعية والمعاجين الحكمية وليحث نفسه بالمواعظ الوعدية والوعيدية ـ

قوله تعالى ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت الى قوله وموعظة للمتقين (ترجمہ اور تم جانتے ہی ہو ان لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے تجاوز کیا تھا دربارہ یوم ہفتہ کے سو ہمنے ان کو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہمنے اسکو ایک عبرت بنادیا ان لوگوں کیلئے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان لوگوں کے لئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت ڈرنے والوں کیلئے) اس قصہ سے عارف کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات کو خاص اوضاع پر خاص اوقات میں معین فرمایا ہے تاکہ ان کی ظلمات طبعیہ دفع ہوں سو جو شخص ان اوضاع کی رعایت نہیں کرتا اس کا نور استعداد زائل ہو جاتا ہے اور وہ اصحاب سبت کی طرح مسخ ہو جاتا ہے اور جس جانور کے اوصاف اسمیں راسخ ہوں اسی کی طبیعت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے (گو اس امت میں مسخ صورت نہو) سو انسان کو ادویہ شرعیہ سے اپنی انسانیہ کے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے

الحاشية قوله واذ قال موسى لقومه ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة الى قوله ويريكم اياته لعلكم تعقلون ۝ ومن باب الاشارة ان البقرة هي النفس الحيوانية حين زال عنها شره الصبا ولم يلحقها ضعف الكبر وكانت معجبة رائقة النظر لا تثير ارض الاستعداد بالاعمال الصالحة ولا تسقي حرث المعارف والحكم التي فيها بالقوة بمياه التوجه الى حضرة القدس والسير الى رياض الانس وقد سلمت لترعى ازهار الشهوات ولم تقيد بقيود الآداب والطاعات فلم يرسخ فيها مذهب واعتقاد ولم يظهر عليها ما اودع فيها من انوار الاستعداد وذبحها قمعهوا هاومنعها عن افعالها الخاصة بها بسفرة سكين الرياضة فمن اراد ان يحيا قلبه حياة طيبة ويتحلى بالمعارف الالهية والعلوم الحقيقية وينكشف له حال الملك والملكوت وتظهر له اسرار اللاهوت والجبروت ويرتفع ما بينه وبين عقله ووهمه من التدارء والنزاع الحاصل بسبب الالف للمحسوسات فليذبحها وليوصل اثره الى قلبه الميت

فهناك يخرج المكتوم وتفيض بحار العلوم وهذا الذبح هو الجهاد الاكبر والموت الاحمر وعقباه الحياة الحقيقية والسعادة الابدية ؎

ومن لم يمت في حبه لم يعش به + ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

الحاشية - قوله تعالى انها بقرة صفراء الخ قال العبد الضعيف مثل الصوفية النفس بهذه البقرة ويزيد في التناسب بينهما كون البقرة صفراء وكذلك يكون نور النفس فيما يكاشفون به انتهى القول۔

المتن قوله تعالى وان منها لما يهبط من خشية الله قال العبد الضعيف فيه دليل لما قالت به الصوفية من اثباتهم الشعور للجمادات حسبما تطيع به لله تعالى انتهى القول

المتن قوله تعالى افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى انفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون فيه دلالة على ان الاستكبار هو الاصل لاكثر المعاصي فان الله تعالى قد رتب التكذيب والقتل على استكبارهم انتهى القول۔

المتن قوله تعالى ان ينزل الله من فضله على من يشآء قال العبد الضعيف فيه دليل على ان الاحوال الموهوبة هو بمحض الفضل والمشيت من الله تعالى لا مدخل فيها للمجاهدة انتهى القول۔

المتن قوله تعالى قل ان كانت لكم الدار الاخرة عند الله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين قال العبد الضعيف دل على ان من امارات الولاية حب الموت طبعًا او عقلاً على تفاوت الاحوال انتهى القول

قوله تعالى انها بقرة صفراء الخ (ترجمہ ایک زرد رنگ کا بیل ہے) صوفیہ نے نفس کو اس بقرہ سے تشبیہ دی ہے اور اس سے اور مناسبت بڑھجاتی ہے کہ یہ گائے اصفر تھی اور اہل کشف نور نفس کو بھی اصفر بتلاتے ہیں۔

قوله تعالى وان منها لما يهبط من خشية الله (ترجمہ اور ان ہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالی کے خوف سے اوپر سے نیچے (ڈھک آتے ہیں) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ جمادات کے لئے اتنا شعور ثابت کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالی کی اطاعت کرتے ہیں۔

قوله تعالى افكلما جاءكم رسول الى قوله تقتلون۔ (ترجمہ کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمہارا دل نہ چاہتا تھا۔ اسمیں دلیل ہے اسپر کہ کبر اکثر معاصی کی اصل ہے چنانچہ اللہ تعالی نے تکذیب اور قتل کو استکبار پر مرتب فرمایا ہے۔

قوله تعالى ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده (ترجمہ اللہ تعالی اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرماوے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ احوال موہوبہ محض فضل و مشیت سے میسر ہوتے ہیں ان میں مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں۔

قوله تعالى - قل ان كانت لكم الدار الآخرة عند الله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ اگر عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو) یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ منجملہ علامات ولایت کے حب موت ہے خواہ طبعًا یا عقلاً حسب تفاوت احوال۔

المتن قوله تعالى من كان عدوا لله وملئكته ورسله

قوله تعالى من كان عدوا لله وملئكته الى قوله فان

ف ۳۱ التناسب بين النفس والبهيمية خصوصًا البقرة الصفراء
ف ۳۱ تناسب درمیان نفس اور بقرہ خصوصًا صفرا کے۔

ف ۳۲ كون الجمادات ذات شعور
ف ۳۲ جمادات کا ذی شعور ہونا۔

ف ۳۳ كون الكبر اصلا لاكثر المعاصي
ف ۳۳ استکبار کا اکثر معاصی کی اصل ہونا

ف ۳۴ الموهوبة لا دخل فيها للكسب
ف ۳۴ احوال موہوبہ میں کسب کو کچھ دخل نہیں۔

ف ۳۵ الاشتياق الى الموت من علامات الولاية
ف ۳۵ اشتیاق موت علامات ولایت سے ہے۔

وجبریل ومیکٰل فان اللہ عدو للکٰفرین قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علی ان عداوۃ اھل اللہ سبب تجلب عداوۃ اللہ انتھی القول۔

اللہ عدو للکٰفرین (ترجمہ جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل اللہ کی عداوت اللہ کی عداوت کا سبب بنجاتی ہے۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا الاٰیۃ قال العبد الضعیف فی الاٰیۃ تعلیم ادب الشیخ من التحرز عما یوھم الاخلال بادب الشیخ انتھی القول

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا (ترجمہ اے ایمان والو تم راعنا مت کہا کرو) اس آیت میں ادب شیخ کی تعلیم ہے کہ جس امر میں ادب شیخ میں خلل پڑنیکا شبہ بھی ہو اس سے بھی بچنا چاہیے

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا قال العبد الضعیف ویفھم من الاٰیۃ ایضا الاشارۃ الی ان کل وارد یذھب او یغلب بلا اختیار العبد یعقب اللہ تعالیٰ خیرا منہ او مثلہ فلا یتحسر العبد علیہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا (ترجمہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس ہی کی مثل لے آتے ہیں) اس آیت سے اس طرف بھی اشارہ سمجھا جاتا ہے کہ جو وارد بلا اختیار عبد زائل یا مغلوب ہو جاوے حق تعالیٰ اس سے بہتر یا اسکی مثل عطا فرما دیتا ہے پس بندہ کو اس پر حسرت نہ کرنا چاہیے۔

المتن قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الی قولہ تعالیٰ بلیٰ من اسلم قال العبد الضعیف یستنبط منہ ان الفوز بالاکتساب لا بالانتساب فان مبنی دعاوی الفریقین کان معظمہ مثل ھذا الانتساب کاولاد المشائخ فی زماننا انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ الی قولہ تعالیٰ بلیٰ من اسلم وجھہ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہئے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ضرور دوسرے لوگ جاویں گے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ فلاح اکتساب سے ہے انتساب سے نہیں کیونکہ بڑا مبنی دعویٰ فریقین کا یہی انتساب تھا جیسے ہمارے زمانہ میں اولاد مشائخ کی حالت ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیء الخ قال العبد الضعیف یقاس علیہ مقالۃ بعض جھلۃ الصوفیۃ فی زماننا حیث ینقص الچشتیۃ النقشبندیۃ وبالعکس انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیء الخ (ترجمہ اور یہود کہنے لگے نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے بعض جہلۂ صوفیہ کا ایسی گفتگو کرنا کہ چشتیہ نقشبندیہ کی تنقیص کرتے ہیں اور بالعکس

الحاشیۃ۔ قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا اولٰئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم ۝ ومن باب الاشارۃ فی الاٰیۃ ومن اخس حظا وانقص حقا ممن منع مواضع السجود للہ تعالیٰ وھی القلوب التی یعرف فیھا فیسجد لہ بالفناء الذاتی ان یذکر

فیھا اسمہ الخاص الذی ھو الاسم الاعظم اذ لا یتجلی بھذا الاسم الا فی القلب وھو التجلی بالذات مع جمیع الصفات او اسمہ المخصوص بکل واحد منھا ای الکمال اللائق باستعدادہ المقتضی لہ وسعی فی خرابھا بتکدیرھا بالتعصبات وغلبۃ الھوی ومنع اھلھا بتھییج الفتن اللازمۃ لتجاذب قوی النفس ودواعی الشیطان والوھم اولئک ماکان لھم ان یدخلوھا ویصلوا الیھا الا خائفین منکسرین لظھور تجلی الحق فیھا لھم فی الدنیا خزی وافتضاح وذلۃ لظھور بطلان ماھم علیہ ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم وھو احتجابھم عن الحق سبحانہ۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان اللہ تعالیٰ غیر متقید بجھۃ[41] دون جھۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (ترجمہ کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت[41] کے ساتھ مقید نہیں۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسأل عن اصحاب الجحیم قال العبد الضعیف ان الایۃ اصل لعادۃ[42] سادا تنا الصوفیۃ فی عدم تصدیھم لمن لم یرد اصلاح نفسہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ انا ارسلنٰک بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسأل عن اصحاب الجحیم (ترجمہ ہمنے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی بازپرس نہ ہوگی) یہ آیت اصل ہے ہمارے حضرات[42] صوفیہ کی اس عادت کی کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اُس کے درپئے نہیں ہوتے۔

المتن قولہ تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظلمین قال العبد الضعیف فیہ ان الخلافۃ الارشادیۃ لا تجتمع مع الاخلال[43] بالعمل انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما الی قولہ الظلمین (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا انھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو۔ ارشاد ہوا کہ میرا عہدہ خلافت ورزی کرنے والوں کو نہ ملیگا) اسمیں دلالت ہے کہ خلافت[43] ارشادیہ اخلال عمل کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی۔

المتن قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیھم الخ قال العبد الضعیف فیہ دلیل لما نقل عن بعض المشائخ من تمنیھم[44] بقاء سلسلتھم بعدھم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ربنا وابعث فیھم الخ (ترجمہ ای ہمارے پروردگار اور اُس جماعت کے اندر اُن ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کر دیجئے الخ) اسمیں اصل ہے اُسکی جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اپنے بعد[44] اپنے سلسلہ کے باقی رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔

المتن قال تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ قال العبد الضعیف ھو اصل[45] لقولھم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وتقریرہ مذکور فی شرح الحدیث الاخیر من کراسۃ النکت الدقیقۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ومن یرغب عن ملۃ ابراھم الا من سفہ نفسہ (ترجمہ اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کریگا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو) اسمیں اُس قول کی اصل ہے[45] من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اسکی تقریر النکت الدقیقۃ میں اخیر حدیث کی شرح میں مذکور ہے۔

[41] تنزہ الحق عن الجہۃ — حق تعالیٰ کا جہت سے منزہ ہونا
[42] عدم التصدی لمن لا یرید اصلاح نفسہ — جو اپنی اصلاح نہ چاہے اسکے درپئے نہ ہونا
[43] شرط الاہلیۃ للخلافۃ — اہلیت خلافت کے شرائط
[44] تمنی بقاء السلسلۃ — تمنائے بقائے سلسلہ
[45] من عرف نفسہ فقد عرف ربہ — شرح من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

الحاشیة قولہ تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون. فیہ اشارة الی الموت ف۲۶ الاختیاری فان الامر والنھی یختصان بالاختیاری انتھی القول

المتن - قولہ تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاھا قال العبد الضعیف فیہ اصل ف۲۷ للمرادیة انتھی القول۔

الحاشیة - قولہ تعالیٰ ولکل وجھة ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات ولبعض العارفین فی الآیة وجہ آخر (سوی ما فسروا بہ) وھو انہ تعالیٰ جعل الناس فی امور دنیاھم واخراھم علی احوال متفاوتة فجعل بعضھم اعوان بعض فواحد یزرع وآخر یطحن وآخر یخبز کذلك فی امر الدین فواحد یجمع الحدیث وآخر یحصل الفقہ وآخر یطلب الاصول وھم فی الظاھر مختارون وفی الباطن مسخرون والیہ الاشارة بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل میسر لما خلق لہ ولھذا قال بعض الصالحین لما سئل عن تفاوت الناس فی افعالھم کل ذلك طرق ف۲۸ الی اللہ تعالیٰ اراد ان یعمرھا بعبادہ ومن تحری وجہ اللہ تعالیٰ فی کل طریق یسلکہ اصل الیہ لکن ینبغی تحری الاحسن من تلك الطرق اذ المراتب متفاوتة والشئون مختلفة ومظاھر الاسماء شتی وقیل المراد بھا ان لکل احد قبلة فقبلة المقربین العرش والروحانیین الکرسی والکروبین البیت المعمور والانبیاء قبلك بیت المقدس وقبلتك الکعبة وھی قبلة جسدك واما قبلة روحك فانا۔

قولہ تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون (ترجمہ سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا) اسمیں رمز ہے موت ف۲۶ اختیاری کیطرف کیونکہ امر اور نہی امور اختیاریہ کے ساتھ مختص ہیں

قولہ تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاھا (ترجمہ اسلئے ہم آپکو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جس کیلئے آپ کی مرضی ہے) اسمیں اصل ہے مقام ف۲۷ مرادیت کی۔

قولہ تعالیٰ - ولکل وجھة ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات (ترجمہ اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہی جسکی طرف وہ منہ کرتا رہے سو تم نیک کاموں میں تگا پو کرو) ایک توجیہ اس آیت میں یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے امور دنیویہ واخرویہ میں لوگوں کو احوال متفاوتہ پر بنایا ہے چنانچہ ایک بوتا ہے دوسرا پیستا ہی تیسرا پکاتا ہے (یہ تو امور دنیویہ میں ہی) اسی طرح امر دین میں ہی چنانچہ ایک حدیث جمع کر رہا ہے دوسرا فقہ حاصل کر رہا ہے تیسرا اصول کی طلب میں ہی اور اس حدیث میں بہی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے (تو فاستبقوا کے معنی یہ ہونگے کہ ان میں سے ہر وقت میں وہ چیز لو جو اسوقت خیر اور مصلحت ہو) اور اسی کی فرع ہے وہ قول جو بعضے ف۲۸ بزرگوں سے اس سوال کے وقت کہ لوگ اپنے افعال میں متفاوت کیوں ہیں منقول ہے کہ یہ سب طرق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ ان سب طرق کو اپنے بندوں سے آباد رکھنا چاہتے ہیں اور جو شخص جس طریق میں چلنے کے وقت حق تعالیٰ کی رضا کا قصد کریگا اُس تک واصل ہو جاویگا لیکن مناسب یہی ہے کہ ان سب طرق میں جو سب سے احسن ہو اُس کا اہتمام کرے کیونکہ مراتب متفاوت ہیں اور شیون مختلف ہیں اور مظاہر اسماء کے جدا جدا ہیں اور بعض نے اسکی تاویل میں کہا ہے کہ ہر شخص کا قبلہ جدا ہے چنانچہ مقربین کا قبلہ عرش ہے اور روحانیین کا کرسی ہے اور کروبیین کا بیت معمور ہے اور انبیاء سابقین کا بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور وہ تو آپکے جسد کا قبلہ ہے رہا آپ کی روح کا قبلہ سو میں ہوں۔

ف۲۶ موتوا قبل ان تموتوا

ف۲۷ مقام مرادیت

ف۲۸ تعدد الطرق الی اللہ تعالیٰ

المتن قوله تعالیٰ ولعلکم تهتدون قال العبد الضعیف فی هذا الخطاب للمهتدی دلالة علی انه لا ینتهی الترقی فبعد السیر الی الله السیر فی الله انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ولعلکم تهتدون (ترجمہ اور تاکہ تم راہ پر رہو) ایسے لوگوں کو خطاب کرنا جو پہلے سے مہتدی ہیں اسپر دلیل ہے کہ ترقی کی کہیں انتہا نہیں یعنی سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ ہے

المتن قوله تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون قال العبد الضعیف دل علی ان بعد تعلیم الکتاب والحکمة قسما آخر من التعلیم یتوقف علی الصحبة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (ترجمہ اور تمکو ایسی باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی) یہ اسپر دال ہے کہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے بعد تعلیم کی ایک اور قسم بھی ہے اور وہ صحبت پر موقوف ہے۔

المتن قوله تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم الخ قال العبد الضعیف هذه ثمرة اصلیة للذکر لو استحضرها لا یتشوش ابدا انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم (ترجمہ ان پر مجھکو یاد کرو میں تمکو یاد رکھونگا) یہ ذکر اللہ کا اصلی ثمرہ ہے کہ اگر اسکو مستحضر رکھا جاوے تو کبھی تشویش نہو۔

المتن قوله تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ قال العبد الضعیف دل علی کون المجاهدات الاضطراریة نافعة ایضا انتهی القول

قوله تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ (ترجمہ اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف سے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ بھی نافع ہوتا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ انا لله الخ قال العبد الضعیف هو علاج للمصائب ومنها القبض انتهی القول۔

قوله تعالیٰ انا لله وانا الیه راجعون (ترجمہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانیوالے ہیں) یہ تمام مصائب کا علاج ہے ان میں سے قبض بھی ہے۔

المتن قوله تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا الآیة قال العبد الضعیف دل علی ذم من یکتم علوم المعاملة من غیر مریدیه فانها مما انزل الله لعموم یکتم علوم المکاشفة فانها لیست منزلة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا (ترجمہ جو لوگ اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے) اسمیں دلالت ہے اس شخص کی مذمت پر جو اپنے مریدوں کے سوا دوسروں سے علوم معاملہ کو چھپا دے کیونکہ یہ علوم ما انزل اللہ میں داخل ہیں البتہ علوم مکاشفہ کے چھپانے کا امر کیا جاویگا کیونکہ وہ منزل نہیں (اور بعض اوقات اس کے اظہار میں فتنہ ہوجاتا ہے)

المتن۔ قوله تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون قال العبد الضعیف فیه اصل للمراقبة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون (ترجمہ دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں) اسمیں اصل ہے مراقبہ کی کیونکہ یہ استدلال بالمصنوعات علی الصانع تامل پر موقوف ہے)

المتن قوله تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله قال العبد الضعیف فیه اصل لاطلاقهم الشرک علی الشرکة فی

قوله تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله (ترجمہ اور ایک آدمی وہ ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں ان سے ایسی

الحب انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی عدم تنافی مطلق محبۃ الغیر لمحبۃ اللہ تعالیٰ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ کذٰلک یریہم اللہ اعمالہم حسرات قال العبد الضعیف فیہ اصل علی بعض التفاسیر لما یقولون من تمثل الاعمال انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض الیٰ قولہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیہ ابطال للغلو فی المجاھدۃ انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ اولو کان اٰباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون قال العبد الضعیف فیہ ان من ثبت کونہ عاقلا مہتدیا اجمالا یجوز اتباعہ مطلقا وھذا اصل لاتباع المشائخ بلا تفتیش ولا تردد انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ صم بکم الخ قال العبد الضعیف فیہ اثبات للمدرکات الروحانیۃ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ قال العبد الضعیف فیہ ان تناول الطیبات قد یفضی الی حب اللہ تعالیٰ وشکرہ فیستحسن انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونہم الا النار

محبت رکھتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے ہے) انہیں اصل ہے انکی کہ شرکت فی المحبت پر اطلاق شرک کا کر دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ (ترجمہ اور جو مومن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے) اسمیں دلالت ہے کہ مطلق محبت غیر اللہ کی محبت الٰہیہ کی منافی نہیں (جیسا کہ لفظ اشد سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی درجہ میں دوسرے کی بھی محبت ہے)

قولہ تعالیٰ کذٰلک یریہم اللہ اعمالہم حسرات (ترجمہ اللہ تعالیٰ یوں ہی ان کی بداعمالیوں کو خالی ارمان کر کے ان کو دکھلاویں گے) اسمیں بعض تفاسیر کی بنا پر اصل ہے انکی کہ تمثل اعمال کے قائل ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان (ترجمہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) اسمیں ابطال ہے غلو فی المجاہدہ کا۔

قولہ تعالیٰ اولو کان اٰباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون (ترجمہ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جس شخص کا صاحب عقل و اہتدا ہونا اجمالاً بھی ثابت ہو جاوے اس کا اتباع مطلقاً جائز ہے اور یہ اصل ہے بلا تردد مشائخ کے اتباع کرنے کی۔

قولہ تعالیٰ صم بکم عمی (ترجمہ بہری ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں) اسمیں مدرکات روحانیہ کا اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ (ترجمہ جو پاک چیزیں ہمنے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے کھاؤ اور حق تعالیٰ کی شکرگذاری کرو) یہ دال ہے اسپر کہ طیبات مستلذات کا تناول کرنا کبھی حق تعالیٰ کی محبت اور شکر تک پہونچا دیتا ہے اس طرح وہ مستحسن ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونہم الا النار (ترجمہ اور

قال العبد الضعیف فیه ماقد قالوا فی حقائق الاعمال انتہی القول

المتن قوله تعالیٰ لیس البران تولوا الخ قال العبد الضعیف فیه ان الصورة لا تعتبر بدون المعنی انتہی القول

المتن قوله تعالیٰ وآتی المال علی حبه الخ قال العبد الضعیف ان عاد الضمیر الی المال یدل علی عدم ضرر حب المال مطلقاً وان الی الله تعالیٰ دل علی طریق العشاق انهم یحبون الله تعالیٰ فقط لا غیره ولو کان ثواباً انتہی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوة قال العبد الضعیف فسرها بعضهم بالحیوة الاخرویة فالمعنی ان القاتل اذا اقتص منه فی الدنیا لم یواخذ بحق المقتول فی الاخرة اما مطلقا عند الجمهور واما بعد تسلیم القاتل لنفسه عند الحنفیة فیوید علی هذا التفسیر کون البقاء فی الفناء انتہی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا قال العبد الضعیف فی هذا التعبیر ان ملک المال لا ینافی التقوی الکامل مع اداء حقوقه انتہی القول۔

المتن قوله تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قوله لعلکم تتقون قال العبد الضعیف فیه بیان ثمرة المجاهدة ففیه مسئلتان احدهما کون المجاهدة نافعة ثانیتهما کون بیان ثمراتها مشروعة کما یتفق لشیوخ اذا رأوا فیه مصلحة انتہی القول

المتن قوله تعالیٰ فانی قریب قال العبد الضعیف ظاهره یدل علی الاحاطة الذاتیة والقرب

کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں) اسمیں اصل ہے اسکی کہ جسکے حقائق اعمال میں قایل ہوئے ہیں۔

قوله تعالیٰ لیس البران تولوا الخ (ترجمہ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ صورت محضہ بدون معنی کے معتبر نہیں۔

قوله تعالیٰ وآتی المال علی حبه الخ (ترجمہ اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں) اگر حبہ میں ضمیر مال کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہے اسکی کہ حب مال مطلقاً مضر نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہے طریق عشاق پر کہ وہ صرف حق تعالیٰ ہی سے محبت رکھتے ہیں (ترجیح یہی صرف اُسی کی محبت کیلئے کرتے ہیں غیر اللہ سے محبت (بالذات) نہیں کرتے اگرچہ وہ ثواب ہی ہو۔

قوله تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوة (ترجمہ اور قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے) بعض نے اسکی تفسیر حیوۃ اخروی کے ساتھ کی ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ قاتل سے جب دنیا میں قصاص لیلیا جاوے پھر اُس سے حق مقتول کا آخرت میں مواخذہ نہوگا جمہور کے نزدیک تو مطلقاً اور حنفیہ کے نزدیک قاتل کے تسلیم نفس کے بعد پس اس تفسیر پر آیت دال ہوگی فنا کو اندر بقا ہونے پر۔

قوله تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا الخ (ترجمہ بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو) اس تعبیر میں دلالت ہے اسپر کہ مال کا مالک ہونا تقوی کامل کے منافی نہیں جبکہ اُسکے حقوق ادا ہوتے رہیں۔

قوله تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قوله لعلکم تتقون (ترجمہ تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ) اسمیں بیان ہے ثمرۂ مجاہدہ کا پس اسمیں دو مسئلے ہیں ایک مجاہدہ کا نافع ہونا دوسرا اُسکے ثمرات کے بیان کا مشروع ہونا جیسا کہ شیوخ جب مصلحت دیکھتے ہیں اسکو بیان کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ فانی قریب (ترجمہ تو میں قریب ہی ہوں) اس کا ظاہر احاطہ ذاتیہ و قرب ذاتی پر دلالت

اللہ تعالیٰ انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث قال العبد الضعیف فیہ تعدیل المجاہدۃ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت قال العبد الضعیف فیہ دلیل عن الاعراض عن الفضول وعلی ان للشیخ ان ینہی عن بعض الاسئلۃ صریحاً او بان یجیب عن غیر ما سألہ انتہی القول

کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث (ترجمہ تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا ہے) اسمیں مجاہدہ کی تعدیل ہے

قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت۔ (ترجمہ آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند آلۂ شناخت اوقات ہیں) اسمیں اعراض عن الفضول پر دلیل ہے اور اسپر بھی کہ شیخ کو حق ہے کہ بعض سوالات سے منع کر دے خواہ صریحاً خواہ اسطور سے کہ جو اس سے پوچھا گیا ہے اس کا جواب نہ دے دوسرا جواب دیدے اور احکام قصاص و وصیت و صیام میں اور بھی اشارات ہیں چنانچہ قصاص میں قوۂ سبعیہ کے عدوان کا ازالہ ہے اور وصیت میں قوۂ ملکیہ کے نقصان کا ازالہ ہے اور صیام میں قوۂ بہیمیہ کے تسلط کا ازالہ ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا قال العبد الضعیف فیہ ذم التشبہ بالباطل ولو فی العادات والرسوم انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ قال العبد الضعیف فسر بترک الغزو والانفاق فدل علی اعتبار المعانی وکونھا راجحۃ علی الصورۃ حیث سمی ما ھو ضد التھلکۃ صورۃ تھلکۃ باعتبار المعنی انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام دونک اشارۃ الی التمتع عند الحنفیۃ اذ لا متعۃ ولا قران للمکی وانما ھما للآفاقی فقط قال العبد الضعیف ولو قیل فی حکمتہ ابقاء الوقت واخلاء البیت لطواف البادین دل علی ان الحاضرین فی خدمۃ الشیخ علیھم ان یراعوا المسافرین الواردین علیہ انتہی القول

قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا (ترجمہ اور اسمیں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں انکی پشت کیطرف سے آیا کرو) اسمیں مذمت ہے تشبہ بالباطل کی اگرچہ رسوم و عادات ہی میں ہو

قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (ترجمہ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتوں تباہی میں مت ڈالو) اس کی تفسیر یہ بھی کیگئی ہے کہ غزوہ اور انفاق فی الغزوہ مت چھوڑو پس یہ دلیل ہے اسپر کہ اعتبار معانی کو صورت پر ترجیح ہے کہ جو چیز صورۃً تہلکہ کی ضد ہے اسکو معنی کا اعتبار کرکے تہلکہ فرمایا گیا

قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (ترجمہ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قرب میں نہ رہتے ہوں) ذلک کا مشار الیہ حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے (اور اسی کے حکم میں قران ہے) سو مکی کیلئے قرآن اور تمتع نہیں ہے۔ وہ دونوں صرف آفاقی کے لئے ہیں بندہ کہتا ہے کہ اگر اسکی حکمت میں یہ کہا جاوے کہ مقصود آفاقیین کے لئے وقت کا باقی رکھنا اور بیت کا خالی رکھنا ہے تو اس بناء پر یہ آیت اسپر دلالت کریگی کہ جو لوگ شیخ کی خدمت میں پہلے سے حاضر ہیں اُن کو چاہئے کہ اُن مسافرین کی رعایت کریں جو شیخ کے پاس آتے ہیں۔

المتن قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ قال العبد الضعيف فيه دلالة على ان على الخواص ما ليس على العوام كما ان بعض الرفث والفسوق والجدال فى الحج فيه من الشناعة ما ليس فيه فى غير الحج انتهى القول۔

المتن قوله تعالیٰ فان خير الزاد التقوى قال العبد الضعيف فيه بيان لحكمة الاسباب للضعفاء انتهى القول

المتن قوله تعالیٰ واتقون قال العبد الضعيف هذا كالمقدمة الثانية للامر بالزاد تقرير المطلوب ان الزاد سبب للتقوى والتقوى واجب ينتج ان الزاد سبب للواجب فهو واجب وهذا يتوقف على ان مقدمة الواجب واجب فدلت الآية بهذا الطريق على ان مقدمة الواجب واجب وهذا اصل كبير لكثير من مسائل التصوف مما يذهب اليه اهل الظاهر لعدم دقة نظرهم انتهى القول۔

المتن قوله تعالیٰ ليس عليكم جناح ان تبتغوا قال العبد الضعيف فيه دلالة على ان الاستعانة بالدنيا على الدين طاعة انتهى القول۔

المتن قوله تعالیٰ فاذكروا الله كذكركم آباءكم قال العبد الضعيف فيه اصل لتشبيه الحق بالخلق كتشبيه ذكره بذكرهم انتهى القول۔

المتن قوله تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم عليه قال العبد الضعيف فيه مساواة الرخصة للعزيمة اذا كان فيها مصلحة حيث ساوى بين عنوانى التعجيل والتاخير انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ (ترجمہ تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ خواص کے ذمہ بعضی ایسی چیزیں لازم ہوتی ہیں جو عوام کے ذمہ نہیں ہوتیں جیسا کہ بعضی شرم کی باتیں اور اسی طرح فسوق وجدال غیر حالت حج میں ایسی شناعت نہیں کہ غیر حج میں نہیں۔

قولہ تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی (ترجمہ کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں بچا رہنا ہے) اسمیں ضعفاء کے لئے اسباب کی حکمت کا بیان ہے۔

قولہ تعالیٰ واتقون یا اولی الالباب (ترجمہ اور اے ذی عقل لوگو مجھسے ڈرتے رہو) یہ امر بالزاد کیلئے مثل مقدمہ ثانیہ کے ہے اور تقریر مطلوب کی یہ ہے کہ زاد سبب ہے تقوی کا اور تقوی واجب ہے نتیجہ یہ نکلا کہ زاد سبب ہے واجب کا پس وہ بھی واجب ہے اور یہ اسپر موقوف ہے کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے پس اس طریق سے آیت اسپر دال ہوئی کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے اور یہ تصوف کے مسائل کثیرہ کی اصل ہے جن کی طرف اہل ظاہر کی نظر اسلئے نہیں گئی کہ ان کی نظر دقیق نہیں ہے۔

قولہ تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا (ترجمہ تمکو اس میں ذرا گناہ نہیں کہ معاش کی تلاش کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ دنیا سے دین پر استعانت کرنا بھی طاعت ہے۔

قولہ تعالیٰ فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم (ترجمہ تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آبا کا ذکر کیا کرتے ہو) اسمیں اصل ہے تشبیہ حق بالخلق کی جیسا یہاں ذکر حق کو ذکر خلق سے تشبیہ دی گئی۔

قولہ تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیہ (ترجمہ اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں) اسمیں رخصت کا عزیمت کے ساتھ مساوی ہونا ہے جبکہ اسمیں کچھ مصلحت ہو چنانچہ یہاں تعجیل وتاخیر میں مساواۃ فرمائی۔

المتن قوله تعالیٰ واذا قیل له اتق الله قال العبد الضعیف فیه اصل لترک الوعظ للمتکبرین انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ ومن الناس من یشری الخ قال العبد الضعیف فیه فناء النفس فان حاصله ترک دواعیها انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیه بعد اعتبار سبب النزول اصل لتشدد الصوفیة علی المناش دون الاعمال انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام الآیة (قال بعد ذکر توجیهات لاتیان الله تعالیٰ) ولا یخفی ان من علم ان لله تعالیٰ ان یظهر بما شاء وکیف شاء ومتی شاء وانه فی حال ظهوره باق علی اطلاقه حتی عن قید الاطلاق منزه عن التقید مبرأ عن التعدد کما ذهب الیه سلف الامة وارباب القلوب من ساداتنا الصوفیة قدس الله تعالیٰ اسرارهم لم یحتج الی هذه التکلفات ولم یحم حول هذه التاویلات (فدل الآیة علی صحة مسئلة المظهریة)

الحاشیة قوله تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا الی قوله تعالیٰ الا ان نصر الله قریب ومن باب الاشارة فی الآیات ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا یدعی المحبة ویتکلم فی دقائق الاسرار ویظهر خصائص الاحوال وهو فی مقام النفس الامارة ویشهد الله علی ما فی قلبه

قوله تعالیٰ واذا قیل له اتق الله الخ (ترجمہ اور جب اُس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا تو خوف کر الخ) اسمیں اصل ہے متکبرین کو وعظ ونصیحت نہ کرنے کی۔

قوله تعالیٰ ومن الناس من یشری الخ (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے) اسمیں فنا نفس پر دلالت ہے کیونکہ اُس کا حاصل دواعی نفس کا ترک کرنا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان (ترجمہ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) سبب نزول کے لحاظ کر لینے کے بعد اسمیں اصل ہے صوفیہ کے تشدد کرنے کے اعمال سے زیادہ مناشی اعمال میں

قوله تعالیٰ هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام (ترجمہ یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں اُن کے پاس آویں) اس آیت کی توجیہ میں جو تاویلات مذکور و مشہور ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی اسکا قائل ہو جاوے کہ حق تعالیٰ جسطرح چاہے ظہور فرما سکتا ہے اور وہ عین حالت ظہور میں بھی اپنے اطلاق پر باقی ہے یہاں تک کہ قید اطلاق سے بھی مطلق و منزہ ہے جیسا کہ سلف امت کا مذہب تھا اور جیسا کہ حضرات صوفیہ کا مسلک ہے تو وہ شخص اُن تاویلات و تکلفات کا محتاج نہوگا پس آیت دلیل ہے مسئلہ مظہریت کی صحیح ہونے پر۔

قوله تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اُس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے) اسی مدعی محبت وعقیدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اُس شخص کی حالت ہے جو محبت الٰہیہ کا دعویٰ کرتا ہے اور دقائق اسرار میں کلام کرتا ہے اور احوال خاصہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ بالکل کاذب ہے

من المعارف والاخلاص بزعمه وهو الد الخصام شدید الخصومة لاهل الله تعالیٰ فی نفس الامر واذا تولی

سعی فی الارض لیفسد فیہا بالقاء الشبہ علی ضعفاء المریدین و یہلک الحرث ویحصد بمنجل تمویہاتہ زرع الایمان الثابت فی ریاض قلوب السالکین ویقطع نسل المرشدین واللہ لا یحب الفساد فکیف یدعی ہذا الاکاذب محبۃ اللہ ویرتکب مالا یحبہ واذا قیل لہ اتق اللہ حملتہ الحمیۃ النفسانیۃ حمیۃ الجاھلیۃ علی الاثم لجاجا وحبا لظہور نفسہ وزعما منہ انما علم باللہ منجانہ من ناصحہ فحسبہ جہنم ای یکفیہ حبسہ فی سجین الطبیعۃ وظلمانہا وہذہ صفۃ اکثر ارباب الرسوم الذین حجبوا عن ادراک الحقائق بما معہم من العلوم ومن الناس من یبذل نفسہ فی سلوک سبیل اللہ طلبا لرضاہ ولا یلتفت الی القال والقیل ولا یغلوا لہ بہ فی طلب مولاہ الجلیل۔

یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم وتسلیم الوجود للہ تعالی والخمود تحت مجاری القدرۃ کلکم وعلیکم کافۃ فان زللتم عن مقام التسلیم والرضاء بالقضاء	قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم (ترجمہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو) اسمیں اپنی ہستی کو حق تعالی کی طرف تسلیم کردینے پر دلالت ہے

من بعد ما جاءتکم دلائل تجلیات الافعال والصفات فاعلموا ان اللہ عزیز غالب یقہرکم حکیم لا یقہر الا علی مقتضی الحکمۃ ہل ینظرون الا ان یتجلی اللہ سبحانہ فی ظلل صفات قہریۃ من جملۃ تجلیات الصفات وصور ملائکۃ القوی السماویۃ وقضی الامر موصول کل الی ما سبق لہ فی الازل والی اللہ ترجع الامور بالفناء کان الناس امۃ علی الفطرۃ ودین الحق فی عالم الاجمال ثم اختلفوا فی النشاءۃ بحسب اختلاف طبائعہم وغلبۃ صفات نفوسہم واحتجاب کل بمادۃ بدنہ فبعث اللہ النبیین لیدعوہم من الخلاف الی الوفاق ومن الکثرۃ الی الوحدۃ ومن العداوۃ الی المحبۃ فتفرقوا وتحزبوا وتمیزوا فالسفلیون ازدادوا خلافا وعنادا والعلویون ہداہم اللہ تعالی الی الحق وسلکوا الصراط المستقیم ام حسبتم ان تدخلوا جنۃ المشاہدۃ ومجالس الانس بنور المکاشفۃ ولما یأتکم حال السالکین قبلکم مستہم باساء الفقر وضراء المجاہدۃ وکسر النفس بالعبادۃ حتی تضجروا من طول مدۃ الحجاب وقیل صبرہم عن مشاہدۃ الجمال وطلبوا نصر اللہ تعالی بالتجلی فاجیبوا اذ بلغ السیل الربی وقیل لہم الا ان نصر اللہ برفع الحجاب وظہور آثار الجمال قریب فمن بذل نفسہ وصرف عن غیر مولاہ حسہ وتحمل المشاق بسیف الاسواق ؎

ومن لم یمت فی حبہ لم یعش بہ ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

المتن قولہ تعالی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ وفی الآیۃ رمز الی ان الوصول الی الجناب الاقدس لا یتیسر الا برفض اللذات ومطابۃ المشاق کما ینبئ عنہ خبر حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات واخرجہ الحاکم وصححہ عن ابی مالک قال قال رسول اللہ	قولہ تعالی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ (ترجمہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہوگے) اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ قدس تک رسائی بدون ترک لذات وتحمل مجاہدات میسر نہیں اور حدیث حفت الجنۃ بالمکارہ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیجرب احدکم بالبلاء وھو اعلم بہ کما یجرب احدکم ذھبہ بالنار فمنھم من یخرج کالذھب الابریز فذلك الذی نجاہ اللہ تعالیٰ من السیئات ومنھم من یخرج کالذھب الاسود فذلك الذی قد افتتن۔

المتن قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول قال العبد الضعیف فیہ اثبات الطبائع للکاملین انتھی القول

قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ (ترجمہ کہ پیغمبر تک اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہوگی) اس آیت میں اسپر دلالت ہے کہ امور طبعیہ کاملین میں بھی رہتے ہیں یہاں تک کہ انبیاء کا گھبرا کر استعجال نصرت اس آیت میں مذکور ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ عسیٰ ان تکرھوا شیئا قال العبد الضعیف عام للقبض انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم (ترجمہ یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمھاری حق میں خیر ہو) یہ لفظ شئ قبض کو بھی عام ہے (پس اسمیں بھی منافع ہوتے ہیں)۔

المتن قولہ تعالیٰ قل العفو قال العبد الضعیف فیہ اصل لعدم الادخار انتھی القول

قولہ تعالیٰ قل العفو (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو) اسمیں اصل ہے ذخیرہ نہ رکھنے کی (جیسا بہت سے بزرگوں کا مذاق ہوا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ فان فاؤا قال العبد الضعیف ای الی النکاح ففیہ دلالۃ الی ان النکاح لا ینافی الفقر انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ فان فاؤا الخ (ترجمہ سو اگر یہ لوگ رجوع کریں) مراد رجوع الی النکاح ہے پس یہ دال ہوا اسپر کہ نکاح منافی نہیں درویشی کے۔

المتن قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علے ان التعجیل فی ترك التعلقات خلاف المصلحۃ فانہ قد یعرض الندامۃ انتھی القول

قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای مرۃ بعد مرۃ (ترجمہ وہ طلاق دو مرتبہ ہے) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ ترک تعلقات میں تعجیل کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ اسمیں کبھی ندامت ہوتی ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا قال العبد الضعیف فیہ ان ما افضی الی المذموم مذموم وھذا اصل کبیر لکثیر من فروع التصوف انتھی القول

قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا (ترجمہ اور اُن کو تکلیف پہونچانے کی غرض سے مت رکھو) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ جو امر مفضی الی المذموم ہو وہ مذموم ہے چنانچہ امساک بغرض اعتدا سے نہی فرمائی اور یہ تصوف کی فروع کثیرہ کی اصل ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم قال العبد الضعیف فیہ ان المباح لا ینبغی التشدد فی المنع عنہ اذا لم یفض الی مفسدۃ لاسیما اذا افضی الامتناع عنہ الی مفسدۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم (ترجمہ تو تم اُن کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں الخ) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ امر مباح سے منع کرنے میں تشدد نہ کیا جاوے جب اُس مباح میں کوئی مفسدہ نہو اور خصوص جبکہ اُسکے ترک میں کوئی مفسدہ ہو۔

المتن قوله تعالى ولا جناح عليكم فيما عرضتم الآية قال العبد الضعيف فيه ان يراعى ضعف الطالب في الامر بالمجاهدة انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ۔ ولا جناح علیکم فیما عرضتم (ترجمہ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام دینے کے بارہ میں کوئی بات اشارۃً کہو) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ امر بالمجاہدہ میں طالب کے ضعف کی رعایت ضروری ہے۔

المتن قوله تعالى وان تعفوا اقرب قال العبد الضعيف فيه تعليم علو الهمة وترك الاسراف انتهى القول

قولہ تعالیٰ وان تعفوا اقرب للتقوی (ترجمہ اور تمہارا معاف کر دینا تقوی سے زیادہ قریب ہے) اسمیں تعلیم ہے علو ہمت اور ترک اسراف کی (کہ مردوں کو ترغیب دی تکمیل مہر کی اور یہ کہ عورتوں کے معاف کرنیکا انتظار نہ کریں)

المتن۔ قوله تعالى فرجالا او ركبانا قال العبد الضعيف فيه التخفيف في الاعمال عدداً وهيئةً انتهى القول

قولہ تعالیٰ فرجالا او رکبانا (ترجمہ تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے) اسمیں اصل ہے تخفیف اعمال کی عدداً بھی اور ہیئۃً بھی (کہ سفر میں قصر ہوا اور ہیئت میں توسع ہو گیا)

الحاشية قوله تعالى والله يقبض ويبسط واليه ترجعون قال العبد الضعيف دل بعموم الالفاظ على ان المرجح في القبض والبسط هو الله تعالى فكلاهما محمود لكونه موصلا الى الله تعالى ومرآة لظهور تجلياته تعالى انتهى القول

قولہ تعالیٰ۔ والله یقبض ویبسط والیه ترجعون۔ (ترجمہ اور اسکی کرتے ہیں فراخی کرتے ہیں) اسمیں اس طرف بھی رمز ہے کہ مرجح قبض اور بسط دونوں میں حق تعالیٰ ہے کیونکہ دونوں موصل الی اللہ اور اسکے ظہور تجلیات کے آئینے ہیں پس دونوں محمود ہیں۔

المتن۔ قوله تعالى يأتيكم التابوت قال العبد الضعيف فيه التبرك بآثار الصالحين انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ یاتیکم التابوت فیه سکینة (ترجمہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جسمیں تسکین کی چیز ہے) اسمیں اصل ہے آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کی۔

المتن قوله تعالى تلك الرسل الخ قال العبد الضعيف فيه ان لا يفضل بعض الاولياء ولا يرجحه على بعض بالرأي المحض ويجوز ذكر الفضائل لقوله تعالى منهم من كلم الله الخ انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ تلک الرسل الخ (ترجمہ یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ بعض اولیاء کو بعض اولیاء کو بعض پر رائے محض سے ترجیح دینا نہ چاہئے البتہ انکے واقعات ذکر کر دینا جائز ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہے منہم من کلم اللہ الخ

المتن قوله تعالى لا انفصام لها قال العبد الضعيف دليل على عدم قطع النسبة بعد حصولها انتهى القول

قولہ تعالیٰ لا انفصام لها (ترجمہ جسکو کسی طرح شکستگی نہیں) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ نسبت مع اللہ (جو کہ عروہ وثقی ہے) حصول کے بعد منقطع نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالى الله ولي الذين آمنوا قال العبد الضعيف فيه اثبات الولاية العامة انتهى القول۔

قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا (ترجمہ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے) اسمیں اثبات ہے ولایت عامہ کا۔

المتن قوله تعالى اذ قال ابراهيم ربي الذي يحيي الخ قال العبد الضعيف فيه ان المحاجة اذا احتيج اليها لضرورة الدين لا ينافي التجريد والتفريد خصوصا للكامل وفيه ايضاً ابطال المداهنة انتهى القول۔

قوله تعالى اذ قال ابراهيم ربي الذي يحيي الخ (ترجمہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب ایسا ہے کہ جِلاتا ہے)۔ اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحثہ کرنا جبکہ ضرورت دینیہ داعی ہو تجرید و تفرید کے منافی نہیں خصوص کامل کے لئے ونیز اس میں ابطال ہے مداہنت کا۔

المتن قوله تعالى قال بلى ولكن ليطمئن قلبي قال العبد الضعيف عدم السكون لا ينافي الايمان والعرفان وهذه الطمانية كانت مناسبة لمقام النبوة وهي فوق الطمانية التي هي مناسبة لمقام الصديقية التي لم تكن مفقودة له ولا الاولى متحققة للصديقين ابدا فلا يلزم مزية القائل لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقيناً اي طمانية على الخليل عليه السلام فان هذه الطمانية هي التي هي مناسبة لمقام الصديقية ولم يكن الخليل عليه السلام فاقدا لها قط ولا طالبا لها انتهى القول۔

قوله تعالى قال بلى ولكن ليطمئن قلبي (ترجمہ انھوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہوجاوے) اسمیں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ عدم سکون کو ایمان وعرفان سے منافاۃ نہیں اور یہ طمانیت مقام نبوت کے مناسب تھی اور اُس طمانیت سے فوق ہے جو کہ مقام صدیقیہ وولایت کے مناسب ہے جو اُن سے مفقود نہ تھی اور یہ پہلی طمانیت صدیقین کو کبھی میسر ہے پس جس بزرگ کا قول ہے لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقيناً اي طمانية اُس قائل کا حضرت خلیل علیہ السلام سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ وہ طمانیت ہے جو مقام صدیقیت کے مناسب ہے اور حضرت خلیل علیہ السلام نہ اسکے فاقد تھے اور نہ اسکے طالب۔

الحاشية قوله تعالى فخذ اربعة من الطير قد يقال اشار سبحانه بالاربعة من الطير الى القوى الاربعة التي تمنع العبد عن مقام العيان وشهود الحياة الحقيقية ووقع في اثر انها كانت طاوسا وديكا وغرابا وحمامة ولعل الطاوس اشارة الى العجب والديك الى الشهوة والغراب الى الحرص والحمامة الى حب الدنيا لالفها الوكر والبرج وفي اثر بدل الحمامة بطة وفي آخر نسر وكان الاول اشارة الى الشره الغالب والثاني الى طول الامل۔

قوله تعالى فخذ اربعة من الطير الخ (ترجمہ اچھا تو تم چار پرندے لے لو) اسمیں اشارہ ہے چار قوی کی طرف جو معائنہ وحیات حقیقیہ سے مانع ہیں سو طاؤس سے عجب کی طرف اور مرغ سے شہوت کی طرف اور غراب سے حرص کی طرف اور کبوتر سے حب دنیا کی طرف جیسا کہ وہ اپنے آشیانہ سے مانوس ہوتا ہے اور بعض آثار میں بجائے کبوتر کے بط اور بعض میں گِدھ آیا ہے اول اشارہ ہے حرص غالب کی طرف اور ثانی طول امل کی طرف (پس ان کا افنا مجاہدہ کا طریق ہے)

ومعنى فصرهن اليك ضمهن واملهن اليك بضبطها ومنعها الى الخروج الى طلب لذاتها والشروع الى مالوفاتها وفي الاثر انه عليه السلام امر بان يذبحها وينتف ريشها ويخلط لحومها ودماءها بالدق ويحفظ رؤسها عنده اي يمنعها عن افعالها ويزيل هيئاتها عن النفس ويقمع دواعيها وطبائعها وعاداتها بالرياضة

حتی اجو لها فیه ثم امران تجعل علی کل جبل من الجبال التی حضرته وهی العناصر الاربعة التی هی ارکان بدن ها جزأ منهن وکانه علیه الصلوة والسلام امر بتقطیعها واماتتها حتی لا یبقی الا اصولها المرکوزة فی الوجود و المواد المعدة فی طبائع العناصر التی هی فیه وفی روایة ان الجبال کانت سبعة فعلی هذا یشیر بها الی الاعضاء السبعة التی هی اجزاء البدن فی اخری انها کانت عشرة وعلیها ربما تکون اشارة الی الحواس الظاهرة والباطنة واشار سبحانه بالامر بالدعاء الی انه اذا کانت هاتیک الصفات حیة بحیاتها کانت غیر منقادة وحشیة ممتنعة عن قبول الامر فاذا قتلت کانت حیة بالحیوة الحقیقیة الموهوبة بعد الفناء والمحو وهی حیاة العبد وعند ذلک تکون مطیعة منقادة متی دعیت اتت سعیا وامتثلت طوعا وذلک هو الفوز العظیم

المتن قوله تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی قال العبد الضعیف فیه ذم المن علی المرید بلا مصلحة انتهی القول

قوله تعالیٰ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (ترجمہ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہونچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو) اسمیں بالحاق افادہ بالتصدق دلالت ہے کہ مرید پر بلا مصلحت احسان جتلانا مذموم ہے۔

المتن قوله تعالی رئاء الناس قال العبد الضعیف فیه ذم الریاء انتهی القول۔

قوله تعالیٰ رئاء الناس (ترجمہ لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے) اسمیں مذمت ہے ریا کی۔

المتن قوله تعالی وتثبیتا من انفسهم قال العبد الضعیف دلیل ان الاعمال کما تقصد للاجر تقصد لاصلاح النفس انتهی القول۔

قوله تعالیٰ وتثبیتا من انفسهم (ترجمہ اور اس غرض سے اپنے نفسوں میں پختگی پیدا کریں) اسمیں دلیل ہے کہ اعمال صالحہ جسطرح اجر مقصود ہوتا ہے اسی طرح اصلاح نفس بھی ان سے مقصود ہے

المتن قوله تعالی الشیطان یعدکم الفقر الی قوله ومن یؤت الخ قال العبد الضعیف فیه العلاج بالعلم کالعلاج بالعمل فیما قبله من قوله تعالی انفقوا انتهی القول

قوله تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر الی قوله ومن یؤت الخ (ترجمہ شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے الخ) اسمیں بخل کا علاج ہے علم سے جیسا اسکے ماقبل میں علاج ہے عمل سے۔

المتن قوله تعالی ان تبدوا الصدقات الی قوله خیر لکم قال العبد الضعیف فیه الخیار فی الجهر والاسرار بالعمل والذکر مع فضل الاسرار فی نفسه اذا لم یکن فی مقابلة مصلحة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ان تبدوا الصدقات الی قوله خیر لکم (ترجمہ اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمھارے لئے زیادہ بہتر ہے) اسمیں یہ مسئلہ ہے کہ عمل کے اعلان و اخفا میں اختیار ہے اور ساتھ ہی اخفا کی افضلیت بھی ہے جب اعلان میں کوئی خاص مصلحت نہو۔

المتن قوله تعالی لیس علیک هداهم قال العبد الضعیف فیه عدم التصدی وترک

قوله تعالیٰ لیس علیک هداهم (ترجمہ ان کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ نہیں) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ کسی کے

المبالغة فی التدبیر انتہی القول۔

زیادہ درپے نہ ہو اور تدبیر میں زیادہ مبالغہ نہ کرے (کیونکہ عدم تصدق علی الکفار کا بطور تدبیر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا تھا)

المتن قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ قال العبد الضعیف فیہ ان ارادۃ [ف۱۱۷] الثواب لاینافی الخلوص للہ تعالیٰ کما یزعمہ الجہلۃ انتہی القول

قولہ تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ (ترجمہ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کی) اسمیں دلیل [ف۱۱۷] ہے اسپر کہ ثواب کا قصد کرنا خلوص للہ کے منافی نہیں جیسا بعض جہلا صوفیہ نے سمجھا ہے (چنانچہ آیت میں دونوں قصد کو جمع فرمایا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ احصروا قال العبد الضعیف فیہ اولویۃ [ف۱۱۸] ترک اسباب المعیشۃ للفقیر المشتغل بالاخرۃ وان لم یتنافیا انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ احصروا فی سبیل اللہ الخ (ترجمہ مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں) اسمیں دلیل ہے کہ فقیر [ف۱۱۸] مشتغل بالآخرۃ کو اسباب معیشت کا ترک کرنا اولیٰ ہے اگرچہ اس اشتغال وکسب میں کچھ تنافی بھی نہیں

المتن قولہ تعالیٰ یحسبہم الجاہل اغنیاء قال العبد الضعیف فیہ عدم الترائی [ف۱۱۹] بزی خاص یتمیز بہ عن العوام انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یحسبہم الجاہل اغنیاء الخ (ترجمہ ناواقف انکو تونگر خیال کرتا ہے) اسمیں اصل [ف۱۱۹] ہے اسکی کہ ایسی کوئی خاص وضع نہ بنائے جس سے عوام اہل دنیا سے ممتاز ہو۔

المتن قولہ تعالیٰ فاکتبوہ قال العبد الضعیف فیہ ان اصلاح [ف۱۲۰] نظام المعاشرات والعادات لاینافی الطریق انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ فاکتبوہ (ترجمہ اسکو لکھ لیا کرو) اسمیں ثبوت [ف۱۲۰] ہے اس کا کہ معاشرات وعادات کے نظام کی اصلاح طریق کے منافی نہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ اثم قلبہ قال العبد الضعیف فیہ ان المدار [ف۱۲۱] علی القلب انتہی القول

قولہ تعالیٰ فانہ اثم قلبہ (ترجمہ اس کا قلب گنہگار ہوگا) اسمیں دلالت [ف۱۲۱] ہے اسپر کہ اصل مدار قلب پر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ قال العبد الضعیف فیہ تحقیق [ف۱۲۲] حکم اعمال القلوب انتہی القول

قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ (ترجمہ اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں انکو اگر تم ظاہر کرو گے الخ) اسمیں تحقیق [ف۱۲۲] ہے حکم اعمال قلوب کی۔

المتن قولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ قال العبد الضعیف فیہ انہ کذلک لایفرق بین الاولیاء [ف۱۲۳] انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ (ترجمہ ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے) اسی پر قیاس [ف۱۲۳] کیا جاتا ہے کہ اولیاء میں بھی تفریق نہ کرے (کہ ایک سے اعتقاد رکھے دوسرے کا انکار کرے)

المتن قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الخ قال العبد الضعیف فیہ رعایۃ [ف۱۲۴] حال الطالب فی المجاہدۃ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت میں ہے) اسمیں دلالت [ف۱۲۴] ہے کہ مجاہدہ میں حال طالب کی رعایت رکھنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

الحاشیه قوله تعالیٰ آمن الرسول الکامل الاکمل بما انزل الیه من ربه ای صدقه بقبوله والتخلق به فقد کان خلقه صلی الله علیه وسلم القرآن والترقی بمعانیه ف۱۲۵

قوله تعالیٰ آمن الرسول الخ (ترجمہ اعتقاد رکھتے ہیں رسول الخ) باوجود آپ کے کامل اکمل ہونے کے آپ کے لئے ایمان یعنی کمال زائد کا حکم فرمانا اسپر دلیل ہے کہ ترقی کی انتہا نہیں۔

والتحقق به والمؤمنون کل آمن بالله وحده مشاهدة حین لم یروا فی الوجود سواه وملٰئکته وکتبه ورسله حین رجوعهم الی مشاهد تهم تلک الکثرة مظاهر للوحدة یقولون لا نفرق بین احد من رسله برد بعض وقبول بعض لمشاهدة الحق فیهم بالحق وقالوا سمعنا اجبنا ربنا فی کتبه ورسله ونزول ملٰئکته واستقمنا فی سیرنا غفرانک ربنا ای اغفر وجوداتنا وصفاتنا واستر ذلک بوجودک وصفاتک فمنک المبدأ والیک المصیر بالفناء فیک

ف۱۲۶ لا یکلف الله نفسا الا وسعها الا ما یسعها ولا یضیق به طوقها واستعدادها من التجلیات لها ما کسبت من الخیر والکمالات والکشوف۔

(من الحاشیه) قوله تعالیٰ لا یکلف الله نفسا الا وسعها ف۱۲۸ یعنی بقدر طاقت واستعداد ہی تجلیات کا ورود ہوتا ہے جس سے تنگی نہ ہو۔

سواء کان ذلک باعتمال او لغیر اعتمال وعلیها ما اکتسبت وتوجهت الیه بالقصد من السوء ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا عهدک بمیلنا الی ظلمة الطبیعة او اخطأنا بالعمل علی غیر الوجه اللائق بحضرتک ربنا ولا تحمل علینا اصرا وهو عبأ الصفات والافعال الحاسبة للقلوب من معاینة الغیوب کما حملته علی الذین من قبلنا من المحتجبین بظواهر الافعال او بواطن الصفات ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به من ثقل الهجران والحرمان عن وصالک ومشاهدة جمالک بحجب جلالک واعف عنا سیئات افعالنا وصفاتنا فانها سیئات حجبتنا عنک وحرمتنا برد وصالک ولذة رضوانک واغفر لنا ذنوب وجودنا فانه اکبر الکبائر وارحمنا بالوجود الموهوب بعد الفناء انت مولانا ای سیدنا ومتولی امورنا لانا مظاهرک وآثار قدرتک فانصرنا علی القوم الکٰفرین من قوی نفوسنا الامارة وصفاتها وجنود شیاطین اوهامنا المحجوبین عنک الحاجبین ایانا لکفرهم وظلمتهم۔

قد تمت سورة البقرة وتتلیها سورة آل عمران ان شاء الله تعالیٰ۔

سورۂ بقرہ تمام ہوئی اور اس کے بعد سورہ آل عمران آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ملحقة من رسالة التائید المذکور فی آخر التمهید

اضافہ از رسالۂ تائید مذکورہ آخر تمہید

سورة البقرة قوله تعالیٰ والله محیط بالکٰفرین

سورۃ البقرۃ۔ قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین

عــه وهذا التمهید هذا بسم الله الرحمٰن الرحیم حمدا وسلاما دائمین اعلم وفقنی ووفقک الله تعالیٰ لمعرفة الحقیقة والتحقق بها (بقیه بر صفحه ۳۴)

عــه اور اس حاشیہ میں اس رسالہ کی تمہید کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے ہم حمد کرتے ہیں ہمیشہ کیلئے اور سلام بھیجتے ہیں ہمیشہ کے لئے جان تو خدا تعالیٰ (بقیہ بر صفحہ ۳۴)

وقال فی ایات اخر وکان اللّٰہ بکل شیٔ محیطا۔ وان ربی بما تعملون محیط۔ وان ربك احاط بالناس۔ واحاط بما لدیھم وھذہ الایات کلھا دالۃ علی صحۃ قول من یقول من العلماء الصوفیۃ ان اللّٰہ تعالیٰ بکل مکان غیر انھم لا یعلمون کیفیۃ کون مکان اللّٰہ (ای یقولون بالاحاطۃ الذاتیۃ لا بمحض الاحاطۃ الصفاتیۃ کاھل الظاھر) ولیس من ضرورۃ الاحاطۃ ان یکون المحیط والمحاط علیہ جسما وان تفسیر الاحاطۃ ان لا یکون المحاط علیہ بعیدا من المحیط ولا المحیط بعید امنہ ثم ان ذلك مشھور بین مشائخ الصوفیۃ نحو جنیدؒ والشبلیؒ وابن عطاءؒ وغیرھم روی عن جنیدؒ انہ تکلم عندہ رجل فاشار الی السماء فقال لا تشر الی السماء فانہ معك فھذا دلیل علی انہ لا خصص مکان اللّٰہ تعالیٰ بالعرش ولا بجھۃ دون جھۃ فافھم (ویکون الاستواء علی العرش متشابھا اومأولا علی اختلاف المسلکین وورد فی الحدیث اطلاق المکان حیث قال وارتفاع مکانی)

اور اللہ تعالیٰ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور دوسری آیتوں میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور بلا شبہ میرا پروردگار اُن کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور بلاشبہ آپکے رب نے سب لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُن کے پاس کی چیزوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ سب آیتیں اُن لوگوں کے قول کی صحت پر دال ہیں جو کہ علماء صوفیہ میں سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ہر مکان میں ہونے کی کیفیت معلوم نہیں (یعنی یہ حضرات احاطہ ذاتیہ کے بھی قائل ہیں اور اہل ظاہر کی طرح صرف احاطہ صفاتیہ ہی کے قائل نہیں) اور احاطہ کیلئے یہ ضرور نہیں کہ محیط اور محاط دونوں جسم ہوں تفسیر احاطہ کی صرف یہی ہے کہ محاط محیط سے بعید نہ ہو اور نہ محیط محاط سے بعید ہو۔ پھر (جاننا چاہیئے کہ) یہ قول جمیع مشائخ صوفیہ میں جیسے جنیدؒ اور شبلیؒ اور ابن عطاءؒ وغیرہ مشہور ہے۔ جنیدؒ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے اثناء گفتگو میں آسمان کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا آسمان کی طرف اشارہ نہ کر کیونکہ وہ تیرے ساتھ ہے سو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت جنیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے مکان کو عرش کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ایک جہت کے ساتھ دوسری جہت کو چھوڑ کر خاص کیا خوب سمجھ لو (اور استواء علی العرش یا تو متشابہ ہوگا یا مأول ہوگا علی حسب اختلاف المسلکین اور حدیث میں لفظ مکان کا اطلاق آیا ہے جیسا کہ فرمایا اور قسم ہے میرے مکان کی بلندی کی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲) الی لما فرغت من تالیف رسالۃ حقیقۃ الطریقۃ اتفق لی بعد برھۃ من الزمان السفر الی بھاولپور حین مضی اربعۃ اشھر من سنۃ ۱۳۳۲ الھجرۃ فعثرت ھناك علی کتاب سماہ الکاتب فی الفھرست شواھد احکام الصوفیۃ من القرآن ففرحت بمطالعتہ لما رایتہ موافقا لغرض من الرسالۃ المذکورۃ واستعرتہ من مالکہ فاعار نی بارك اللّٰہ فیہ فحملت معہ الی الوطن ورایت ان اضیفہ الیھا بعد تلخیصہ لما فیہ من الطول فی بعض المطالب وخفاء الاستدلال فی بعضھا وحیث مست حاجۃ الی تصرف فیہ سوی التلخیص من زیادۃ قلیلۃ وتغییر یسیر احطتہ بقوسین وعینتہ بتائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ فبعونہ ابتدائی والی المبلغ انتھائی ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲) اور مجھکو حقیقت کو پہچاننے اور اُسکے ساتھ متصف ہونیکی توفیق عنایت کرے کہ جب میں رسالہ حقیقۃ الطریقہ کے لکھنے سے فارغ ہوا تو ایک مدت کے بعد جبکہ ۱۳۳۲ھ کے چار مہینے گذر چکے تھے مجھکو سفر بہاولپور کا اتفاق ہوا اور وہاں مجھکو ایک کتاب ملی جسکا نام کاتب نے فہرست میں شواہد احکام الصوفیۃ من القرآن لکھا تھا اسکو دیکھکر میں خوش ہوا اسلئے کہ اسکو اپنی اُس غرض کے موافق پایا جو رسالہ مذکورہ کے لکھنے سے تھی اور اسکو میں نے مالک سے عاریۃً طلب کیا انھوں نے مجھکو عاریۃً دیدی اللہ تعالیٰ انکا بھلا کرے پھر میں اسکو لیکر اپنے وطن آیا مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کو بھی اُسی رسالہ میں خلاصہ کر کے شامل کردوں کیونکہ اُسکے بعض مضامین میں کسیقدر طوالت تھی اور بعض میں استدلال خفی تھا اسلئے خلاصہ کرنا پڑا اور اگر تلخیص کے علاوہ کسی اور تصرف کی مثلاً ایک آدھ لفظ بڑھانے کی یا کچھ تغیر تبدل کی ضرورت پیش آئی تو اسکو امتیاز کیلئے قوسین کے اندر محصور کردیا اور نام اسکا تائید الحقیقۃ

قولہ تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ اعلم ان السلم فی التصوف [ف ۱۲۷] ھو موت النفس عن الصفات الذمیمۃ وعن الدنیا والاخرۃ مع انہ حی قائم لا یتحرک ولا یسکن الا للہ تعالیٰ وما ھو خلاف ذلک لیس بسلم لان الخصومۃ قائمۃ بعد ما لم تمت وشرطنا ان یکون ذلک السلم حال حیوتہ لان ھذا خطاب للاحیاء فی الدنیا باقامۃ التکالیف دون اھل المقابر۔

قولہ تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ جان تو کہ تسلیم تصوف [ف ۱۲۹] میں یہ ہے کہ نفس صفات ذمیمہ اور دنیا و آخرت سے مر جاوے باوجودیکہ وہ زندہ اور باقی رہے حرکت کرے تو اللہ ہی کیلئے ساکن ہو تو اللہ ہی کے لئے اور جو اسکے خلاف ہو وہ تسلیم نہیں کیونکہ جتنی کسر نفس کے مرنے میں ہو اتنی ہی منازعت باقی ہے (پس احتمال تسلیم کے خلاف ہو) اور ہمنے اس سلم کیلئے حالت حیوۃ میں ہونیکی شرط اسلئے کی کہ یہ خطاب احکام تکلیفی کے قائم رکھنے کا اُن لوگوں کو ہے جو دنیا میں زندہ ہیں اہل قبور کو نہیں۔

قولہ تعالیٰ واللہ یقبض ویبسط یقبض احیاءہ عن [ف ۱۲۸] کل ما سواہ ویبسطھم الیہ وھو الجذبۃ فافھم (یعنی ان الآیۃ لعموم لفظھا یشمل ھذا القبض والبسط کما انھا تشمل قبض الواردات وبسطھا ایضاً)

قولہ تعالیٰ واللہ یقبض ویبسط یعنی اللہ تعالیٰ سمیٹ لیتا ہے اور پھیلا دیتا ہے اپنے دوستوں کو اُن سے ماسوی اللہ کو چھڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور اپنی کشادگی (راہ) کی عنایت فرماتا ہے اور یہی جذبہ کہلاتا ہے [ف ۱۳۰] سو خوب سمجھ لو (یعنی آیت اپنے عموم الفاظ سے اس قبض وبسط کو شامل ہے جسطرح یہ آیت قبض وبسط واردات کو بھی شامل ہے)

قولہ تعالیٰ۔ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی ھذا دلیل علے ان الایمان یزید فیصیر طمانینۃ وھو الذی یسمیہ الصوفیۃ یقینا ثم تلک الزیادۃ یکون بالرویۃ والوجدان وھذہ الایۃ دالۃ علی ان الایمان (ای عدم حصول الاطمینان) کائن ولا ینفیہ الشک وذلک فی قولہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک الایۃ رد فی قولہ علیہ السلام نحن احق بالشک من ابراھیم قلت وھو احسن تفاسیر الشک)

قولہ تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی یعنی عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے (کہ میں ایمان کیوں نہ رکھتا) ولیکن (مشاہدہ احیاء کی اسلئے درخواست کرتا ہوں کہ) تاکہ میرے دل کو اطمینان ہوجاوے یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ ایمان بڑھتا ہی بڑھتے بڑھتے اطمینان بن جاتا ہے اور یہ وہی چیز ہے جسکو صوفیہ یقین سے تعبیر کرتے ہیں پھر یہ زیادتی کبھی رویت سے اور کبھی وجدان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آیت دال ہے اسپر کہ ایمان (اس) شک کے ساتھ (یعنی عدم حصول اطمینان کے ساتھ) جمع ہوجاتا ہے اور شک (بالمعنی المذکور) سے اسکی نفی نہیں ہوتی اور یہی معنی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں۔ تو اگر آپکو اس چیز میں جسکو ہمنے آپ پر اُتارا ہے کچھ شک ہو آخر آیت تک (اور اسی طرح قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی کہ ہم شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کے۔ میں کہتا ہوں کہ شک کی تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے اچھی ہے)

انتھت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ ال عمران

المتن قوله تعالىٰ فاما الذين فى قلوبهم زيغ الى قوله تعالىٰ والراسخون فى العلم يقولون الآية قال العبد الضعيف دلت الآية [ف ۱۲۹] على كيفية المعاملة مع الكلام الذى ثبت صدقه ولم يتضح مراده من تصديقه اجمالا من غير تكذيبه ولا تفسيره تفصيلا وبذلك حكموا فى كلام اهل الاسرار الذين ثبت صدقهم باحوالهم ولم يتبين مرادهم فالسلامة فى ان لا ينكر عليهم ولا يعتقد بظاهره انتهى القول۔

ف ۱۲۹ المعاملة مع كلام اهل الاسرار

سورۃ آل عمران

قولہ تعالیٰ فاما الذین فی قلوبہم زیغ سے کل من عند ربنا تک (ترجمہ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اُس کے اُسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اُن کا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں) اس آیت سے ایسے کلام کے ساتھ معاملہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا صادق ہونا ثابت ہو مگر مراد اُسکی واضح نہوئی ہو اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ایسے [ف ۱۲۹] کلام کی اجمالاً تصدیق کیجاوے اور تفصیلاً اُسکی کاوش نکریں اور محققین نے یہی حکم کیا ہے اُن اہل اسرار کے کلام کے باب میں جنکا صدق اُن کے احوال سے معلوم ہوا اور اُن کی مراد معلوم نہوئی ہو پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ اُن پر انکار کیا جاوے اور نہ اُس کلام کے ظاہر پر اعتقاد کیا جاوے۔

ف ۱۲۹ اہل اسرار کے کلام کے ساتھ معاملہ

المتن۔ قوله تعالىٰ يرونهم مثليهم رأى العين قال العبد الضعيف فيه اثبات [ف ۱۳۰] للخوارق انتهى القول۔

ف ۱۳۰ اثبات الخوارق

قولہ تعالیٰ یرونہم مثلیہم رأی العین (ترجمہ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا) اسمیں خوارق عادات [ف ۱۳۰] کا اثبات ہے۔

ف ۱۳۰ خوارق کا اثبات

المتن قوله تعالىٰ زين للناس حب الشهوات الى قوله تعالىٰ قل اؤنبئكم بخير من ذلكم قال العبد الضعيف فى قول الاول بيان للحب الطبعى للدنيا وما فيها والمراد من الناس الجنس والمزين هو الله تعالىٰ كما اخرجه ابن ابى حاتم عن عمر بن الخطاب كما فى الروح فهو على هذا [ف ۱۳۱] التفسير دال على عدم التكليف بازالة هذا الحب لكونه

ف ۱۳۱ كون الطبع من الاخراق غير مقدور والتقليل منها مقدورا

قولہ تعالیٰ زین للناس حب الشہوات سے اس قول تک قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم (ترجمہ خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے آپ فرما دیجئے کیا میں

ـه اعلم انه تغير الحاشية في هذه السورة وما بعدها قليلا وذالك لان [illegible] الاول فلما [illegible] الضيق من اكثر مضامين الحاشية والثاني كثرة ما [illegible] سورة البقرة في [illegible] منها [illegible] من نفعها على اكثر فوائدي [illegible] التحقيق وهو اكثر عدم [illegible] ١٢ منه اي الحاشية على [illegible] هذه اي الحاشية واذ قل نفعه من نفسه [illegible] البقرة ١٢ اكثر ما فيه من الحواشي [illegible] النظر الثاني [illegible] الى هذه اي الحاشية [illegible] لكون مضمون [illegible] مستقلة بالافادة [illegible] ١٢ منه

طبعیا وفی القول الثانی بیان للحب العقلی للاخرة وما فیها وکون العبد مکلفا بترجیحہ علی الاول عملاً وھذا اصل کبیر فی الاخلاق کلھا ان منھا ما جبل العبد علیہ فھو غیر مقدور ومنھا ما یکسبہ العبد فھو مقدور ومن السالکین من یتصدی للاول فیتشوش دائما فیھدیہ المحقق الی تحصیل العقلی وترک الطبعی فیستریح من اتبعہ انتھی القول۔

تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہو ان چیزوں سے) قول اول میں الناس سے مراد جنس ناس ہے اور مزین اللہ تعالیٰ ہیں روح المعانی میں ابن ابی حاتم کی روایت سے حضرت عمرؓ سے اسکی تائید نقل کی ہے پس اس تفسیر پر یہ قول اسپر دلالت کرتا ہے کہ انسان اس محبت کے ازالہ کا بوجہ اسکے طبعی ہونے کے مکلف نہیں ہو اور دوسرے قول میں بیان ہو آخرت کی حب عقلی کا اور اسکے مکلف ہونے کا اس طرح کہ اسکو عملاً حب اول پر ترجیح دو اور باب اخلاق میں یہ ایک اصل عظیم ہے یعنی اخلاق میں جو مجبول وطبعی ہیں وہ غیر مقدور ہیں اور جو مکسوب ہیں وہ مقدور ہیں بعض سالکین قسم اول کے پیچھے پڑجاتے ہیں وہ ہمیشہ مشوش رہتے ہیں ان لوگوں کو محقق ہدایت کرتا ہے کہ عقلی کی تحصیل کرو اور طبعی کے درپے مت ہو سوان محققین کا اتباع کرنے والا راحت میں رہتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ الصابرین الآیۃ قال العبد الضعیف فی الآیۃ بیان لصفات اولیاء اللہ تعالیٰ انتھی القول

قولہ تعالیٰ الصابرین الآیہ (ترجمہ صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور فروتنی کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں) اسمیں اولیاء اللہ کی صفات کا بیان ہے۔

الحاشیۃ قد کان لکم یا معشر السالکین الی مقصد الکل آیۃ دالۃ علی کمالکم وبلوغکم الی ذروۃ التوحید فی فئتین التقتا للحرب فئۃ منھما وھی فئۃ القوی الروحانیۃ التی ھی جند اللہ تعالیٰ تقاتل فی سبیل اللہ وطریق الوصول الیہ واخری منھما وھی جنود النفس واعوان الشیطان کافرۃ ساترۃ للحق محجوبۃ عن خطائر الصدق تری الفئۃ الاخیرۃ الفئۃ الاولی بحول عین بصیرتھا مثلیھم عند الالتقاء فی معرکۃ البدن رؤیۃ مکشوفۃ ظاھرۃ لا خفاء فیھا مثل رؤیۃ العین وذلک لتایید الفئۃ المومنۃ بالانوار الالٰھیۃ والاشراقات الجبروتیۃ وخذلان الفئۃ الکافرۃ بما استولی علیھا من تراکم ظلمات الطبیعۃ وذل البعد عن الحضرۃ واللہ تعالیٰ یؤید بنصرہ من یشاء تائیدہ لقبول استعدادہ لذلک ان فی ذلک التایید لعبرۃ ای اعتبارا او امر یعتبر بہ فی الوصول الی حیث المامول للمستبصرین الفاتحین اعین بصائرھم لمشاھدۃ الانوار الازلیۃ فی افاق المظاھر الالٰھیۃ زین للناس حب الشھوات بسبب ما فیھم من العالم السفلی والغشاوۃ الطبیعیۃ والغواشی البدنیۃ من النساء وھی النفوس والبنین وھی الخیالات المتولدۃ منھا الناشئۃ عنھا والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ وھی العلوم المتداولۃ وغیر المتداولۃ والاصول والفروع والخیل المسومۃ وھی مراکب الھوی وافراس اللھو والانعام وھی رواحل جمع الحطام واسباب جلب المنافع الدنیویۃ والحرث وھو زرع الحرص وطول الامل ذلک متاع الحیٰوۃ الدنیا الزائل عما قلیل بالرجوع الی المبدأ الاصلی والموطن القدیم ذلک ان تبقی ھذہ المذکورات علی ظواھرھا فان النفوس المنغمسۃ فی اوحال الطبیعۃ لھا میل کلی الی ذلک ثم قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم المذکور الذین

القوا النظر الی الاغیار جنات جنة یقین وجنة مکاشفة وجنة مشاهدة وجنة رضا وجنة لا قولها وهی
التی فیها ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ولیس فی تلک الجنة عند العارفین الا الله
عزوجل تجری من تحتها انهار التجلیات المترعة بماء الغیوب خالدین فیها ببقائهم بعد فنائهم وازواج مطهرة
وهی الارواح المقدسة عن ادناس الطبیعة المقهورة فی خیام الصفات الالهیة ورضوان من الله لا یقدر
قدره والله بصیر بالعباد فی تقلب ارواحهم فی عالم الملکوت محترقات من سطوات الجبروت حیا لجواره
وشوقا الی لقائه یجار بها بقید همومها فی طلب وجهه الازلی وجماله الابدی الذی یقولون ربنا اننا امنا
بانوار فعالک وصفاتک فاغفر لنا ذنوب وجوداتنا وقنا عذاب نار الحرمان ووجود البقیة الصابرین
علی مفض المجاهدة والریاضة والصادقین فی المحبة والارادة والقانتین فی السلوک الیه والمنفقین
ما عداه فیه والمستغفرین من ذنوب تلویناتهم وتعیناتهم فی انجاز التجلیات ویقال الصابرین الذین صبروا
علی الطلب فلم یحتشموا من التعب وهجروا کل راحة مطرب فصبروا علی البلوی وافصلوا الشکوی حتی وصلوا
الی المولی ولم یقطعهم شئ من الدنیا والعقبی والصادقین الذین صدقوا فی الطلب فوردوا ثم صدقوا فشهدوا
ثم صدقوا فوجدوا ثم صدقوا ففقدوا فحالهم قصد ثم ورود ثم شهود ثم وجود ثم خمود والقانتین الذین
لازموا الباب وداوموا علی تجرع الاکتئاب وترک المحاب الی ان تحققوا بالاقتراب والمنفقین الذین جادوا
بنفوسهم من حیث الاعمال ثم جادوا بمیسورهم من الاموال ثم جادوا بقلوبهم بصدق الاحوال ثم جادوا
بکل حظ لهم فی العاجل والآجل استهلاکا فی انوار الوصال والمستغفرین عن جمیع ذلک اذا رجعوا الی
الصحو وقت نزول الرب الی السماء الدنیا واشراق انوار جماله علی آفاق النفس وندائه هل من سائل هل من
مستغفر هل من کذا هل من کذا۔

۱۳۳ اعراض عن الجدال

المتن قوله تعالی فان حاجوک فقل اسلمت وجهی الخ
قال العبد الضعیف فیه دلالة علی ما هو عادة اهل
الطریق من ترک المحاجة اذا بان الحق وعرف من
المخاطب عدم القبول وهذا علی التفسیر المشهور علی
ما فی الروح وفیه اشارة الی ان الجدال معهم لیس
فی موقعه لانه انما یکون فی امر خفی والذی جادلوا
به امر مکشوف وحکم حاله معروف وهو الدین القیم
فلا تکون المحاجة والمجادلة الا مکابرة فحینئذ یکون
هذا القول اعراضا عن مجادلتهم انتهی القول۔

قوله تعالی فان حاجوک فقل اسلمت وجهی الخ (ترجمہ
پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ
میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کرچکا اور جو جو میرے پیرو تھے
وہ بھی) اسمیں دلالت ہے اہل طریق کی اس عادت پر کہ جب
حق بالکل واضح ہوجاوے مگر مخاطب کی حالت سے معلوم ہو
کہ یہ قبول نہیں کرتا تو اسوقت مباحثہ ترک کر دیتے ہیں اور یہ
استنباط اس آیت کی مشہور تفسیر پر ہے کہ یہ قول اسلمت وجهی الخ
مجادلہ سے اعراض ہے۔

المتن قوله تعالی بیدک الخیر قال العبد الضعیف

قوله تعالی بیدک الخیر الخ (ترجمہ آپ ہی کے اختیار

کان المقام بیدک الخیر والشر لذکر الاعزاز والاذلال فیما قبل فالاقتصار علیہ اما التعلیم مراعاۃ [ف ۱۳۴] الادب ان کان المراد ای والشر ایضاً واما للاشارۃ الی ان ما یتوہم [ف ۱۳۵] شرا فی الظاہر ہو الخیر لما اودعہ اللہ تعالیٰ من المصالح والحکم فکان فیہ تعلیم ان ما لا صنع فیہ للعبد بوجہ ما ہو خیر محض فلا یکرہہ ولا یستدل بہ علی الخذلان کما یتوہمہ کثیر من السالکین اذا وجدوا تغیرا فی احوالہم من غیر ان یکون بفعلہم دخل فیہ انتہی القول۔

میں ہے سب بھلائی) یہاں موقع اس کہنے کا تھا بیدک الخیر والشر کیونکہ اوپر اعزاز واذلال دونوں کا ذکر ہوا ہے تو اسپر اکتفا کرنا یا تو مراعاۃ [ف ۱۳۶] ادب کی ہے اگر مراد کلام میں یہ ہو کہ والشر ایضاً یعنی آپ کے قبضہ میں دونوں چیزیں ہیں یا اشارہ اسطرف ہے کہ جو خیر [ف ۱۳۷] ظاہر میں شر معلوم ہوتی ہے چونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتیں وحکمتیں رکھی ہیں وہ بھی واقع میں خیر ہی ہے پس اسمیں اس امر کی تعلیم ہے کہ جس چیز میں عبد کی صنع کو مطلق دخل نہو وہ محض خیر ہے اسکو ناگوار نہ سمجھے اور اس سے خذلان پر استدلال نہ کرے جیسا بہت سے سالکین جب ذرا اپنے احوال میں تغیر پاتے ہیں گو ان کے فعل کو اسمیں ذرا دخل نہو اس خذلان کا توہم کرنے لگتے ہیں۔

الحاشیہ۔ ان الذین یکفرون بآیات اللہ الی قولہ بغیر حساب یحتمل ان یشار بالذین کفروا الی قوی النفس الامارۃ وبالنبیین الی انبیاء القلوب المشرقۃ بوحی الہام الغیوب وبالآمرین بالقسط القوی الروحانیۃ التی ہی من جنود اولئک الانبیاء واتباعہم فبشرہم اولئک الکافرین بعذاب الیم وہو عذاب الحجاب والبعد من حضرۃ رب الارباب قل اللہم مالک الملک ای الملک المتصرف فی مظاہرک من غیر معارض ولا مدافع حسبما تقتضیہ الحکمۃ تؤتی الملک من تشاء وہو من اخترتہ للریاسۃ الباطنۃ وجعلتہ متصرفا بارادتک وقدرتک وتنزع الملک ممن تشاء ای تحرم من تشاء عن ایتاء ذلک الملک نظلمۃ المانعۃ لہ من ان ینال عہدک تولج اللیل فی النہار تدخل ظلمۃ النفس فی نور القلب فیظلم وتولج النہار فی اللیل وتدخل نور القلب فی ظلمۃ النفس فتستنیر وتخلطہما معا بعد المناسبۃ بینہما وتخرج الحی العلم من میت الجہل ومیت الجہل من حی العلم۔

المتن قولہ تعالیٰ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء الآیۃ فی الروح ومن ہہنا نہی [ف ۱۳۶] اہل اللہ تعالیٰ المریدین عن موالاۃ المنکرین لان ظلمۃ الانکار والعیاذ باللہ تعالیٰ تحاکی ظلمۃ الکفر وربما تراکمت فسدت طریق الایمان الا ان تتقوا منہم تقاۃ فحینئذ تجوز الموالاۃ ظاہرا وہذا بالنسبۃ للضعفاء واما من قوی یقینہ فلا یخشی الا اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء الآیۃ۔ (ترجمہ مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں سے تجاوز کرکے) روح المعانی میں ہے اور اسی جگہ سے [ف ۱۳۸] اہل اللہ نے مریدین کو منکرین کے ساتھ تعلق ودوستی رکھنے سے منع کیا ہے کیونکہ انکار کی ظلمت کفر کی ظلمت کے مشابہ ہے اور بعض اوقات مجتمع ہوکر طریق ایمان کو بند کردیتی ہے البتہ اگر ان سے کچھ اندیشہ ہو تو اسوقت ظاہرا دوستی جایز ہے اور یہ بھی ضعفاء کی نسبت ہے لیکن جسکا یقین قوی ہو وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

ف ۱۳۴ الادب مع اللہ تعالیٰ
ف ۱۳۵ مراعات الادب مع اللہ تعالیٰ
ف ۱۳۶ ... الالفاظ الاختیاریۃ
ف ۱۳۷ کون البلایا ... ولا ... حکمۃ
... من حیث ...

ف ۱۳۸ مانعۃ عن موالاۃ المنکرین

المتن قوله تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ قال العبد الضعیف فیہ (ف ۱۳۸) ان محبۃ اللہ تعالیٰ المستلزمۃ للمحبوبیۃ لا تکون بدون اتباع من یحب اللہ تعالیٰ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے) اس میں دلالت (ف ۱۳۹) ہے کہ خدا تعالیٰ کا محب ہونا جو کہ محبوبیۃ کو مستلزم ہے بدون اسکے کہ محبِ حق کا اتباع کرے میسر نہیں ہو سکتا۔

المتن قولہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا الآیۃ فی الروح (ف ۱۴۰) استدل بالآیۃ علی جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لا نبوۃ لہا علی المشہور وہذا ہو الذی ذہب الیہ اہل السنۃ والشیعۃ وخالف فی ذلک المعتزلۃ۔

قولہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا (ترجمہ جب کبھی زکریا اُن کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو اُن کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے) روح المعانی میں ہے اس آیت سے (ف ۱۴۰) اولیاء کیلئے صحت کرامات پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ قول مشہور پر مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں۔

الحاشیۃ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض یمکن ان یقال آدم ہو الروح فی اول مقامات ظہورہا ونوح ہو ہی فی مقامہا الثانی من مقامات التنزل وابراہیم ہو القلب الذی القاہ نمرود النفس فی نار الفتن ورماہ فیہا بمنجنیق الشہوات وآلہ القوی الروحانیۃ وعمران ہو العقل (۱) اما فی بیت مقدس البدن وآلہ التابعون لہ فی ذلک البیت المقتدون بہ وکل ذلک ذریۃ بعضہا من بعض بوحدۃ المورد واتفاق المشرب۔

المتن قولہ تعالیٰ ہنالک دعا زکریا ربہ الی آخر الآیات قال العبد الضعیف فیہ مسئلتان ذکرتہما فی سورۃ مریم علیہا السلام الاولیٰ (ف ۱۳۹) ان طلب الولد لا ینافی الزہد والثانیۃ (ف ۱۴۰) ان سوال المسبب من الاسباب البعیدۃ لا ینافی الادب واقول فی الاولیٰ سیما اذا کان لغرض دینی کما قالہ علیہ السلام بنفسہ وانی خفت الموالی الآیۃ ویؤخذ منہ مسئلۃ اخری (ف ۱۴۱) ان تمنی بقاء الطریقۃ من سنن الانبیاء علیہم السلام کما استنبط المسئلۃ فی الروح ان زکریا علیہ السلام کان شیخا وکان مرشد الناس فلما رای ما رای تحرکت غیرۃ النبوۃ فطلب من ربہ ولدا حقیقیا یقوم مقامہ فی تربیۃ الناس وہدایتہم فقال رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ ای مطہرۃ من لوث الاشتغال بالسوی منقردۃ عن ارادتہا مقدسۃ من شہواتہا اھ۔

قولہ تعالیٰ ہنالک دعا زکریا ربہ (ترجمہ اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے) اسمیں دو مسئلے ہیں جو سورۂ مریم میں بھی مذکور ہوئے ہیں اول (ف ۱۴۱) یہ کہ اولاد کی خواہش کرنا زہد کے منافی نہیں ثانی (ف ۱۴۲) یہ کہ مسبب کا اسباب بعیدہ سے سوال کرنا ادب کے منافی نہیں اور مسئلہ اولیٰ میں کہتا ہوں کہ بخصوص جبکہ کسی دینی غرض سے ہو جیسا زکریا علیہ السلام نے خود ہی فرمایا وانی خفت الموالی الآیۃ اور اس سے ایک اور مسئلہ ماخوذ ہوتا ہے وہ یہ کہ بقاء (ف ۱۴۳) سلسلہ کی تمنا کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کے سنن میں سے ہے جیسا کہ روح المعانی میں اس مسئلہ کو مستنبط کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے تھے مگر لوگوں کے مرشد تھے پس جب انھوں نے صورت حال دیکھی تو غیرت نبوت کے حرکت ہوئی اور اپنے رب تعالیٰ سے ایسے فرزند صدق کی درخواست کی جو لوگوں کی تربیت میں ان کے قائم مقام ہو سکے اور یہ دعا کی کہ رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ یعنی جو ما سویٰ کے اشتغال سے مطہر ہو اور شہوات سے مقدس ہو اھ۔

كرامات الاولياء / کرامات اولیاء

(باقی آیندہ)

اقول والدعاء بقید الطیبة دل علی ان الاستخلاف من شرائطها هذه الصفات لا محض کونه من ذریة النسبیة او الانتسابیة وما نقل عن بعضهم من ضد ذلک التمنی فانما هو من غلبة الحال او محمول علی التفویض اذا لم یکن مقدرًا عند الله تعالیٰ وقوله تعالیٰ قال رب اجعل لی آیة دل علی ان سوال آیة للطمانیة لا ینافی الیقین ولا الادب کما ان ابراهیم علیه السلام سأل ربه تعالیٰ ان یریه کیف یحیی الموتیٰ انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ واذ قالت الملئکة یٰمریم الخ قال العبد الضعیف فیه جواز کلام الملئکة مع غیر الانبیاء علی ما علیه الجمهور من انها لم تکن نبیة والکلام المخصوص بالانبیاء هو الذی للتبلیغ انتهی القول۔

المتن۔ قوله تعالیٰ واحی الموتیٰ باذن الله الخ قال العبد الضعیف فیه اصل لما نقل عن بعضهم من نسبة افعال تختص بالله تعالیٰ الی نفسه فی غلبة الحال بتاویل التجوز واهل الادب منهم یقید ونه بما قید به المسیح علیه السلام من قوله باذن الله انتهی القول۔

المتن قوله ومصدقا لما بین یدی من التوراة ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم قال العبد الضعیف ویقاس علیه تربیة احد الشیوخ مریدی شیخ اخر قد مضی او بعد من الموافقة فی الاصول وتصرف فی بعض الفروع حسبما یقتضیه حال المرید انتهی القول

میں کہتا ہوں کہ قید طیبہ کی دعا سے دعا کرنا اسپر دال ہے کہ خلیفہ بنانے کی شرائط میں سے یہ صفات ہیں نہ کہ محض اولاد ہونا یا مرید ہونا اور بعض بزرگوں سے جو اس تمنا کی ضد منقول ہے تو وہ غلبۂ حال سے ہے یا محمول ہے تفویض پر جبکہ عند اللہ مقدر نہ ہو۔ اور زکریا علیہ السلام کی یہ دعا کہ رب اجعل لی آیہ اسپر دال ہے کہ طمانیت کے لئے سوال کرنا یقین کے منافی نہیں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ احیاء موتیٰ کی کیفیت دکھلا دیجئے۔

قوله تعالیٰ واذ قالت الملئکة یٰمریم الخ ترجمہ اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالیٰ نے تمکو منتخب فرمایا ہے) اس سے غیر انبیاء کے ساتھ ملائکہ کا ہمکلام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو کلام ملائکہ مخصوص بالانبیاء ہے وہ وہ ہے جو تبلیغ کیلئے ہو۔

قوله تعالیٰ واحی الموتیٰ باذن الله ترجمہ اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اسمیں ان اقوال کی اصل ہے جو بعض سے غلبۂ حال میں منقول ہیں جنمیں انھوں نے مجازاً اپنی طرف بعضے ایسے افعال کی نسبت کی ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں (جیسا احیاء) اور اُن میں جو اہل ادب ہیں وہ اُن میں مثل مسیح علیہ السلام کے باذن اللہ کی قید لگا دیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ومصدقا لما بین یدی من التوراة ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ترجمہ اور میں اسطور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئیں تھیں) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے ایک شیخ کا دوسرے کسی شیخ کے (جو گذر گیا ہو یا دور ہو) مرید کو تربیت کرنا اس طرح کہ اصول میں انکی موافقت کرے اور بعض فروع میں کچھ تغیر و تبدل کرے جیسا حالت مرید کا مقتضا ہو۔

ف ۱۴۲ شرط الاستخلاف والاهلیة لا محض النسب والانتساب
ف ۱۴۲ خلیفہ بنانے کی شرط اہلیت ہے نہ کہ انتساب۔
ف ۱۴۳ سوال الآیات للطمانیة لا ینافی الیقین
ف ۱۴۳ طمانیت کیلئے آیات کا سوال منافی یقین نہیں
ف ۱۴۴ جواز کلام الملئکة مع غیر الانبیاء
ف ۱۴۴ غیر انبیاء سے ملائکہ کا ہمکلام ہونا۔
ف ۱۴۵ نسبة ما یختص بالحق تعالیٰ الی العبد تجوزا
ف ۱۴۵ بعض افعال مخصوص بحق کو عبد کیطرف مجازاً نسبت کرنا
ف ۱۴۶ ادب تربیة الشیخ مریدی شیخ آخر
ف ۱۴۶ ایک شیخ کا دوسرے شیخ کے مرید کو تربیت کا طریقہ

المتن قوله تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ قال العبد الضعیف فی الآیۃ مسئلتان الاولیٰ جواز الاستنصار فی الدین من اهل الدین وانه لا ینافی التوکل لانه من حیث انهم مظاهر نصر اللہ تعالیٰ والثانیۃ ان المعاملۃ مع اهل اللہ کهی مع اللہ تعالیٰ حیث قالوا نحن انصار اللہ وکان الظاهر ان یقولوا نحن انصارک الی اللہ تعالیٰ انتهی القول-

قوله تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (ترجمہ آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہوجاویں اللہ کے واسطے حوارین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک اہل دین سے دین کے بارہ میں مدد طلب کرنے کا جواز اور اسکا منافی توکل نہونا کیونکہ وہ مدد طلب کرنا اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ نصرۃ الٰہیہ کے مظاہر ہیں اور دوسرا یہ کہ اہل اللہ کیسا تھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چنانچہ انھوں نے من انصاری الی اللہ کے جواب میں بجائے نحن انصارک الی اللہ کے یوں کہا نحن انصار اللہ

المتن قال اللہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین فی الآیۃ مسئلتان الاولیٰ اصل ما نقل من بعض المغلوبین من نحو قوله ؎

آنتیں برسح کشیدی بیچ مکار آمدی + اما الغالبون علی احوالهم فلا یتجرؤن علیه لایهام نسبۃ القبیح فی کلام العباد ولا یقاس علی کلام اللہ تعالیٰ لانه لا حکومۃ للادب علیه تعالیٰ ولکن لک الکلام فی نسبۃ کل ما کان کذلک الیه تعالیٰ والثانیۃ جواز کون امر واحد حسنا من اللہ تعالیٰ وقبیحا من العباد کالتکبر والسر فیه ان قبح بعض الاشیاء لیس بالذات

قوله تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین- (ترجمہ اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک ہی امر حق تعالیٰ کے اعتبار سے حسن ہو اور بندوں کے اعتبار سے قبیح ہو اور راز اسمیں یہ ہے کہ بعض اشیاء میں بالذات قبح نہیں ہوتا بلکہ کسی مفسدہ کے سبب اور مصلحت سے خالی ہونے کے سبب ہوتا ہے تو وہ امر بندہ سے جو صادر ہوتا ہے ایسا ہی ہوتا ہے یعنی مقرون بالمفسدہ وخالی از مصلحت اسلئے قبیح ہوتا ہے اور حق تعالیٰ سے جو واقع ہوتا ہے اسمیں حکمت ہوتی ہے اسلئے حسن ہوتا ہے

بل للمفسدۃ وخلوہ عن المصلحۃ والصادر عن العباد یکون کذلک واما الواقع من اللہ تعالیٰ فیکون فیه الحکمۃ فیقبح من العباد ویحسن من رب العباد انتهی القول وفی الرد اولی القول باختلاف المکونین علی ما یقتضیه مقام الفرق وقد سئل بعضهم کیف یمکر اللہ فصاح وقال لا علۃ لصنعه وانشأ یقول ؎

فدیتک قد جبلت علی هواکا ونفسی لا تنازعنی سواکا

احبک لا ببعضی بل بکلی وان لم یبق حبک لی حراکا

ویقبح من سواک الفعل عندی وتفعله فیحسن منک ذاکا

المتن قوله تعالیٰ نقلا عن طائفۃ من اهل الکتاب ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قال العبد الضعیف

قوله تعالیٰ وقالت طائفۃ من اهل الکتاب الی قوله ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم (ترجمہ اور بعضے

نظیرہ صنع بعض الناقصین اهل البخل من المنتسبین الی الطریق من اخفاء الطریق الی من لم یکن منتسبا الی احد شیوخهم ویرد علیهم بمثل ما رد الله تعالی علی مشاکلیهم من قوله تعالی قل ان الهدی هدی الله وقوله تعالی قل ان الفضل بید الله انتهی الحو

لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ پھر جاویں اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمھارے دین کا پیرو ہو) اسی کی نظیر ہے بعض مدعیان ف ۱۵۱ طریقت کا یہ طرز کہ جو شخص اُن کے سلسلہ میں نہو اُس سے طریق کو مخفی کرتے ہیں اور ان پر اُسی مضمون سے رد ہوگا جس سے ان کے ہم مسلک اہل کتاب پر رد کیا گیا ہے یعنی قل ان الہدیٰ ہدی الله اور ان الفضل بید الله الخ

المتن قوله تعالی ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا فی الروح اشارة ف ۱۵۲ الی من مال الی حضرة الدنیا وآثرها علی مشاهدة حضرة المولی وزین ظاهره بعبادة المقربین ومزجها بحب الریاسة فذلک الذی سقط عن رؤیة اللقاء ومخاطبة الحق فی الدنیا والآخرة۔

قوله تعالی ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا (ترجمہ یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہو اور اپنی قسموں کے) اسمیں اس شخص کی حالت ف ۱۵۳ کی طرف بھی اشارہ ہے جو زینت دنیا کی طرف مائل ہو اور اسکو حضرت حق کے مشاہدہ پر ترجیح دیتا ہو اور اپنے ظاہر کو شعار مقربین کے ساتھ آراستہ رکھتا ہو مگر اسمیں حب جاہ کی آمیزش بھی کرتا ہو۔ پس ایسا شخص لقاء حقیقی اور مخاطبت حق کے درجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں ساقط ہو جاوے گا۔

المتن قوله تعالی کونوا ربانیین قال العبد الضعیف تصریح بما علیه ف ۱۵۴ اهل الطریق من علوم خاصة واعمال خاصة واحوال خاصة وافاضة طرقهم الی غیرهم کما یدل علی هذا المجموع ما فسره به فی روح المعانی عن علیؓ وابن عباسؓ الربانی الفقیه العالم وعن قتادة والسدی العالم الحکیم وعن ابن جبیر الحکیم التقی وعن ابن زید بالمدبر امر الناس وهی اقوال متقاربة وعن الشبلیؒ الذی لا یأخذ العلوم الا من الرب ولا یرجع فی شیء الا الیه وعن سهل الذی لا یختار علی ربه حالا وعن القاسم المتخلق باخلاق الرب علما وحلما وقیل هو الذی محو فی وجوده ومحو عن شهوده وقیل هو الذی

قوله تعالی کونوا ربانیین (ترجمہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ) اسمیں اہل باطن ف ۱۵۴ کے طریق اور اُن کے علوم و اعمال و احوال خاصہ کی اور دوسروں پر طریق کے فائض کرنیکی تصریح ہے جیساکہ ربانی کے تفاسیر کا مجموعہ اسپر دال ہے چنانچہ روح المعانی میں حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ربانی وہ ہے جو فقیہ عالم ہو اور قتادہ وسدی سے ہے کہ وہ ہے جو عالم حکیم ہو اور ابن جبیر سے ہے کہ جو حکیم متقی ہو اور ابن زید سے ہے جو لوگوں کے امر دین کی تدبیر کرتا ہو اور یہ سب اقوال متقاربہ ہیں اور شبلیؒ سے ہے کہ وہ شخص ہے جو علوم کو خاص حضرت حق سے اخذ کرتا ہو اور کسی شے میں غیر حق کی طرف رجوع نہ کرتا ہو اور سہل سے ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے رب پر کسی شے کو ترجیح نہ دیتا ہو اور قاسم سے ہے

لا توثر فیہ تصاریف الاقدار علی اختلافھا وقیل وقیل وکل الاقوال ترد من منھل واحد۔

کہ وہ شخص ہے جو علماً وعملاً اخلاق ربانیہ سے موصوف ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے شہود سے اُس کے وجود میں محو ہو گیا ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے کہ اسمیں حوادث مؤثر نہوں اور دوسرا اقوال بھی ہیں اور سب ایک گھاٹ کے پانی پینے والے ہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا قال العبد الضعیف فیہ[154] رد علی الغلاۃ فی الانقیاد والتعظیم لشیوخھم الاحیاء منھم او الاموات وان کانوا مظاھر الکاملۃ فقد اخرج الترمذی فی تفسیر آیۃ قل یا اھل الکتاب تعالوا الخ وحسنہ انہ لما نزلت ھذہ الآیۃ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدھم یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اما کانوا یحلون لکم ویحرمون فتأخذون بقولھم قال نعم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ھو ذاک۔ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا (ترجمہ اور نہ یہ بات بتلاویگا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو) اسمیں اُن لوگوں پر[154] رد ہے جو شیوخ کے انقیاد یا تعظیم میں خواہ وہ احیاء ہوں یا اموات ہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہیں چنانچہ ترمذی نے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الی قولہ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی ابن ابی حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو اُن کی عبادت نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم اون کے قول کو قبول کرتے تھے عرض کیا ہاں یہ تو تھا فرمایا بس اس کا یہی مطلب ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الی قولہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال العبد الضعیف وایضاً فیہ[155] اشارۃ الی ترک استنکاف الشیوخ عمن کان فوقھم علماً وعملاً بل ومن کان مساویا لھم ایضاً فان للمفسرین قولین فی تفسیر رسول فاکثرھم ارادوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم وبعضھم بای رسول جاء فی زمن رسول آخر وجب علیہ تصدیقہ ونصرہ انتھی القول

قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الی قولہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (ترجمہ اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو میں تمکو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اُس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اُس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اُسکی طرفداری بھی کرنا) اسمیں یہ بھی اشارہ[156] ہے کہ شیوخ پر لازم ہے کہ جو علم وعمل میں اُن سے فوق ہو بلکہ جو اُن کا مساوی بھی ہو اُن سے استنکاف وعار نہ کریں وجہ اشارہ یہ ہے کہ لفظ رسول کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں اکثر مفسرین نے تو کہا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تو فوق سے عار نہ کرنا ثابت ہوا) اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ کسی رسول کے زمانہ میں دوسرا کوئی رسول بھی آجاوے (تو مساوی سے عار نہ کرنا ثابت ہوا)

المتن۔ قولہ تعالیٰ ولہ اسلم من فی السموات والارض

قولہ تعالیٰ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا

[154] ذم الغلو فی الانقیاد والتعظیم للشیوخ
[155] ذم الاستنکاف عن المعاصرین من اھل الطریق

طوعا وکرها فی الروح ومعنی الآیة اقوال الاول ان المراد من الاسلام بالطوع الاسلام الناشی عن العلم مطلقا سواء کان حاصلا بالاستدلال کما فی الکثیر منا او بدون استدلال واعمال فکر کما فی الملئکة ومن الاسلام بالکرہ ما کان حاصلا بالسیف ومعاینة ما یلجئ الی الاسلام آہ قلت وقریب منه ما نقله فی الروح ایضا عن بعض الصوفیة ان الاسلام طوعا هو الانقیاد والامتثال لما امر الله تعالی من غیر معارضة ظلمة نفسانیة وحیلولة حجب الانانیة والاسلام کرها هو الانقیاد مع توسط المعارضات والوساوس وحیلولة الحجب والتعلق بالوسائط والاول مثل سلام الملئکة وبعض من فی الارض من المصطفین الاخیار والثانی مثل سلام الکثیرة ممن تقلبه الشکوک جنبا الی جنب حتی غدا یقول ؎

لقد طفت فی تلک المعاهد کلها
وسرحت طرفی بین تلک المعالم
فلم ار الا واضعا کف حائر
علی ذقن او قارعا سن نادم

آہ قال العبد الضعیف دلت الآیة علی التفسیر المذکور (ف ۱۵۷ ولا یعبأ باختلاف العنوانین) علی کفایة قسمی الایمان فلا یقنط من هجم علیه الوساوس من الوصول الی حضرة المقصود الحقیقی کما یعتریهم کثیرا ویکون ضعنا علی ابالة صنیع بعض (ف ۱۵۸) مدعی المشیخة من اقناطهم من المقصود انتهی القول

المتن قوله تعالی ان الذین کفروا بعد ایمانهم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم فی الروح ای لا توبة لهم حتی تقبل لانهم لم یوفقوا الیها فهو من قبیل الکنایة

وکرها (ترجمہ حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب افگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیاری سے) روح المعانی میں ہے کہ اس آیت کے معنی میں کئی قول ہیں اول یہ کہ اسلام طوعًا سے مراد وہ اسلام ہے جو علم سے ناشی ہو خواہ وہ علم استدلالی ہو جیسا ہم میں سے اکثر کو یہی حاصل ہے اور خواہ غیر استدلالی ہو جیسا ملئکہ کو ہے اور اسلام کرہًا سے مراد یہ ہے جو سیف سے اور ایسے امور کے معاینہ سے حاصل ہو جو اسلام کیطرف مضطر کردیں آہ اور اسی کے قریب وہ ہے جسکو روح ہی میں بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام طوعًا وہ ہے کہ اوامر حق تعالیٰ کا بدون معارضۂ ظلمت نفسانیت اور بدون حیلولۂ حجب انانیت کے امتثال و انقیاد ہو اور اسلام کرہًا وہ ہے کہ مع توسط معارضات و وساوس و حیلولت حجب و تعلق بالوسائط کے انقیاد ہو اول مثل اسلام ملئکہ اور بعض مقبولین اخیار اہل ارض کے ہے اور ثانی مثل اسلام ایسے لوگوں کے جنکو شکوک پہلو بہ پہلو الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں آہ احقر کہتا ہے کہ اس تفسیر مذکور پر (ف ۱۵۷) آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ دونوں قسم کے ایمان کافی ہیں سو جس شخص پر وساوس کا ہجوم ہو وہ بارگاہ مقصود حقیقی تک پہونچنے سے مایوس نہو جیسا ایسے لوگوں کو یہ امر بکثرت پیش آجاتا ہے اور دیا سلائی میں چنگاری بعض مدعیان مشیخت کی یہ حرکت ہوجاتی ہے کہ انکو مقصود سے ناامید کردیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانهم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم (ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہوگئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں اُن کی توبہ

ف ۱۵۷ عنوانین ای الاسلام طوعا والاسلام کرها ای الاول
ف ۱۵۸ [illegible]

اھ قال العبد الضعیف وکذلك عادة الله فی من مال الی طریق اهل الله ثم حاد عنها بطالة او انکارًا علیهم لم یوفق فی الاکثر للعود الیه بل یبقی مخذولًا وربما ینجر الی اشد من ذلك من عداوتهم او الانخلاع عن عظیم جزء من الدین انتهی القول۔

ہرگز قبول نہ ہوگی) روح المعانی میں ہے کہ وہ توبہ ہی نہیں کرتے تاکہ قبول ہو کیونکہ ان کو اس کی توفیق ہی نہیں ہوتی احقر کہتا ہے کہ یہی عادۃ اللہ ہے اس شخص کے بارہ میں جو اہل اللہ کے طریق کی طرف متوجہ ہوا ہو پھر تعطل یا انکار کی راہ سے اس سے اعراض کرلے تو اکثر پھر اس کی طرف عود کرنے کی اسکو توفیق نہیں ہوتی بلکہ وہ مخذول رہتا ہے پھر بعض اوقات یہ اس سے اشد کی طرف منجر ہوجاتا ہے کہ اہل طریق سے عداوت و نفرت رکھنے لگتا ہے پھر دین کے بڑے جزو سے خارج ہوجاتا ہے نعوذ باللہ منہ۔

المتن۔ قوله تعالی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون قال العبد الضعیف وینضم الیه مقدمة ضروریة وهی ان احب شیء الی الانسان هو نفسه طبعًا فدلت الآیة علی ما اولت به فی روح المعانی ففیه لن تنالوا البر الذی هو القرب من الله تعالی حتی تنفقوا مما تحبون ای بعضه والاشارة به الی النفس فانها اذا انفقت فی سبیل الله زال الحجاب الاعظم وهان کل انفاق بعدها وما تنفقوا من شیء فان الله به علیم فینبغی تحری ما یرضیه ویحکی عن بعضهم انه قال المنفقون علی اقسام فمنهم من ینفق علی ملاحظة الجزاء والعوض ومنهم من ینفق علی مراقبة دفع البلاء والمحن ومنهم من ینفق اکتفاء بعلمه والله تعالی در من قال ؎

و یهتز للمعروف فی طلب العلا لتذکر یومًا عند سلمی شمائله

قوله تعالی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (ترجمہ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکوگے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے) اور اس کے ساتھ ایک مقدمہ بدیہیہ منضم کرلیا جاوے اور وہ یہ کہ سب سے زیادہ محبوب چیز طبعًا انسان کو اپنی جان ہے تو آیت دال ہوئی اس پر کہ اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کے لئے بذل کرنا موقوف علیہ ہے بر اور قرب الٰہی کا۔

المتن قوله تعالی کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسه فی الروح قیل فائدة الاخبار بذلك تعلیم اهل المحبة ان یترکوا ما احب الیهم من الاطعمة الشهیة واللذائذ الدنیویة رغبة فیما عند الله تعالی

قوله تعالی کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسه (ترجمہ سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل باستثناء اس کے جسکو یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں) روح المعانی میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ فائدہ اس حکایت بیان فرمانے سے اہل محبت کو اسکی تعلیم دینا ہے کہ جو چیزیں ان کو محبوب ہیں جیسے مرغوب کھانے اور دنیوی لذائذ حق تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں کی طلب میں ان کو ترک کردیں۔

المتن قوله تعالی ومن یعتصم بالله فقد هدی

قوله تعالی ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی

خوف الخذلان علی انکار طریق اهل الله
بذل النفس وفناءها
فضیلة بعض ترک اللذات

الی صراط مستقیم قال العبد الضعیف فیه التبری عن غیر الله وهو من شعائر اهل الطریق وبعبرها[160] الاعتصام بما فی الروح وحقیقة الاعتصام عند بعضهم انجذاب القلب عن الاسباب التی هی الاصنام المعنویة والتبری الی الله تعالی من الحول والقوة وقیل الاعتصام للمحبین هو الالتجاء بطرح السوی ولاهل الحقائق رفع الاعتصام لمشاهدتهم انهم فی القبضة

صراط مستقیم (ترجمہ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے) روح المعانی میں ہے کہ اس اعتصام[160] کی حقیقت بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اسباب جو کہ اصنام معنویہ ہیں اُن سے قلب کا کشیدہ ہو جانا اور اپنے دعوی حول و قوت سے حق تعالیٰ کی طرف یکسو ہو جانا اور بعض نے کہا ہے کہ عشاق کا اعتصام یہ ہے کہ ماسوی کو ترک کرکے اسکی پناہ لیں اور اہل حقائق کا اعتصام یہ ہے کہ یہ مشاہدہ کرکے کہ ہم قبضہ میں ہیں اعتصام کو بھی مرتفع قرار دیا جاتے

ف ۱۶۰ التجرد عما سوی الله تعالی
ف ۱۶۰ ماسوی اللہ سے تجرد

المتن قوله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقاته الخ قال العبد الضعیف الایة صریحة فی مطلوبیة[161] طریق القوم فان حاصلها هو التقوی حق التقوی انتهی القول ولذا فسر فی الروح باب الاشارة بصون العهود وحفظ الحدود والخمود تحت جریان القضاء بنعت الرضاء اه

قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقاته الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق الخ) یہ آیت طریق قوم کی مطلوبیت[161] میں صریح ہے اسلئے کہ اس طریق کا حاصل یہی تقویٰ حق تقویٰ ہے۔

ف ۱۶۱ حاصل الطریق هو حق التقوی
ف ۱۶۱ طریق کا حاصل حق تقوی ہے۔

المتن قوله تعالی ولتکن منکم امة الی قوله تعالی واولئک هم المفلحون قال العبد الضعیف فیه[162] افضلیة اهل الارشاد علی غیرهم من اهل الطریق حیث مدحهم الله تعالی بکونهم مفلحین فانه لا شك فی دخولهم فی عموم قوله تعالی امة الخ انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر الخ (ترجمہ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل طریق میں سے جو اہل ارشاد[162] ہیں وہ غیر اہل ارشاد سے افضل ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے مفلحین سے اُن کی مدح فرمائی اور امة کے عموم میں داخل ہونا ظاہر ہی ہے۔

ف ۱۶۲ کون اهل الارشاد افضل من غیرهم
ف ۱۶۲ اہل ارشاد کا غیر اہل ارشاد سے افضل ہونا

المتن قوله تعالی کمثل ریح فیها صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسهم الخ فی الروح وانما وصفوا بذلك لان المراد الاشارة الی عدم الفائدة فی الدنیا والاخرة وهو انما یکون فی هلاك مال الکافر واما غیره فقد یثاب علی ما هلك له بصبره اه قال العبد الضعیف فالایة اذا دالة[163] علی ان مصیبة المقبولین لیست بمصیبة حقیقة وان کان صورة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ کمثل ریح فیها صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسهم (ترجمہ اُنکی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جسمیں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کے کھیتی کو جنھوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہے) روح المعانی میں ہے کہ ظلموا انفسهم کی قید اسلئے لگائی کہ مقصود کلام سے تو یہ بتلانا ہے کہ نہ دنیا میں فائدہ ہو نہ آخرت میں سو یہ بات صرف مال کافر کے ہلاک ہونے میں ہے رہا غیر کافر تو اس کو صبر کے سبب مال کے ہلاک ہونے پر اجر تو ملتا ہے آہ احقر کہتا ہے پس آیت اسپر دال[163] ہوئی کہ مقبولین کی مصیبت حقیقی مصیبت

ف ۱۶۳ مصیبة المقبولین لیست بمصیبة
ف ۱۶۳ مقبولین کی مصیبت واقعی مصیبت نہیں۔

نہیں محض صوری مصیبت ہے۔

المتن قوله تعالىٰ وان تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئا قال العبد الضعيف ربما يشاهد وصول الضرر من العدو مع الصبر والتقوى فالآية اذًا ف۱۶۴ محمولة على عدم الضرر الحقيقي لا على ما هو اعم من الضرر الصوري فدلت على ما دلت الآية السابقة ذكرا انتهى القول۔

المتن قوله تعالىٰ اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا والله وليهما قال العبد الضعيف الآية صريحة في ف۱۶۵ عدم التنافي بين حديث النفس بالمعصية وبين الولاية فان الظاهر كما في الروح ان هذا الهم لم يكن عن عزم وتصميم على مخالفة النبي صلى الله عليه وسلم ومفارقته لان ذلك لا يصدر مثله عن مؤمن بل كان مجرد حديث النفس ووسوسة كما في قوله ؎

اقول لها اذا جشأت وجاشت
مكانك تحمدي او تستريحي

ويؤيد ذلك قوله تعالىٰ وليهما المفيد لاستبعاد فشلهما او همهما مع كونهما في ولاية الله تعالىٰ اھ ملخصا

المتن - قوله تعالىٰ والكاظمين الغيظ الخ قال العبد الضعيف فيه ف۱۶۶ ان الغيظ الطبعي لا ينافي الكمال فان الآية مدح للكاملين وانما الكمال حفظ الحدود اذا غاظ كما يدل عليه المدح بالكظم انتهى القول۔

المتن قوله تعالىٰ ولم يصروا على ما فعلوا الخ في الروح اخرج ابن جرير عن الحسن انه قرأ الذين ينفقون في السراء والضراء الآية ثم قرأ والذين اذا فعلوا فاحشة الآية فقال ان هذين النعتين لنعت رجل واحد۔

قوله تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئا (ترجمہ اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو اُن لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکیگی) چونکہ بعض اوقات باوجود صبر و تقوی کے عدو کی جانب سے ضرر پہونچنا مشاہد ہوتا ہے پس آیت ضرر حقیقی کی نفی پر محمول ہوگی نہ مطلق ف۱۶۴ ضرر پر جو صوری کو بھی شامل ہو پس اس آیت کا بھی وہی مدلول ہوگا جو آیت سابقہ کا مدلول ہے۔

قوله تعالیٰ اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا والله وليهما (ترجمہ جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللہ تعالیٰ تو اُن لوگوں کا مددگار تھا) روح المعانی میں ہے کہ یہ ھم مرتبہ عزم میں نہ تھا چنانچہ واللہ ولیہما اس کا قرینہ ہے کیونکہ حمایت الٰہیہ میں ہوتے ہوئے ایسا امر مستبعد ہے بلکہ یہ محض حدیث النفس اور وسوسہ تھا آہ ملخصاً احقر کہتا ہے پس آیت صریح ہے اسمیں کہ حدیث ف۱۶۵ النفس بالمعصیۃ اور ولایت میں کوئی تنافی نہیں۔

قوله تعالیٰ والكاظمين الغيظ الخ (ترجمہ اور غصے کے ضبط کرنے والے) اس سے ثابت ف۱۶۶ ہوا کہ غیظ طبعی کمال کے منافی نہیں چنانچہ کظم کا موقوف غیظ پر ہونا ظاہر ہے۔

قوله تعالیٰ والذين اذا فعلوا الى قوله ولم يصروا على ما فعلوا الخ (ترجمہ اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے ہیں جسمیں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں الخ) روح میں ہے کہ حسن سے روایت ہے کہ یہی صفت اُسی کی ہے جسکی صفت الذین ینفقون فی السراء الخ ہے

ف۱۶۴ ضرر المقبولين ليس بضرر
۱۶۴ مقبولین کا ضرر واقعی ضرر نہیں۔

ف۱۶۵ عدم التنافي بين حديث النفس وبين الولاية
۱۶۵ حدیث النفس اور ولایت میں منافات نہیں۔

ف۱۶۶ الغضب الطبعي لا ينافي الكمال اذا حفظ الحدود
۱۶۶ غضب بشرط حفظ حدود منافی کمال نہیں۔

ثم يعد اسطر ولا يخفى انه على تقدير كون المعنيين نعت رجل واحد كما حكى عن الحسن (في الرواية التي مرت آنفا) يمكن ان يقال ان ذكر هذه الجملة عقيب تلك لما ذكره بعض المحققين (انها كالتذييل للكلام السابق كما ذكره في الروح ايض) واي مانع من الاخبار بانهم محبوبون عند الله تعالى وان الله تعالى منجز ما وعدهم ولابد وكونهم اذا اذنبوا استغفروا وتابوا لا ينافي كونهم محسنين اما اذا اريد من الاحسان الانعام على الغير فظاهر ف۱۶۷ واما اذا اريد به الاتيان بالاعمال على الوجه اللائق او ان تعبد الله تعالى كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك كما صرح به في الصحيح فلان ذلك لو نافى لزم ان لا يصدق المحسن الا على نحو المعصوم ولا يصدق على من عبد الله تعالى واطاعه مدة مديدة على اليق وجه واحسنه ثم عصاه لحظة فندم اشد الندم واستغفر سيد الاستغفار ولا اظن احدا يقول بذلك فتدبر اھ

اور اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہو جانا جبکہ توبہ کر لیں اور اصرار نہ کریں محسن ہونے کے منافی نہیں کیونکہ محسنین بھی انہیں کو فرمایا ہے اگر احسان سے مراد معنی متعارف یعنی دوسرے کو نفع پہونچانا ہو تب تو ظاہر ہے اور اگر احسان ف۱۶۷ کے وہ معنی ہوں جو حدیث میں ہے ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك تب اسلئے کہ اگر ان میں منافات ہو تو لازم آتا ہے کہ محسن اسی شخص پر صادق آوے جو معصوم کے درجہ کا ہو اور اس شخص پر صادق نہ آوے جس نے ایک مدت تک نہایت خوبی اور شائستگی کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کی ہو پھر ایک لحظہ کیلئے اس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو پھر وہ اس پر اشد درجہ نادم ہوا ہو اور اہتمام سے استغفار کر لیا ہو اور میرا خیال نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو سکے اھ

المتن قوله تعالى ولقد كنتم تمنون الموت الآية قال العبد الضعيف فيه جواز تمني الموت ف۱۶۸ اشتياقا الى السعادة الاخروية المتوقعة في الشهادة لا يقال انه تعالى انكر عليهم فلا احتجاج فيه لاني اقول لم ينكر على التمني بل انكر على ما ظهر منهم خلاف هذا التمني انتهى القول-

قوله تعالى ولقد كنتم تمنون الموت الآية (ترجمہ اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے الخ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر انکار فرمایا کہ تم سے اس تمنی کے خلاف افعال کیوں صادر ہوئے مگر نفس تمنی پر انکار نہیں فرمایا اس سے ف۱۶۸ معلوم ہوا کہ مطلق تمنی موت مذموم نہیں بلکہ وہ جب سعادت اخرویہ کے اشتیاق میں ہو جسکی توقع شہادت میں ہوتی ہے تو جائز ہے۔

المتن قوله تعالى افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم الآية قال العبد الضعيف لما كانت الآية عتابا لمن لم ينقلب وانما عمل عمل المنقلب من الانهزام والفزع الشديد فدلت ف۱۶۹ على ذم ما يقع من الفزع الشديد والاسف البالغ على موت احد من الشيوخ كما هو عادة اكثر المعتقدين من العوام بل الخواص ايض وكذا توهم بقاء الدين بلا خادم ولا ناصر انتهى القول

قوله تعالى- افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم (ترجمہ سو اگر آپکا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے) ظاہر ہے کہ یہاں صحابہ سے انقلاب کا وقوع نہ ہوا تھا البتہ انقلاب والوں کا سا کچھ عمل ہو گیا تھا جیسے ہزیمت اور جزع فزع شدید اس بنا پر آیت سے ف۱۶۹ معلوم ہوا کہ کسی بڑے کے مرجانے پر فزع شدید اور سخت رنج کرنا جیسا کہ اکثر معتقدین عوام بلکہ خواص کا بھی طرز ہے مذموم ہے اور

ولقد احسن صاحب الروح فی التعبیر عن هذا المعنی فقال والاشارة فی ذلك الی انه تعالیٰ عاتب من تزلزل لذهاب الواسطة العظمی عن البین وهو مناف لمشاهدة الحق ومعاینته اه

تقصیر الاستغراق — استغراق کی کمی

اسی طرح یہ توہم کرنا کہ اب کوئی دین کا حامی وخادم نہ رہا یہ بھی مذموم ہے اور روح میں ہے کہ آیت میں اس شخص کے عتاب کی طرف اشارہ ہے جو درمیان میں سے واسطہ کے فوت ہو جانے سے متزلزل ہو جاوے کیونکہ یہ مشاہدہ حق کے منافی ہے آہ

الحاشیة - قوله تعالیٰ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا الایة ای واردا من الطافه ظهر فی صورة النعاس وهو السکینة الرحمانیة۔

قوله تعالیٰ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا (ترجمہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ) بعض اوقات الطاف آلہیہ کا کوئی وارد بشکل نعاس ظاہر ہوتا ہے اور وہ سکینہ رحمانیہ ہے کذا فی الروح۔

قوله تعالیٰ ولیبتلی الله ما فی صدورکم ای یمتحن ما فی استعدادکم من الصدق والاخلاص والتوکل ونحو ذلك من الاخلاق ویخرجها من القوة الی الفعل ولیمحص ما فی قلوبکم ای یخلص ما برز من مکمن الصدر الی مخزن القلب من غش الوساوس وخواطر النفس فان البلاء سوط یسوق الله تعالیٰ به عباده الیه ولهذا ورد اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء فالامثل فالامثل ولله تعالیٰ در من قال

مصلحة البلاء ومنه القبض — بلا کی مصلحت جس میں باب قبض بھی آ گیا

قوله تعالیٰ ولیبتلی الله ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم (ترجمہ اور یہ جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کو صاف کر دے) یعنی تمہاری استعداد میں جو صدق و اخلاص و توکل وغیرہ ہے اس کا اسطرح امتحان فرماوے کہ اسکو قوت سے فعل کی طرف لاوے اور قلب میں جو کچھ وساوس و خواطر النفس کا میل کچیل ہے اسکو دور کرے کیونکہ بلا میں یہ خاصیت ہے کذا فی الروح۔

لله در النائبات فانها ما کنت الا زبرة فطبعتنی

صدأ اللئام وصیقل الاحرار سیفا واطلع صرفهن غراری

وذلك لانهم ینقطعون الی الحق ولا یظهر علی کل منهم الا ما فی مکمن استعداده۔

قوله تعالیٰ انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا من الذنوب لانها تورث الظلمة والشیطان لا مجال له علی ابن آدم بالتزیین الا اذا وجد ظلمة فی القلب وفی الروح فی تفسیر اهل الظاهر یراد ببعض ما کسبوا اما الذنوب السابقة ومعنی السببیة انجرارها الیه لان الذنب یجر الذنب کما ان الطاعة تجر الطاعة واما الذنوب السابقة لا بطریق الانجرار بل لکراهة الجهاد معها فقد قال الزجاج ان الشیطان ذکرهم

بعض الخطایا الی ظلمة فی المعصیة — معاصی کی بعض خاصیت باعث ظلمت ہے

قوله تعالیٰ انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا (ترجمہ اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال کے سبب سے) وجہ یہ کہ ذنوب سے ظلمت پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا قابو اسی وقت ہوتا ہے جب قلب میں ظلمت پاتا ہے اور روح المعانی میں زجاج سے نقل کیا ہے کہ شیطان نے ان کو بعضے وہ گناہ یاد دلائے جنکو لیکر حق تعالیٰ سے ملنا ان کو خوش معلوم نہ ہوا اسلئے وہ جہاد سے ہٹ گئے تاکہ وہ اپنی حالت کی درستی کر

الطلبا لمصر کرھوا لقاء الله تعالیٰ بهما فاخروا الجهاد ولو احیوا یصلحوا امرھم ویجاھدوا علی حال مرضیة آہ قال العبد الضعیف وعلی تفسیر الزجاج فی الآیة اصل لما اشتهر عن الشیخ الاکبر رحمه الله تعالیٰ انه

پسندیدہ حالت پر جہاد کریں اور خدا تعالیٰ سے ملیں آہ احقر کہتا ہے کہ زجاج کی تفسیر پر آیت اصل ہے اس مقولہ کی جو شیخ اکبر سے مشہور ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد پھر گناہوں کو یاد کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ بندہ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں۔

لا ینبغی بعد التوبة الکاملة تذکر المعاصی فانها تکون حجابا بینه وبین الله تعالیٰ۔ انتھی القول

قوله تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرة من الله ورحمة خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لا لی الله تحشرون فی الروح وزعم بعض ان فی الآیة تقسیم مقامات العبودیة الی ثلثة اقسام فمن عبد الله تعالیٰ خوفا من نار آمنه مما یخاف والیه الاشارة بقوله تعالیٰ لمغفرة من الله ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی جنته اناله ما یرجو والیه الاشارة بقوله سبحانه ورحمة لان الرحمة من اسماء الجنة ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی وجهه الکریم لا یرید غیره فهو العبد المخلص الذی یتجلی علیه الحق جل جلاله فی دار کرامته والیه الاشارة بقوله عز اسمه لا لی الله تحشرون ولا یخفی انه من باب التاویل لا من قبیل التفسیر۔

قوله تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرة من الله ورحمة خیر مما یجمعون (ترجمہ اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں) اسمیں قتل و موت فی سبیل اللہ کی جزا میں مغفرت و رحمت کو فرمایا ہے ولئن متم او قتلتم لا لی الله تحشرون (ترجمہ اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے) اسمیں موت و قتل کی جزا میں حشر الی اللہ کو فرمایا ہے اس تفاوت کی وجہ میں بعض نے بطریق تاویل نہ کہ بطریق تفسیر یہ کہا ہے کہ اول آیت میں اُن کا ذکر ہے جو نار و جنت کے سبب عبادت کرتے ہیں اور دوسری آیت میں اُن کا ذکر ہے جو خاص اُسکی ذات ہی کو مقصود سمجھتے ہیں تو اُسپر خاص تجلی ہوگی کذا فی الروح۔

المتن قوله تعالیٰ وشاورھم فی الامر فی الروح وفائدتها الاستظهار برایهم ویؤید ذلك ما اخرجه الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما وفیه لو کانت

قوله تعالیٰ وشاورھم فی الامر (ترجمہ اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے) روح میں ہے کہ فائدہ اس مشورہ لینے کا اُن کی رائے سے مدد اور قوت لینا آہ احقر کہتا ہے تو اس بنا پر آیت اسپر بھی دال ہے کہ بعض احوال میں بعض نفع تابع سے متبوع کو پہنچ جاتا ہے۔

المشورة بمجرد تطییب النفوس دون الاستظهار کان لمشاورة ای واحد منهم (ای من الصحابة) وان لم یکن من ارباب الرای وجه قال العبد وما ورد کما اخرج ابن عدی والبیهقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباس قال لما نزلت وشاورھم فی الامر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ان الله ورسوله لغنیان منها ولکن جعلها الله تعالیٰ رحمة لامتی الحدیث وبه احتج من قال انها کانت لتطییب

انفسهم فقط فمعناه ان الله غني بالفعل ورسوله بالقوة بحيث لو لم تشرع له المشاورة هداه الى الصواب وحيًا وقال العبد ان الاية على هذا دالة على وصول بعض النفع من التابع الى المتبوع فى بعض الاحوال انتهى القول۔

المتن قوله تعالىٰ ويعلمهم الكتاب والحكمة فى مجموع الاية اثبات تعليم الاسرار وتعليم لبعض طرق السلوك على ما يقال كما فى الروح ان المراد من تلاوة الآيات تلاوة ما يوحى اليه صلى الله عليه وسلم من الايات الدالة على التوحيد والنبوة ومن التزكية الدعاء الى الكلمة الطيبة المتضمنة للشهادة لله تعالىٰ بالتوحيد ولنبيه عليه الصلوٰة والسلام بالرسالة وبتعليم الكتاب تعليم الفاظ القرآن وكيفية ادائه ليتهيأ لهم بذلك اقامة عماد الدين وبتعليم الحكمة الايقاف على الاسرار المخبوءة فى خزائن كلام الله تعالىٰ وحينئذ امر ترتيب هذه المتعاطفات ظاهر اذ حاصل ذلك انه صلى الله عليه وسلم يمهد سبل التوحيد ويدعو اليه ويعلم ما يلزم بعد التلبس ويزيد على الزبد شهدًا فقدم التلاوة لانها من باب التمهيد ثم التزكية لانها بعده وهى اول امر يحصل منه صفة يتلبس بها المومنون وهى من قبيل التخلية المتقدمة على التحلية لان درء المفاسد اولى من جلب المصالح ثم التعلم لانه انما يحتاج اليه بعد الايمان بقى امر تقديم التعليم على التزكية فى آية البقرة ولعله كان ايذانا بشرافة التحلية كما اشرنا اليه هنالك فتامل آه قال العبد الضعيف ويمكن ان يشار بهذا التقديم تقديم التحلية على التخلية احيانًا وكلا الطريقين شائع فى القوم انتهى القول۔

قوله تعالىٰ ويعلمهم الكتاب والحكمة (ترجمہ اور اُن کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں) مجموع آیت میں ایک تو علم اسرار کا اثبات ہے اور نیز بعض طرق سلوک کی تعلیم ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ تلاوت سے مراد آیات توحید و نبوت کی تبلیغ ہے اور تزکیہ سے مراد کلمہ طیبہ کی طرف بلانا جو توحید و رسالت پر دال ہے (کہ وہ سبب ہے شرک سے پاک ہونیکا) اور تعلیم کتاب سے مراد الفاظ قرآن کی تعلیم اور تعلیم حکمت سے مراد اسرار قرآنیہ پر واقف بنانا ہے پس اول تلاوت ہے کیونکہ وہ تمہید ہے پھر تزکیہ جسکی ساتھ سب سے اول مومن موصوف ہوتا ہے پھر تعلیم جسکی حاجت بعد ایمان کے ہوگی پس اس سے تخلیہ کی (تزکیہ اُسکی ایک فرد ہے) تقدیم تحلیہ پر (کہ تعلیم اُسکی ایک فرد ہے) مفہوم ہوئی اب یہ بات رہگئی کہ آیت بقرہ میں تزکیہ پر تعلیم کو کیوں مقدم فرمادیا سو شاید اسمیں تنبیہ ہو تحلیہ کے شرف پر آہ اور احقر کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ اسمیں اشارہ اس طرف ہو کہ گاہے کسی مقتضی کے سبب تحلیہ کو تخلیہ پر مقدم کردیا جاتا ہے اور قوم میں دونوں طریقے معمول بہ ہیں۔

المتن - قوله تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما آتاهم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولا هم یحزنون فی الروح یدل من الذین بدل اشتمال مبین لکون استبشارهم بحال اخوانهم لا بذواتهم ای یستبشرون بما تبین لهم من حسن حال اخوانهم الذین ترکوهم احیاء وهو انهم عند قتلهم فی سبیل الله تعالیٰ یفوزون کما فازوا ویحوزون من النعیم کما حازوا والی هذا ذهب ابن جریج وقتادة آه

قوله تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله الی قوله ولا هم یحزنون (ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو مردہ مت خیال کرالخ) حاصل یہ کہ جن لوگوں کو شہداء کے مارے جانے پر حسرت تھی اُن کو سنایا جاتا ہے کہ تم اسکی تمنا مت کرو کہ وہ دنیا میں رہتے بلکہ خود وہ شہداء تمھاری نسبت یہ خوشی منارہے ہیں کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو تم بھی اُن ہی کی طرح نعیم سے فائز ہو فی الروح والی ہذا ذہب ابن جریج وقتادہ پس یہ اسی کی نظیر[180] ہے جو اہل جہاد اکبر میں اور محجوبین میں واقع ہو رہا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے اپنی حالت پر ہونے کی تمنا کر رہا ہے۔

قال العبد الضعیف وهو نظیر ما[180] وقع بین اهل الجهاد الاکبر وبین المحجوبین من ان الآخرین کما یتمنون کون الاولین علی مثل حالهم کذلك الاولون یتمنون کون الآخرین علی مثل حالهم انتهی القول۔

المتن قوله تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءه فلا تخافوهم قال العبد الضعیف فیه[181] اصل للمقالة المنقولة عن بعضهم بعد تلاوة الاستعاذة ایها الشیطان لا تزعم باستعاذتی انی اخافك او انك تعظم فی قلبی فانما استعذت امتثالا لامر الله تعالیٰ والا فانك اخس فی عینی من ان استعیذ منك انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم (ترجمہ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم اُس سے مت ڈرنا) اسمیں اُس مقولہ کی اصل[181] ہے جو بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اعوذ باللہ پڑھی پھر شیطان سے خطاب کیا کہ تو میرے استعاذہ سے یہ نہ سمجھنا کہ میں تجھسے ڈرتا ہوں یا میں تجھکو اپنے دل میں کچھ باوقعت سمجھتا ہوں میں نے محض امتثالاً لامر اللہ استعاذہ پڑھ لیا ہے ورنہ تو میری آنکھ میں اتنی قدر نہیں رکھتا کہ میں تجھ سے استعاذہ کروں۔

المتن قوله تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لهم خیر لانفسهم انما نملی لهم لیزدادوا اثما قال العبد الضعیف فیه اشارة الی عدم[182] الاغترار بالبسط مع المعصیة انما الخیر فی هذه الحالة هو القبض الذی یتنبه به علی تقصیره فیتوب فان المعصیة احد اسباب القبض فیتوب ولو احتمالا انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لہم خیر لانفسہم انما نملی لہم لیزدادوا اثما (ترجمہ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا اُن کو مہلت دینا اُن کے لئے بہتر ہے ہم اُن کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جسمیں جرم میں اُن کو اور ترقی ہو جاوے) اسمیں اس طرف بھی[183] اشارہ ہے کہ اگر معصیت کے ساتھ بسط رہے تو اُس پر مغرور نہ ہو بلکہ اس حالت میں خیر قبض ہی میں ہے جس سے متنبہ ہو کر توبہ کر لے کیونکہ احتمالاً اسباب قبض میں سے معصیت بھی ہے۔

[180] تمنی اہل الجہاد الاکبر [illegible]
[181] اصل قول بعض [illegible] للشیطان [illegible]
[182] عدم الاغترار بالبسط مع المعصیۃ
[183] معصیت کے ساتھ بسط ہونے پر مغرور نہ ہو

المتن قوله تعالیٰ الذین قالوا ان الله عهد الینا ان لا نؤمن برسول حتی یأتینا بقربان تأکله النار قال العبد الضعیف فیه رد[183] علی من یشترط لاعتقاده معاینة الخوارق والکرامات فی الروح ان دعوی اولئك الیهود هذا العهد من مفتریاتهم واباطیلهم لان اکل النار القربان لم یوجب الایمان الا بکونه معجزة فهو وسائر المعجزات سواء فی ذلك اه

قوله تعالیٰ الذین قالوا ان الله عهد الینا ان لا نؤمن برسول حتی یأتینا بقربان تأکله النار (ترجمہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آگ کھا جاوے) اسمیں اس[183] شخص پر رد ہے جو معتقد ہونے کا معیار خوارق وکرامات کو قرار دے۔

المتن قوله تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز قال العبد الضعیف تسمیته[184] تعالیٰ دخول الجنة والنجاة من النار فوزاً دلیل علی بطلان من ادعی الاستغناء عنهما نعم من کان غالباً علیه الحال فلا کلام فی عذره انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز (ترجمہ تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا) حق تعالیٰ کا اسکو فوز فرمانا اس شخص کے بطلان[185] پر دلیل ہے جو جنت و نار سے استغناء کا دعویٰ کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاویگا۔

المتن قوله تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب قال العبد الضعیف فیه ذم[185] ما علیه اکثر متصوفی زماننا من انجل حدیث مجلسهم مدحهم بکمالات لیست فیهم ولیس قید الذم فان حب المدح بما یوجد فیه مذموم ایضاً وانما التقیید بخصوصیة الواقعة التی نزلت الآیة فیها انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب (ترجمہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اسپر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے) اسمیں اس زمانہ[186] کے مدعیان تصوف کی اس عادت کی مذمت ہے کہ ان کی مجالس کے تذکروں کا زیادہ حصہ ان کی مدح ایسے کمالات کے ساتھ ہوتی ہے جن سے وہ کورے ہیں اور یہ مالم یفعلوا اس ذم کی قید نہیں کیونکہ کمال موجودہ سے مدح بھی مذموم ہے یہ قید خصوصیت قصہ نزول کے سبب ہے۔

المتن قوله تعالیٰ الذین یذکرون الله قیاماً وقعوداً وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض قال العبد الضعیف فی الآیة مسئلتان الاولیٰ ان الفکر[187] عبادة ایضاً کما ان الذکر عبادة الثانیة ان محل الفکر هو الخلق حیث قید الفکر

قوله تعالیٰ الذین یذکرون الله قیاماً وقعوداً وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض (ترجمہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ فکر[187] بھی مثل ذکر کے

بخلق السموات والارض ومن ثم قالوا لا تفکروا فی ذات اللہ انتہی القول

عبادت ہے دوسرا یہ کہ فکر کا محل خلق ہے نہ کہ خالق کی ذات۔

المتن قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت هذا باطلا قال العبد الضعیف لما کان الباطل لمعدوم والعبث مثبت فیہ ان مانقل عن بعض الاکابر ان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود ماؤل بان المراد مرتبۃ الاتصاف الحقیقی ولو بالواسطۃ وہی واسطۃ فی الثبوت کحرکۃ المفتاح بحرکۃ الید لا نفی الاتصاف المجازی وہی واسطۃ فی العروض کحرکۃ الجالس بحرکۃ السفینۃ ولم یدل علی خلافہ دلیل سمعی ولا عقلی وقد یستعمل الباطل بمعنی الفانی وعلیہ ورد فی الحدیث الا کل شیء ما خلا اللہ باطل + والقرینۃ علیہ مابعدہ من قولہ + وکل نعیم لا محالۃ زائل + انتہی القول +

قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت هذا باطلا (ترجمہ اے پروردگار آپ نے اسکو لایعنی پیدا نہیں کیا) چونکہ باطل میں معدوم بھی داخل ہے اور اس آیت میں اسکی نفی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر کا یہ مقولہ ف ۱۸۷ کہ ممکنات نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ماؤل ہے اور تاویل یہ ہے کہ مراد اتصاف حقیقی کا مرتبہ ہے جو واسطہ فی الثبوت میں ہوتا ہے نہ کہ اتصاف مجازی جو واسطہ فی العروض میں ہوتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الآیۃ قالوا فی تفسیر رابطوا ای اقیموا فی الثغور رابطین خیولکم فیہا حابسین لہا مترصدین للغزو ومستعدین لہ بالغین فی ذلک المبلغ الاوفی اکثر من اعدائکم واخرج مالک والشافعی واحمد ومسلم عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم بما یمحو اللہ تعالیٰ الخطایا ویرفع بہ الدرجات اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فدل ف ۱۸۹ مجموع الآیۃ والحدیث علی عموم المرابطۃ مرابطۃ ثغر ومرابطۃ نفس وهذا الاصل تسمیۃ مجاهدۃ النفس بالجهاد فی قولہم هذا هو الجهاد الاکبر وانما سمی اکبر باعتبار ان الاخلاص الذی هو من مرابطۃ النفس شرط لاعتبار الجهاد الظاهری ولیس اکبریتہ من کل الوجوہ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا (ترجمہ اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو) رباط کی تفسیر مرابطہ ثغر سے ظاہر ہے اور حدیث میں اسباغ وضو و انتظار صلوۃ وغیرہ کو رباط فرمایا ہے جو کہ مرابطہ نفس ہے پس مجموعہ آیت و حدیث ف ۱۹۰ سے جہاد نفس پر جہاد کے اطلاق کی اصل نکلی

قد تمت سورۃ آل عمران ویتلیہا سورۃ النساء ان شاء اللہ تعالیٰ

ختم ہوئی سورۃ آل عمران اور آگے سورۃ النساء آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

ف ۱۸۷ [illegible] بان الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود [illegible]

ف ۱۸۸ [illegible]

ف ۱۸۹ [illegible]

ف ۱۹۰ اصل اطلاق الجہاد علی مجاہدۃ النفس [illegible]

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في آخر التمهيد

سورة ال عمران

قوله تعالىٰ ويحذركم الله نفسه وهذه الآية وامثالها دالة ظاهرة على صدق مقالة المشائخ حيث قالوا ان العارف لا يخاف الا ذاته تعالىٰ ولا يخاف عذاب النار ولا فوات نعيم الجنة ولا الدنيا بجميع ما فيها ويدل على مثل ذالك ايضًا قول النبي صلى الله عليه وسلم اللهم اني اعوذ بك منك ـ

قوله تعالىٰ والى الله المصير يعني الى الله نفسه وذاته مصير كل بر وفاجر وكل قريب وبعيد فاما الفاجر فمصيره السعير المسجر بحطب الغضب المسعر السخط والانتقام والمقت من الحق تعالىٰ وكل ذالك صفات الله تعالىٰ واما مصير الابرار الى الله تعالىٰ في دار السلام والى الدرجات العلىٰ ـ

قوله تعالىٰ قل ان كنتم تحبون الله المحبة اصلها الارادة فتنمو وتزداد الى ان تصير محبة ثم لا تزال تزداد حتى تكمل اما الشوق والعشق فهي محبة ملتهبة والالتهاب انما يحصل عند ازدياد المحبة مع فقد الوصل ـ

اضافہ از ترجمہ رسالہ تائید

سورۂ آل عمران

قولہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ اور یہ آیتیں اور جو انکی مانند ہیں مشائخ کے اس مقولہ کے صدق پر کھلی دلالت کر رہی ہیں جو ان حضرات نے فرمایا ہے کہ عارف بجز ذات خدائے برتر کے کسی چیز سے نہیں ڈرتا اور نہ عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ نعیم جنت کے فوت ہونے سے اور نہ تمام دنیا کو فوت ہونے سے اور ایسی ہی مضمون پر قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دلالت کرتا ہے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آپکی آپ سے۔

قولہ تعالیٰ والی اللہ المصیر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہر نیکوکار اور ہر بدکردار اور ہر قرب والے اور ہر بُعد والے کا لوٹنا ہے سو بدکردار کا لوٹنا تو دوزخ کی طرف ہوگا جو غضب کی لکڑیوں سے روشن کیگئی ہے اور حق تعالیٰ کے غصہ اور انتقام اور ناخوشی کے ایندھن سے بھڑکائی گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں اور نیکوکاروں کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف دار السلام میں اور بلند درجوں کی طرف ہوگا۔

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ محبت کی بنیاد ارادہ ہے پھر وہ ترقی کرتا رہتا اور بڑھتا رہتا ہے یہانتک کے محبت ہوجاتا ہے پھر محبت بڑھتی رہتی ہے حتی کہ کامل ہوجاتی ہے لیکن شوق اور عشق سو وہ محبت مشتعلہ کو کہتے ہیں اور اشتعال اسوقت ہوتا ہے جب محبت ترقی پر ہو اور وصال مفقود ہو۔

(باقی آئندہ)

فان حصل الوصال زال الالتهاب ولا يزال يزداد لمن يزداد حتی يکمل واذا اکمل مع الوصل فهو الرضوان وليس الشوق والالتهاب ان يکون المحبة کاملة بل ربما يکون ناقصة ومع هذا يلتهب التهابا محرقا لفقد الوصال فافهم

پھر اگر وصال حاصل ہو گیا تو اشتعال جاتا رہتا ہو اور وہ محبت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے جسکی بڑھتی ہو یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور جب محبت وصال کے ساتھ کامل ہو جاتی ہے تو اس کا نام رضا ہے اور شوق اور اشتعال کیلئے کمال محبت لازم نہیں بلکہ بسا اوقات محبت ناقص ہوتی ہے اور باوجود اسکے وصال مفقود ہونیکی وجہ سے اسمیں سخت اشتعال سوزندہ ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ - انی نذرت لك ما فی بطنی محررا يعنی عبدا خالصا عن کل شئ سوی عبودتيك يقال طين حرای خالص صاف والحرية اعلی مقامات الاولياء فی العبودية وغلط اهل الاباحة ظنوا ان الحرية النفس عن عبودية الحق بارتفاع التکاليف عنه هذا باطل تلقوها من الشهوة والهوی فان الحرية کمال العبودية صفاء و خلوصا۔

قوله تعالیٰ انی نذرت لك ما فی بطنی محررا یعنی بجز آپ کی بندگی کے اور سب چیزوں سے اسکو خالص کر دیا چنانچہ کہا جاتا ہے طین حر یعنی خالص اور صاف مٹی اور حریت اولیاء اللہ کا اعلیٰ مقامات عبودیت سے ہے اور اہل اباحت نے غلطی کی کہ اس سے یہ سمجھ گئے کہ تکلیف شرعی مرتفع ہو کر نفس خدا کی بندگی سے آزاد ہو جاوے اور یہ محض باطل ہے جسکو انھوں نے محض شہوت اور خواہش نفسانی کی وجہ سے اختیار کیا ہے کیونکہ حریت تو یہ ہے کہ بندگی میں اعلیٰ درجہ کی صفائی اور خلوص ہو جاوے۔

قوله تعالیٰ قال يمريم انی لك هذا کان فی لك الرزق فاکمة لمريم صلوات الله عليها ولم تکن نبية فدل علی ان ذلك کرامة لها وليس معجزة لزکريا النبی عليه السلام لان زکريا لم يعلم بذلك وتعجب ولم تقل معجزتك

قوله تعالیٰ قال یمریم انی لك هذا الآیة یہ رزق مریم علیہا السلام کے لئے ایک میوہ تھا اور آپ پیغمبر نہیں ہو اس سے ثابت ہوا کہ یہ اُن کی کرامت تھی اور زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہ تھا کیونکہ اول تو زکریا علیہ السلام کو اسکی خبر نہیں ہوئی اور آپنے تعجب ظاہر فرمایا اور دوسرے مریم علیہا السلام نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ آپکا معجزہ ہے۔

قوله تعالیٰ حاکيا وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله وهذا يدل علی صحة ما قال المشايخ ان العبد يتخلق باخلاق الله اضافا ابراء الاکمه والابرص واحياء الموتی الی عيسی عليه السلام وقيد باذن الله وهذا عند مشايخ الصوفية غير محال ان يقدر الله من شاء من عباده علی ذلك

قوله تعالیٰ حاکیا وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله۔ یہ مضمون مشائخ صوفیہ کے اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ اخلاق خداوندی سے متصف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مادر زاد اندھے اور جذامی کے اچھا کرنے اور مردوں کے زندہ کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا اور اذن الٰہی کی قید لگا دی اور یہ مشائخ صوفیہ

نزدیک محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے اسپر قادر کردے۔

قوله تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله هذه الآية دالة على بطلان قول الحلولية من الصوفية يقولون ان الانسان الفاهم العالم العامل هو الرب القايم في شخص الانسان اذا يرى شيئا فانما يرى الرب بالرب ويسمع الرب بالرب ويعلم الرب بالرب ومنها اثبت الوحدانية ومن قال بالحلول قال باكثر من واحد۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ یہ آیت ان لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتی ہے جو صوفیہ میں سے حلول کے قائل ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان سمجھدار با علم و عمل رب ہے جو انسان کی صورت میں قائم ہے جب وہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو گویا رب بذریعہ رب کے دیکھتا ہے اور رب بذریعہ رب کے سنتا ہے اور رب بذریعہ رب کے علم رکھتا ہے حالانکہ اس مقام پر وحدانیت کو ثابت فرمایا ہے اور جو لوگ حلول کے قائل ہیں وہ واحد سے زیادہ کے قائل ہیں (پس اُن کا قول منافی آیت کے ہوا)

قوله تعالیٰ ولكن كونوا ربانيين اي كونوا متخلقين باخلاق ربكم مبصرين ببصائر قلوبكم والرباني منسوب الى الرب تعالیٰ بالعبودية له فكون العبد ربا مستحيل وكونه ربانيا مطلوب جميل۔

قولہ تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین یعنی تم اپنے پروردگار کے اخلاق کے ساتھ متصف ہو جاؤ اپنے قلوب کی بصیرت سے مبصر ہو جاؤ اور ربانی منسوب ہو رب برتر کی طرف بندگی کے طور پر تو بندہ کا رب ہونا محال ہے اور اس کا ربانی ہونا مطلوب و خوبی ہے۔

قوله تعالیٰ ولا يأمركم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا المشائخ قالوا ان اتخاذ الملئكة اربابا هو ذكرهم بالقلب والتفات اليهم بخاطر القلب وخطرات السر قال ابن عطاء اياك ان تلاحظ مخلوقا وانت تجد الى ملاحظة الحق سبيلا قال الواسطي في هذه الآية لا يخطرن باسراركم تعظيمهم ولا الفكر في صفاتهم (قلت المراد ملاحظة مقصودة والا فملاحظة الخلق بالشفقة والرحمة او من حيث ان الله تعالیٰ اوجب الايمان بالنبيين والملئكة فمطلوب في الشرع)۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکة والنبیین اربابا مشائخ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کو رب بنانا یہ ہے کہ اُن کا دل سے ذکر کرے اور ان کی طرف خطرہ قلبی و خطرات سِری سے التفات کرے ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی طرف التفات کرنے سے بچے رہو جبکہ التفات الی الحق کے اسباب میسر ہیں۔ واسطی رحمہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ تمھارے باطن میں اُن کی تعظیم کا خطرہ نہ واقع ہو اور نہ اُن کے اوصاف میں غور کرنے کا خطرہ واقع ہو (میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ مقصود کے طور پر یہ التفات نہ ہو ورنہ شفقت اور رحمت کے ساتھ خلق کی طرف التفات کرنا اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور فرشتوں کی ساتھ ایمان لانے کو واجب کہا ہے خود شریعت میں مطلوب ہے)

قوله تعالیٰ الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم يعني يذكرون الله في جميع الاحوال

قولہ تعالیٰ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم یعنی اللہ کا ذکر سب حالتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں

دائماً ابداً لان احوال الناس لا یخرج من هذه الاحوال الثلثة وهو القیام والقعود والاضطجاع ثم لا بد للانسان من النوم والاکل والشرب فعلم ان المراد منه الذکر بالروح والقلب فانه یمکن فی الاحوال کلها (ای هو اعظم فرد من المراد لا انه ینحصر فیه المراد)۔

تمت الملحقة

کیونکہ آدمیوں کے حالات ان احوال ثلثہ سے باہر نہیں ہوتے اور وہ کھڑا ہونا ہے اور بیٹھنا ہے اور لیٹنا ہے پھر انسان کیلئے سونا اور کھانا اور پینا بھی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ مراد اس سے ذکر روحی اور قلبی ہے کیونکہ وہ جمیع احوال میں ممکن ہے۔ (یعنی وہ مراد کی فرد اعظم ہے نہ یہ کہ مراد اسی میں منحصر ہے)۔

اضافہ تمام ہوا

سورۃ النساء

قوله تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء فیه التلذذ بالمباحات والاکثار منها وانتخاب الطیب منها وانه مالم یکن فیه افراط لا ینافی الزهد واما الذی یخاف الافراط او التفریط فالاسلم له الاقتصار علی القدر الضروری منها ولذلك اشار تعالیٰ لمثل هذا الرجل الی هذا الاقتصار فی قوله فواحدة وذکر حکمته فی قوله ذلك ان لا تعولوا۔

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (ترجمہ تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کرلو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اسمیں کسیقدر کثرت بھی کرنا اور انمیں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جبکہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں البتہ جس شخص کو افراط و تفریط کا اندیشہ ہو اسکے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اسی واسطے ایسے شخص کیلئے اقتصار کرنے کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا ہے فواحدة اور ذلك ادنی ان لا تعولوا میں اسکی ایسی ہی حکمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا ہے

۵ ولما کان الغالب الآن مضامین المتن للوجه المذکورة فی الحاشیة علی عنوان سورة آل عمران وکان اکثرها من نفسی ترکت الالتزام المذکور فی التمهید من جعل تفسیر روح المعانی اصلا وعدم الاحتیاج الی ذکر النسبة الیه وابتداء المضمون الیه بقول قال العبد الضعیف بانی حیث لا اذکر الحوالة کان من نفسی وحیث کان من غیری روحا کان او غیره ذکرت الحوالة فیه لما کان فی الالتزام المذکور من التطویل وکثرة التکرار فی کل موضع کان فی الطرز السابق مثل هذا التکرار فی النسبة الی الروح فقط وکذا لا اذکر بعین هذا الوجه لفظ المتن فی العنوان نعم اذکر لفظ الحاشیة فما لم یذکر فیه عنوان فهو من المتن ۱۲ منه۔

قوله تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منه نفسا فکلوه فیه عدم الاستنکاف (ف ۱۹۱) من قبول هدیة من هو دونه فی الرتبة۔

قوله تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منه نفسا فکلوه (ترجمہ ہاں اگر وہ عورتیں خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر کا کوئی جزو تو تم اسکو کھاؤ) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ اپنے (ف ۱۹۱) سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے۔

قوله تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالکم الخ فیه عدم تفویض شیٔ الی غیر اهله ویقاس المناصب علی الاموال ومن المناصب خدمة التعلیم والتربیة للطالبین فینبغی اشد الاحتیاط (ف ۱۹۲) فی الاذن بذلك وکان فی قوله تعالیٰ وابتلوا الیتامی الخ کما فی روح المعانی اشارة الی اختبار الناقصین من السائرین وفیه والمراد ایضا ایناس الکمل من الشیخ ان یخلفوا ویاذنوا بالارشاد من یصلح لذلك من المریدین السالکین علی ایدیهم آه۔

قوله تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالکم الخ (ترجمہ اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو الخ) اس سے یہ قاعدہ منضبط (ف ۱۹۲) ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کو سپرد نہ کیجاوے اور اموال پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور منجملہ مناصب کے طالبین کی تعلیم و تربیت کی خدمت ہے سو کسی کو ماذون (ف ۱۹۳) (خلیفہ) بنانے میں نہایت احتیاط چاہیئے اور جسطرح اموال کے بارہ میں وابتلوا الیتامی میں جانچ کرنے کا حکم ہے اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بدرجہ اولیٰ امتحان کرنا ضروری ہوگا۔

قوله تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفهم ذریة ضعافا خافوا علیهم۔ فیه اصل عظیم من باب الاخلاق انه لا یرضی (ف ۱۹۴) لغیره ما لا یرضی لنفسه

قوله تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفهم ذریة ضعافا خافوا علیهم (ترجمہ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو انکو انکی فکر ہو)

اسمیں باب اخلاق کی اصل عظیم ہے کہ آنچہ (ف ۱۹۴) بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔

قوله تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما فیه عدم التوبیخ (ف ۱۹۵) علی التائب فانه ایذاء بلا ضرورة بل قد یکون فیه فتح باب الشر علیه۔

قوله تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما (ترجمہ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ تائب پر طعن و تشنیع (ف ۱۹۵) نہ چاہیئے کہ یہ ایذا پہونچانا ہے بلا ضرورت بلکہ کبھی اسمیں دروازہ شر کا مفتوح کرنا ہے

قوله تعالیٰ انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة سمی الله تعالیٰ ارتکاب ما لا یلیق بالعاقل وان کان مع العلم والعمد جهالة کما فی قوله ؎ الا لا یجهلن احد علینا فنجهل فوق جهل الجاهلینا ۔ ففیه (ف ۱۹۶) اصل قول الصوفیة فی تفسیر الیقین بالاعتقاد الجازم مع غلبة الحال

قوله تعالیٰ انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة (ترجمہ توبہ جسکا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں) ایسے امر کے ارتکاب کا جو عاقل کی شان کے لائق نہو جہالت سے تعبیر کرنا اگرچہ علم اور عمل ہی سے اس کا صدور ہوا ہو دلیل ہے صوفیہ کی اس تفسیر کی (ف ۱۹۶) کہ وہ یقین کے معنی کہتے

حیث سمی فقده جهالة۔

ہیں اعتقاد جازم مطابق واقع مع غلبۂ حال کہ قرآن مجید میں اسکے فقدان کو جہالت کہا گیا۔

قوله تعالیٰ فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل الله فیه خیرا کثیرا۔ هو اصل لفناء رأیه مع اختیار الله تعالیٰ لعبده۔

قوله تعالیٰ فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل الله فیه خیرا کثیرا (ترجمہ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے) حق تعالیٰ کی تجویز[۱۹۶] کے سامنے اپنی رائے کو فنا کر دینے کی اسمیں اصل ہے۔

قوله تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و آتیتم احدٰهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا اتأخذونه بهتانا و اثما مبینا۔ عام کما فی التفسیر الکبیر لما کان صراحة او دلالة فان اخذ المال کان جوازه مخصوصا باتیانها الفاحشة المبینة کما سبق فی قوله تعالیٰ ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن الا ان یأتین بفاحشة مبینة کان اخذه دلیلا للناظرین علی اتیانها بالفاحشة وهذا هو معنی البهتان دلالة وهذا عین طریق[۱۹۷] القوم یتأذون ویتهون عن الموهم کما عن الموجب۔

قوله تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج و آتیتم احدٰهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا اتأخذونه بهتانا و اثما مبینا (ترجمہ اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اُس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اُسمیں سے کچھ بھی مت لو کیا تم اُسکو لیتے ہو بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر) اور اللہ تعالیٰ نے لتذهبوا ببعض ما آتیتموهن الا ان یأتین بفاحشة مبینة میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ زوجہ سے دی ہوئی چیز واپس لینا مخصوص ہے عورت کی نالائقی کیساتھ اور جب واقع میں وہ اس عیب سے مبرا ہو محض اپنے شوق سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہو اسوقت اُس سے کچھ لینا قاعدہ بالا کی موافق دیکھنے والوں کو شبہ میں ڈالیگا کہ عورت سے کوئی نالائق حرکت کی ہوگی اور واقع میں وہ بری ہے اسلئے اس لینے کو بہتان فرمایا ہے پس بہتان جیسا کبھی صراحۃً ہوتا ہے یہ دلالۃً ہوا اور اسکو بھی ممنوع فرمایا گیا تو اسمیں طریق قوم کی اصل[۱۹۸] ہے کہ وہ جسطرح موجب سے بچتے ہیں موہم سے بھی بچتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف فی الروح استثناء متصل مما یستلزمه النهی ویستلزمه مباشرة النهی عنه من العقاب کانه قیل تستحقون العقاب بنکاح ما نکح آباؤکم الا ما قد سلف ومضی فانه معفو عنه اه وهذا هو السیرة لمربی الطریق[۱۹۹] لا یتشددون علی التائب بما مضی ولا یحقرونه ولا یعیدون علیه ذکره۔

قوله تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء الا ما قد سلف (ترجمہ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی) اسمیں اہل تربیت[۱۹۹] کی اس سیرت کی اصل ہے کہ تائب پر خطاء ماضی کی بنا پر تشدد نہیں کرتے اور اُسکی تحقیر نہیں کرتے اور اُس خطا کے ذکر کا اعادہ نہیں کرتے۔

قوله تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا الی قوله تعالیٰ

قوله تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت

واللّٰه اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فی الروح حتی بما تأنیسا لقلوبهم وازالة للنفرة عن نکاح الاماء ببیان ان مناط التفاخر الایمان دون الاحساب والانساب ورب امة تفوق ایمانها ایمان کثیر من الحرائر اه وفیه قطع لعرق الکبر والانفة واهتمام القوم به معلوم۔

المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات واللّٰه اعلم بایمانکم بعضکم من بعض (ترجمہ اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرلے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کی برابر ہو) جملہ بعضکم من بعض میں کبر و نخوت کی جڑ قطع کیگئی ہے اور اس میں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہے۔

قوله تعالیٰ فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب فیه التفاوت فی السیاسة بالتفاوت فی الدرجة وهذا هو شان الحکماء المصلحین حیث یکون معاملتهم مختلفة باحاد الطالبین۔

قوله تعالیٰ فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب (ترجمہ پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام کریں تو اُن پر اُس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہوتا ہے اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ ہر طالب کے ساتھ اسکی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ذلك لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم ای وصبرکم عن نکاح الاماء فی الروح لان حق الموالی فیهن اقوی فلا یخلصن للازواج خلوص الحرائر ولان فی نکاحهن تعریض الولد للرق اه ملخصا وفیه رعایة للمصالح الدینیة والدنیویة مقدما للاولی علی الاخری وهذا هو مسلك المحققین الجامعین بین الشرع والعقل فاذا تیسر رعایة المصلحة الدنیویة ولم یفت المصلحة الدینیة لم یکن رعایتها منافیا للزهد کما اختار المتقشفین من الزاهدین لکن الشرط ان لا یکون منشأ هذه الرعایة حب الدنیا من المال والجاه بل اختیار الارفق والاوفق۔

قوله تعالیٰ ذلك لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم (ترجمہ یہ اُس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے) یعنی کنیز کے نکاح سے صبر کرنا بہتر ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ خدمت مولیٰ کے سبب ازواج کے لئے خالص نہ ہوسکیں گی جو ایک قسم کی بےلطفی ہے دوسری اولاد غلام لونڈی ہوں گی تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر مصلحت دینیہ فوت نہ ہو تو دنیوی مصالح کی رعایت کرنا بھی زہد کے منافی نہیں اور یہی مسلک ہے محققین جامعین بین العقل والشرع کا لیکن شرط یہ ہے کہ اس رعایت کا سبب حب مال وجاہ نہ ہو بلکہ محض اصلح والنسب کا اختیار کرنا۔

قوله تعالیٰ یرید اللّٰه ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا فیه الرد علی التشدد فی المجاهدة

قوله تعالیٰ یرید اللّٰه ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے

لاسیما اذا کان ناشئا عن دعوی القوۃ الموروثۃ للعجب —

قولہ تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شئ علیما فی الجلالین نزلت لما قالت ام سلمۃ یالیتنا کنا رجالا فجاھدنا الخ قلت مقابلۃ ما فضل اللہ بما اکتسبوا دلیل علی کون المراد بما فضل اللہ ما لا یکون مکتسبا ویویدہ روایۃ الجلالین فحصل من الاٰیۃ ان الفضائل موھوبۃ غیر اختیاریۃ ومکسوبۃ اختیاریۃ ویتعلق بالاول التمنی فنھی عنہ وبالثانی الاکتساب وحض علیہ ولقولہ واسألوا اللہ من فضلہ تعلق بالنھی عن التمنی وتعلق بالحض تقریر الاول ان الاستعدادات مختلفۃ متفاوتۃ فقسم اللہ تعالیٰ لکل ما یصلح لہ بمقتضی استعدادہ فالتمنی لا نفع فیہ نعم ینفع السوال من

اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے) اسمیں اشد فی المجاہدہ کا رد ہے خصوص جبکہ اسکا منشا دعوےٰ قوت ہو جس سے عجب پیدا ہو —

قولہ تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شئ علیما (ترجمہ اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُسکے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) لا تتمنوا میں نہی ہے اس کی کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے اور نصیب مما اکتسبوا اور مما اکتسبن کے بعد واسألوا اللہ من فضلہ کے لانے میں اس سے نہی ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو (وبسط الاستدلال فی الاصل)

فضل اللہ تعالیٰ فیعطیہ من احسانہ الزائد وانعامہ المتکاثر وابنا سجالہ وتقریر الثانی ان الاکتساب ان کان محضوضا علیہ لکن لا یغتر بہ ولا یعتقدہ علۃ للثمرات بل یسأل اللہ تعالیٰ من فضلہ ویعتقد ان ما اعطی من ثمرات الاعمال ھو من فضل اللہ تعالیٰ لا من لوازم عملہ وکذا قولہ تعالیٰ ان اللہ کان بکل شئ علیما لہ ربط بالنھی عن التمنی والمعنی ان اللہ لما کان علیما فضل بعضھم علی بعض حسب مراتب استعداداتھم وتفاوت قابلیاتھم وربط بالاکتساب والمعنی ان اللہ لما کان علیما یجازیکم علی ما اکتسبتم حسب تفاوت نیاتکم واخلاصکم والنھی عن التصدی للفضائل الغیر الاختیاریۃ من اعظم مقاصد الفن فان ھذا التصدی من اعظم المشوشات المانعۃ عن التوجہ الی المقصود وکذا النھی عن النظر الی المجاھدات والعجب بھا کداب من لم یذق من کاس الفناء ولم ینج من العناء —

قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا فیہ ذم الاحتیال فی سیاسۃ من تحتہ بان یظھر فی سبب الایذاء امر الیس سببا فی الواقع وانما ھو البغض

قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا (ترجمہ پھر اگر وہ تمھاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو اُن پر بہانہ مت ڈھونڈو) اسمیں اسکی مذمت ہے کہ محض بغض نفسانی کے سبب

النفسانی۔

سزا دینے کے لئے کوئی حیلہ ڈھونڈھا جاوے کہ جو امر واقع میں سبب سزا کا نہو اسکو سبب قرار دے۔

قولہ تعالیٰ والصاحب بالجنب فی الروح قیل الرفیق فی امر حسن کتعلم وتصرف وصناعة وسفر وعدوا من ذلك من قعد بجنبك فی مسجد او مجلس وغیر ذلك اھ قلت ومنه [۲۰۶] الولی الشریك فی البیعة والطریق ففی الآیة بیان حق اخوان الطریقة۔

قولہ تعالیٰ والصاحب بالجنب (ترجمہ اور ہم مجلس کے ساتھ بھی) صاحب جنب بہتی تفاسیر سے عام ہے پیر بھائی کو بھی پس آیت میں [۲۰۷] پیر بھائی کے حق کا بیان ہے۔

قولہ تعالیٰ ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا دخل فی عمومه المعجب بسعیه بالسلوك فی نفسه المفتخر باحواله ومقاماته۔

قولہ تعالیٰ ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا (ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں) اسکے عموم میں وہ بھی داخل ہوگیا جو اپنی سعی فی السلوک پر [۲۰۸] عجب یا اپنے احوال ومقامات پر فخر کرتا ہو۔

قولہ تعالیٰ لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون فی الروح روی عن جعفر رضی والضحاك وهو احدی الروایتین عن ابن عباس رضی ان المراد من السکر سکر النعاس وغلبة النوم وایده ما اخرجه البخاری عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو یصلی فلینصرف فلینم حتی یعلم ما یقول وروی مثله عن عائشة رضی اھ قلت یعنی قوله المراد من السکر سکر النعاس ای مع سکر الخمر ولا یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز لحمله علی عموم المجاز

قولہ تعالیٰ لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون (ترجمہ تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو) اگر سکر کو عام لیں تب تو لفظا اور اگر عام نہ لیں تو اشتراک علت کے سبب قیاسا اس سے مفہوم [۲۰۹] ہوا کہ سکر حالی کے آثار جب محسوس ہونے لگیں ذکر کو قطع کر دے نیز اگر قطع نہ کیا وہ خود منقطع ہو جاویگا اور ترقی کا سبب تھا عمل جب عمل منقطع ہوگیا ترقی بھی موقوف ہو جاویگی چنانچہ تصریح بھی کیگئی ہے کہ استغراق میں ترقی رک جاتی ہے۔

وفی عموم السکر دخل السکر الذی هو من الاحوال وان سلمنا عدم دلالة النص علیه فلا مانع من قیاسه علی مدلول النص وایا ما کان دل علی قطع [۲۱۰] الذکر اذا احس بمخایل السکر لاشتراك العلة المذکورة فی حدیث اخر من قوله علیه السلام لعله یذهب یستغفر فیسب نفسه وهذا مما المراد من تنبه لذلك والحق احق بالاتباع اذا وضح ولو لم یقطع [۲۱۱] فقصد الانقطاع ضرورة واذا انقطع العمل لا یترتب ما یترتب علیه ومن ثم صرحوا بان الترقی یقف فی حالة الاستغراق۔

قولہ تعالیٰ فی اخر آیة التیمم ان الله کان عفوا غفورا فیه علاج [۲۱۲] الضعفاء فی مباشرتهم الاعمال التی فیها نوع من النقص الظاهر۔

قولہ تعالیٰ بعد ذکر التیمم ان الله کان عفوا غفورا (ترجمہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں) اسمیں ضعفا فی [۲۱۳] الاعمال کا علاج ہے۔

(باقی آیندہ)

یہ مومن کو نما غیر کافیۃ فارشدھم سبحانہ الی دفعہ باستحضار کونہ عفوا غفورا فان فرض کونھا غیر کافیۃ عفا اللہ تعالیٰ عنہا وھذا انفع طرق قطع الوسوسۃ۔

جنکو اپنے ضعف کی وجہ سے عمل کے کامل نہ کر سکتے تھے، سبب یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ جب ہمارے عمل میں یہ ظاہری نقص ہے تو وہ آثار مقصودہ کے لئے کافی نہ ہوگا پس اسمیں قطع وسوسہ کی تدبیر کی طرف اشارہ ہے کہ یوں سوچ لیا کریں کہ اگر فرضا وہ غیر کافی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے نقص کو معاف فرما کر اسکو کافی بنا دیں گے۔

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا دلیل للمتوکلین[ف۲۱۲] علی عدم خوفھم من الشیطان لعموم الاعداء ولوعد اللہ تعالیٰ بالکفایۃ من الاعداء۔

قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے) اعداء چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل ہے اسپر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔

قولہ تعالیٰ - الم تر الی الذین یزکون انفسھم فیہ انکار[ف۲۱۳] علی دعوی التقدس وابتلی بہ کثیر من المشائخ الا اھل الفناء

قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسھم (ترجمہ کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بناتے ہیں) اسمیں دعوئ تقدس[ف۲۱۳] پر انکار ہے اور اسمیں بجز اہل فنا کے بہت مشائخ مبتلا ہیں۔

قولہ تعالیٰ - فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما فی الروح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ الملک فی آل ابراھیم ملک یوسف وداؤد وسلیمان علیھم السلام اھ فدل علی[ف۲۱۴] عدم التنافی بین الکمال الباطنی والملک الظاھری۔

قولہ تعالیٰ فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما (ترجمہ سو ہمنے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے) اسمیں دلالت ہے کہ کمال[ف۲۱۴] باطنی اور سلطنت ظاہری میں کوئی تنافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ - ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا ان اخذ العموم فی الامانات دلت الآیۃ علی امر الشیوخ[ف۲۱۵] بایصال المعارف البرکات الی اھلھا واعطاء الخلافۃ من کان اھلا لھا۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا (ترجمہ بے شک تمکو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق پہونچا دیا کرو) اگر امانت کو عام لے لیا جاوے تو آیت میں مشائخ[ف۲۱۵] کو بھی امر ہوگا کہ برکات کو اُن کے اہل تک پہونچا دیں اور جو شخص خلافت ارشادیہ کا اہل ہو اُس کو اجازت دیں۔

قولہ تعالیٰ - ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فیہ

قولہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (ترجمہ اور جو شخص

اثبات هذه المراتب الباطنية وتفسيرها كما في روح المعاني ان المنازل اربعة بعضها دون بعض الاول منازل الانبياء وهم الذين تمدهم قوة الٰهية وتصحبهم نفس في اعلى مراتب القدسية و مثلهم كمن يرى الشئ عيانا من قريب و مبدأ بذكر النبيين تعلو درجتهم وارتفاعهم على من عداهم وقد نقل الشعراني عن مولانا الشيخ الاكبر قدس سره انه قال فتح لي قدر خرم ابرة من مقام النبوة تجليا لا دخولا فكدت احترق (اه قول الشيخ الاكبر) ولا بحث لاهل الله تعالى عن مقاماتهم و

اللہ ورسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) آیت میں ان مقامات باطنہ کا اثبات ہے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ ان مقامات والوں میں ادنیٰ کو اعلیٰ کے ساتھ معیت ورفاقت ممکن ہے اور یہی حقیقت ہے اسکی جو بعضوں کو مکشوف ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ کے مقام میں پہونچا ہے (تو یہ پہونچنا اصالۃً نہیں ہوتا تبعاً ہوتا ہے) اور جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی وہ دعویٰ نبوت وغیرہ کرکے گمراہی میں واقع ہوجاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

احوالهم اذ لا ذوق لهم فيها وكلهم معترفون بذلك (وما ذكر في تفسيرها انما هو تمثيل وتقريب لا تحقيق) والثاني منازل الصديقين وهم الذين يتأخرون عن الانبياء عليهم السلام في المعرفة ومثلهم كمن يرى الشئ عيانا من بعيد والثالث منازل الشهداء وهم الذين يعرفون الشئ بالبراهين ومثلهم كمن يرى الشئ في المرأة من مكان قريب والرابع منازل الصالحين وهم الذين يعلمون الشئ بالتقليد الجازم ومثلهم كمن يرى الشئ من بعيد في مرأة قاله الراغب ونقله الطيبي وغيره اه ملخصا بتغير شئ من الترتيب ودل الاية وقوع المعية والرفاقة لمن هو ادنى من هؤلاء مع هؤلاء وفي الروح قد ثبت في غير ما حديث ان اهل الجنة يتزاورون ولا مانع من ان يرفع الادنى الى منزلة الاعلى متى شاء تكرمة له ثم يعود ولا يرى انه ارفع منه عيشا وكذا لا مانع من ان ينحدر الاعلى الى منزلة الادنى ثم يعود من غير ان يرى ذلك نقصا في ملكه او حطا من قدره اه وهذا هو حقيقة ما يكاشف به بعضهم من وصوله الى مرتبة الاعلى و من لم يدره وقع في الضلالة من دعوى النبوة وغيرها عصمنا الله تعالى۔

قوله تعالى - ان كيد الشيطان كان ضعيفا فيه ما في قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا۔

قوله تعالى يخشون الناس كخشية الله او اشد خشية وقالوا ربنا لم كتبت علينا القتال لولا اخرتنا الى اجل قريب لما كان هذا الفريق من المؤمنين المخلصين كان خوفهم هذا طبعا

قوله تعالى ان كيد الشيطان كان ضعيفا (ترجمہ واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے) اسمیں اسی مضمون پر دلالت ہے جسپر واللہ اعلم باعدائکم دال تھا۔ قولہ تعالی یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب (ترجمہ لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں

الاعتقاداً وقولهم هذا لقتيناً الووسوسة ان كان حديث النفس لا انكاراً واعتقاداً فدلت الآية على عدم المواخذة على الامور الطبعية وعلى الوسواس لكونها كلها غير اختيارية واما انكاره تعالى عليهم فشكاية لطيفة لا توبيخ۔

قوله تعالى۔ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك بعد قوله تعالى قل كل من عند الله حاصل المقام ان النعمة فضل من الله تعالى بلا واسطة الاعمال والنقمة عدل من الله تعالى بواسطة الاعمال الغير المرضية من العبد فصح التقسيم والجمع كلاهما وبحيثية التقسيم صح قطع نسبة النقمة عن الله تعالى وبحيثية الجمع صح نسبتها اليه وبهذا وضح توجيه قول الشيرازى رح ؎

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گین گناہ من است

کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو اور تھوڑی مہلت دیدی ہوتی) چونکہ یہ فریق مومنین مخلصین تھا تو ان کا یہ خوف طبعی تھا نہ کہ عقلی اور یہ قول بھی حدیث نفس تھا یا وسوسہ نہ کہ انکار و اعتقاد پس آیت میں دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ سب غیر اختیاری ہیں باقی حق تعالیٰ کا ان پر رد اور نکیر تو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ۔

قوله تعالىٰ۔ قل كل من عند الله مع قوله تعالىٰ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے اے انسان تمکو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے) حاصل مقام یہ ہے کہ نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بلا واسطہ اعمال صالحہ اور نقمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے بواسطہ اعمال غیر صالحہ پس جمع اور تقسیم دونوں صحیح ہو گئے یعنی کل من عند اللہ میں جمع اور ما اصابك الخ میں تقسیم کے اعتبار سے نقمت کی نسبت کا قطع خدا تعالیٰ سے صحیح ہوا اور جمع کے اعتبار سے اس کا نسبت کرنا اس کی طرف صحیح ہوا اور اس سے عارف شیرازی رح کے قول کی توجیہ کی توضیح ہو گئی ؎

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گین گناہ من است

قوله تعالىٰ۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلنك عليهم حفيظا الجملة الاولى تدل على ان المعاملة مع المقبول المقرب كهي مع الله تعالى والثانية تدل على عدم التصدى لمن لم يتوقع منه الصلاح۔

قوله تعالىٰ۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلناك عليهم حفيظا (ترجمہ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی طاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگراں کر کے نہیں بھیجا) جملہ اولیٰ اس پر دال ہے کہ مقبول مقرب کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنا اور جملہ ثانیہ اس پر دال ہے کہ جسکی اصلاح کی توقع نہ ہو اسکے درپے نہ ہو۔

قوله تعالىٰ۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

قوله تعالىٰ۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

اذا عوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم یقاس علیهم من یفشی الاسرار الی غیر شیخه کما فی روح المعانی اخبار عمن فی مبادی السلوک ای اذا ورد علیهم شیء من آثار الجمال او الجلال فشوه واشاعوه ولو ردوه ای عرضوه الی الرسول ای ما علم من احواله وما کان علیه والی اولی الامر منهم وهم المرشدون الکاملون الذین نالوا مقام الوراثة المحمدیة لعلمه ای علم ما لهم وانه مما یذاع او لا یذاع الذین یستنبطونه ویتلقونه منهم ای من جهتهم وواسطة فیوضاتهم

اذا عوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (ترجمہ اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اسکو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں) اسی طرح ف۲۲۲ اثنار سلوک میں جو اسرار و احوال پیش آتے ہیں ان کا عوام کے یا غیر شیخ محقق کے سامنے ظاہر کرنا باطناً مضر ہے اور یہ بھی نظیر ہے مدلول آیت کی۔

والمراد بالموصول الرادون انفسهم وحاصل ذلک انه لا ینبغی للمرید اذا عرض له فی اثناء سیره وسلوکه شیء من آثار الجمال او الجلال ان یفشیه لاحد قبل ان یعرضه علی شیخه فیوقفه علی حقیقة الحال فان فی افشائه قبل ذلک ضررا کثیرا۔

قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها فی روح المعانی تعلیم ف۲۲۳ لنوع من مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔

قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها (ترجمہ اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو) ف۲۲۳ اسمیں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تعلیم ہے۔

قوله تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا هذه الجملة حال ف۲۲۴ والعامل فیها لا تقولوا دل علی الاخلاص فی الدین لاسیما فی الافتاء بالکفر لا یکون الباعث علیه الغرض النفسانی۔

قوله تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا (ترجمہ اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں) تبتغون حال ہے جسمیں لا تقولوا عامل ہے پس ف۲۲۴ آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوص کفر کا فتوی دینے میں کہ غرض نفسانی اسکی باعث نہو۔

قوله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون دل تقیید القاعدین بغیر اولی الضرر علی ان ف۲۲۵ مجاهدة الضعیف غیر مجاهدة القوی والمجاهدة الضعیفة تنفع الضعیف وما ینفع

قوله تعالی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون (ترجمہ برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں) قاعدین

ف۲۲۲ عدم افشاء الاسرار الی غیر الشیخ۔
ف۲۲۲ غیر شیخ سے افشاء اسرار کا ضرر۔
ف۲۲۳ تعلیم بعض مکارم الاخلاق۔
ف۲۲۳ بعض مکارم اخلاق کی تعلیم۔
ف۲۲۴ الاخلاص فی الدین خصوصا فی التکفیر۔
ف۲۲۴ اخلاص فی الدین خصوصاً تکفیر میں۔
ف۲۲۵ المجاهدة الضعیفة والقویة لا یستویان فی النفع۔

المجاهدة القوية القوي۔

میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اسپر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہدہ ادنیٰ درجہ کا ہے اور قوی کا اونچے درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو مجاہدہ ضعیفہ وہی نفع دیتا ہے جو قوی کو مجاہدہ قویہ نفع دیتا ہے

قوله تعالیٰ - ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله دل على ان السالك الذي لم يتم سلوكه لموته كالذي تم سلوكه في المرتبة والقبول۔

قوله تعالیٰ - ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله (ترجمہ اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ) آیت اسپر دال ہے کہ جو سالک قبل تمام سلوک مرجاوے وہ رتبہ اور قبول میں اسی کی برابر ہے جسکا سلوک تمام ہو جاوے۔

قوله تعالیٰ واذا ضربتم في الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة دل على كون السفر عذرا في التقصير في الاوراد بالاولى وكذا اذنه تعالى في صلوة الخوف على التخفيف في الالتزامات الوردية۔

قوله تعالیٰ - واذا ضربتم في الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة (ترجمہ اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو) آیت سے سفر کا تقصیر فی الاوراد کے باب میں عذر ہونا بدرجہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے اسی طرح صلوۃ الخوف کے مشروع ہونے سے عذر کا التزامات وردیہ کے باب میں موجب تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة سواء فسر الاطمينان بالاقامة عن السفر او الامن من الخوف دل على اكمال الاوراد بعد زوال العذر۔

قوله تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة (ترجمہ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو) اطمینان کی تفسیر خواہ اقامت عن السفر کے ساتھ کیجاوے خواہ امن من الخوف کے ساتھ کیجاوے دونوں تقدیر پر اسپر دال ہے کہ بعد زوال عذر کے اوراد کا اکمال کرنا چاہیے۔

قوله تعالیٰ واستغفر الله مع النظر الى قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة الخ الدال على عدم صدور شئ مما يوجب الاستغفار عنه صلى الله تعالى عليه وسلم اصل لقولهم حسنات الابرار سيئات المقربين وايضا يدل على ان التكاليف الشرعية لا يسقط في حال من احوال الكمال۔

قوله تعالیٰ واستغفر الله مع قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك (ترجمہ اور آپ استغفار فرمائیے۔ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے تو ایک گروہ نے آپ کو غلطی ہی میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا تھا) باوجود اسکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی امر موجب استغفار کا صدور نہیں ہوا جیسا جملہ ثانیہ اسپر دال ہے پھر استغفار کا حکم ہونا جیسا جملہ اولیٰ اسپر دال ہے اصل ہے اس قول کی کہ حسنات الابرار سیئات المقربین اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ کیسا ہی کمال حاصل ہو جاوے مگر تکالیف شرعیہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتیں۔

قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك دل على عدم جواز الاعتماد على علمه وعمله ولنعم ما قال الشيرازی رح

تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافری ست
راه رو گر صد هنر دارد توکل بایدش

قوله تعالى ولولا فضل الله عليك ورحمته لهمت طائفة منهم ان يضلوك (ترجمہ اوپر گذر چکا ہے) اس میں یہ دال ہے کہ کسی کو اپنے علم یا عمل پر اعتماد جائز نہیں ہے

قوله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة الآية دل على بطلان التعليم الخفي الذي لا يوافق الكتاب والسنة كما يدعي حقيقته كثير من جهلة الصوفية۔

قوله تعالى لا خير في كثير من نجواهم الا من امر بصدقة (ترجمہ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں) جو تعلیم خفی موافق کتاب و سنت کے نہ ہو جیسا بہت سے جاہل صوفی اسکو حق سمجھتے ہیں کہ طریقت مضاد شریعت کی تعلیم سینہ بسینہ جاری ہے یہ آیت اسکے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔

قوله تعالى ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما دل منطوقا على اعطاء الثواب للمخلص الذي لم يقصد الثواب وقصد محض المرضات وبمفهومه على ان سائر ثمرات الاعمال تابع للرضى فاذا قصد الرضى اعطى غيره تبعا۔

قوله تعالى ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه اجرا عظيما (ترجمہ اور جو شخص یہ کام کریگا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماویں گے) یہ آیت منطوقاً اسپر دلالت کرتی ہے کہ جو مخلص ثواب کا قصد نہ کرے محض رضا کا قصد کرے اسکو ثواب بھی ملتا ہے اور مفہوماً اسپر دلالت کرتی ہے کہ تمام ثمرات اعمال کے رضا کے تابع ہیں جب رضا کا قصد کرتا ہے دوسرے ثمرات بلا قصد عطا ہو جاتے ہیں۔

قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله دخل فيه حلق اللحية فدل على كون طريقة حلق اللحى شيطانية وان سماه الجهلة قلندرية۔

قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله (ترجمہ اور میں اُن کو تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے) اسمیں ڈاڑھی مونڈانا بھی داخل ہے پس یہ دال ہے اس پر کہ جس طریق میں ڈاڑھی مونڈانا شعار ہو وہ طریق شیطانی ہے اگرچہ اُس کا جہلا نے طریقہ قلندریہ نام رکھا ہے۔

قوله تعالى ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب دل بعمومه على بطلان امثال ادعاء عدم المواخذة بالاعمال لكونهم اصحاب حال او منتسبين الى اهل الكمال فانه [illegible] شريعة۔

قوله تعالى ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب (ترجمہ نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے) یہ اپنے عموم مضمون سے اسپر دال ہے کہ جتنے لوگ جو دعوی کیا کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اصحاب حال

یہ مفہوم ہے اہل الکمال میں بہیر احتمال بد نفسی واحد ہوتا یہ دعوی باطل محض ہے کیونکہ ایسے دعاوی آکا فریب مردود عند الشریعت ہیں۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا لما كان حاصل طريق الصوفية الانقياد ظاهرا وباطنا وكمال الاحسان المفسر في الحديث بان تعبد الله كانك تراه الخ والحنيفية اي الميل عن غير الله تعالى اليه وحده دل الآية على كون طريقهم احسن الطرق كلها۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا (ترجمہ اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں) حاصل طریق صوفیہ کا یہ امور ہیں انقیاد ظاہری و باطنی جو تفسیر ہے اسلام کی اور احسان جس کی تفسیر حدیث میں ہے ان تعبد الله كانك تراه اور حنیفیت یعنی غیر اللہ سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور آیت میں اس مجموعہ کو احسن طرق کہا گیا ہے تو آیت سے دال ہوئی کہ صوفیہ کا طریق احسن طرق ہے۔

قوله تعالیٰ واحضرت الانفس الشح دل بعموم الانفس على ان الطبعيات لا تزول عن الكاملين وانما تصير مغلوبة فان عاد بعض آثارها لم ينافِ الكمال اذا لم يصر عليه۔

قوله تعالیٰ واحضرت الانفس الشح (ترجمہ اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے) انفس کے عموم سے آیت اس پر دال ہے کہ امور طبعیہ کاملین سے بھی زائل نہیں ہوتے سو اگر کسی کامل میں ان کے کچھ آثار عود کر آویں تو یہ منافی کمال نہیں جبکہ اس پر اصرار نہ ہو۔

قوله تعالیٰ ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل الخ دل على انه لا يترك العمل الادنى اذا لم يقدر على الاعلى كما هو داب بعضهم من انتظارهم هذه القدرة فربما يفنى عمرهم ولا يقدرون۔

قوله تعالیٰ ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل الخ (ترجمہ اور تم سے تو یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ) آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عمل کے اعلیٰ درجہ پر قدرت نہ ہو اس کے ادنیٰ ہی درجہ پر عمل کر لے اعلیٰ پر قادر ہونے کے انتظار میں نہ رہے بعض لوگوں کی عمر اسی انتظار میں ختم ہو جاتی ہے اور ادنیٰ سے بھی محروم رہتے ہیں۔

قوله تعالیٰ من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والآخرة لما كان معنى الدنيا يعم كل عاجل ودخل فيه الثمرات العاجلة الباطنة دل على قبح ارادة السالك بعمله هذه الثمرات۔

قوله تعالیٰ من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والآخرة (ترجمہ جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا معاوضہ ہے) دنیا اپنے عموم مفہوم سے ہر عاجلہ غیر مامورہ یا حصولی

شامل ہے اور اس عموم میں ثمرات باطنیہ مجاہدہ بھی داخل ہو گئے تو آیت ان ثمرات کے مقصود و مراد یا محل ہونے کا بھی انکار کرتی ہے۔

قوله تعالیٰ کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی انفسکم دل بعمومه علی عدم الاستنکاف عن قبول الحق ولو عن من هو ادنی منه وعن الاعتراف بخطأه لا کعلماء القشر ومشائخ الرسم یموهون اباطیلهم ویاولون اقاویلهم وحملهم علی ذلک کبرهم۔

قوله تعالیٰ کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی انفسکم (ترجمہ انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کیلئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ذات ہی پر ہو) آیت اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ قبول حق سے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے استنکاف نہ کرے اگرچہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے متنبہ کرنے سے ہو علماء قشر و مشائخ رسم کی طرح تمویہ و تاویل نہ کرے کہ منشا اس کا کبر ہے۔

قوله تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولیٰ بهما یرد علی طریق من یفتخر بترجیح الفقیر علی الغنی مطلقا فکم من غنی متواضع تابع للحق وکم من فقیر متکبر ظالم فالی الله تعالیٰ الا ان یاتی بالقسط فی الغنی والفقر کما قال تعالیٰ فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا۔

قوله تعالیٰ ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولیٰ بهما (ترجمہ وہ شخص اگر امیر ہو تو اور غریب ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے) یہ آیت اس شخص کے طریقہ کا بھی رد کرتی ہے جو فقیر کو غنی پر ترجیح دینے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع للحق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر مطلقاً ظالم متکبر ہوتے ہیں سو حق تعالیٰ دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا آمنوا دل علی کون مراتب الایقان غیر متناهیة ای غیر واقفة علی حد ومن ثم قیل ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا آمنوا الآیة (ترجمہ اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو الخ) آیت دال ہے اس پر کہ یقین کے مراتب غیر متناہی یعنی لا تقف عند حد ہیں ہر مرتبہ الا آئندہ مرتبہ کے تحصیل کا مامور ہے اسی کو کہا گیا ہے ؎ اے برادر بے نہایت درگہیست

ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قوله تعالیٰ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا فی الروح ومعنی نفیه استبعاد وقوعه فان من تکرر منهم الارتداد وازدیاد الکفر والاصرار علیه صار وا بحیث قد ضربت قلوبهم بالکفر وتمرنت علی الردة۔

قوله تعالیٰ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا (ترجمہ بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے) روح المعانی میں ہے کہ یہ مقصود نہیں کہ اگر اخلاص کے ساتھ ایمان لاویں تب بھی مقبول نہیں۔

(باقی آئندہ)

لو كان الايمان عندهم اذون شئ وا هونه فلا يكادون يقربون منه قيد شبر لينا ضلوا المغفرة وهداية سبيل الجنة لا انهم لو اخلصوا الايمان لم يقبل منهم ولم يغفر لهم اه قلت ويقاس عليه

۲۴۳ حال المتلاعب بالطريقة باختيارها مرة وتركها مرة — طریق قوم سے تلاعب کرنے والے کا حال۔

حال من اختار طريق القوم ثم اعرض ثم اختار ثم اعرض ولا يزال يتلاعب كذلك فاكثر ما يشاهد من حاله الخذلان وعدم التوفيق للصلاح والخير نعوذ بالله من الحور بعد الكور۔

بلکہ مقصود اس نفی سے اس کے وقوع کا استبعاد ہے کہ بار بار ارتداد کرنے سے اور اسپر اصرار کرنے سے عادۃً قلب مسخ ہو جاتا جسکے بعد اکثر ایمان کی توفیق نہیں ہوتی تاکہ اسپر مغفرت اور ہدایت طریق جنت کی مرتب ہو آہ اور اس پر قیاس کیا جاتا ہو کہ جو شخص طریق قوم کو اختیار کرکے اس سے اعراض کرے اور اس طرح باربار اختیار اور اعراض کیا کرے اور اسکو ایک ملعبہ بنالے تو مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر ایسے شخص کو خذلان ہوتا ہے اور خیر و صلاح کی توفیق نہیں ہوتی نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

۲۴۴ ذم طلب الجاه — طلب جاہ کی مذمت۔

قوله تعالى ايبتغون عندهم العزة فان العزة لله جميعا فيه ذم طلب الجاه وهو ظاهر۔

قوله تعالى ايبتغون عندهم العزة فان العزة لله جميعا (ترجمہ کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضے میں ہے) اسمیں طلب جاہ کے مذموم ہونے پر صریح دلالت ہے۔

۲۴۵ قبح مجالسة المخالف — مخالف کی مجالست کا قبح

قوله تعالى فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فى حديث غيره دل على قبح مجالسة المخالف للطريق لا سيما فى عين وقت اظهار الخلاف۔

قوله تعالى فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا فى حديث غيره ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں) اسپر دال ہو کہ مخالف طریق کے ساتھ مجالست کرنا قبیح ہے خصوص جس وقت میں وہ خلاف کا اظہار بھی کرے

۲۴۶ لا لوم على الكسل الطبعي — کسل طبعی پر ملامت نہیں۔

قوله تعالى اذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراؤن الناس الخ تقييد الكسل باراءة الناس يدل على ان المراد الكسل الاعتقادى لا الطبعى فلا يلام على الطبعى منه ومن لم يدرك ذلك اكثر عليه التشويش فاضر باطنه۔

قوله تعالى اذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراؤن الناس (ترجمہ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں) کسل کا ریا کی ساتھ مقید کرنا اسپر دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی سو طبعی پر ملامت نہیں اور جسکو اسکی تحقیق نہیں وہ تشویش کو بڑھا لیتا ہے جس سے اسکے باطن کو مضرت پہنچتی ہے

۲۴۷ كون الانتصار رخصة والاصطبار عزيمة

قوله تعالى لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم مع قوله تعالى ان تبدوا خيرا او تخفوه او تعفوا عن سوء فان الله كان عفوا قديرا دل الاول على جواز الانتصار بالشكاية والثانى على احبية الصبر والعفو والاول شان الضعفاء والثانى شان اهل العزم والحكمة فى الاول طهارة القلب من الغل

قوله تعالى لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم مع قوله تعالى ان تبدوا خيرا او تخفوه او تعفوا عن سوء فان الله كان عفوا قديرا (ترجمہ اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام علانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کر دو تو اللہ تعالیٰ

... الروح الی الخلق ...

... بڑے معاف کرنے والے ہیں، پوری قدرت والے ہیں (پہلی آیت جو اظہار انتقام پر دال ہے کہ شکایت بھی اسکی ایک فرد ہے اور ...

دوسری آیت تغییر اور عفو کی محبوبیت پر دال ہے اور اول ضعفاء کی شان ہے اور اسمیں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہو جاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل عزیمت کی اسمیں مصلحت عروج الی القرب ہے

قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء يدل على الانكار على من يعتقد في الشيخ ان افاضة البركات السماوية في اختياره فيطلبها منه۔

قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء (ترجمہ آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگا دیں) اسمیں ایسا شخص کی ذم پر دلالت ہے جو افاضہ برکات سماویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھ کر اس سے درخواست کرے۔

قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة الخ يدل على الانكار على من يعتقد وقوع الرؤية في النشأة الدنيوية

قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة (ترجمہ اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو) اسمیں اس شخص پر انکار ہے جو نشأۃ دنیویہ میں وقوع رویت کا اعتقاد رکھے۔

قوله تعالى فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم يشابهه قبض الواردات عن السالك ببعض المعاصي۔

قوله تعالى فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم (ترجمہ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں) اسی کے مشابہ ہے معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض۔

قوله تعالى ولا تقولوا ثلثة دل على بطلان الحلول والاتحاد كما يعتقده بعض جهلة الصوفية

قوله تعالى ولا تقولوا ثلثة (ترجمہ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں) حلول و اتحاد کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا بعض جہلاء صوفیہ معتقد ہیں۔

قوله تعالى لن يستنكف المسيح ان يكون عبدا لله كما قال في مريم قال اني عبد الله مباهاة بالعبودية ودل على كون ذلك اقصى مراتب الشرف وفي الروح وقد اشار القاضي عياض الى شرف العبودية بقوله ؎ ومما زادني عجبا وتيها + وكدت باخمصي اطأ الثريا + دخولي تحت قولك يا عبادي + وان صيرت احمد لي نبيا +

قوله تعالى لن يستنكف المسيح ان يكون عبدا لله (ترجمہ مسیح ہرگز خدا کے بندہ ہونے سے عار نہیں کرینگے) جیسا سورہ مریم میں مباہاۃً عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے انی عبد اللہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدیت مراتب شرف میں اعلیٰ مرتبہ ہے۔

الحاشية في الروح يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم نهي لليهود والنصارى عند الكثير من ساداتنا

الحاشیہ قوله تعالى يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم روح میں ہے کہ اسکے مخاطب یہود و نصاریٰ ہیں

وقد غلا الفریقان فی دینھم اما الیھود فتعمقوا فی الظواھر ونفی البواطن فحطوا عیسیٰ علیہ السلام عن درجۃ النبوۃ والتخلق باخلاق اللہ تعالیٰ و اما النصاریٰ فتعمقوا فی البواطن ونفی الظواھر فرفعوا عیسیٰ علیہ السلام الی درجۃ الالوھیۃ ولا تقولوا علی اللہ الا الحق بالجمع بین الظواھر والبواطن فالجمع والتفصیل کما ھو التوحید المحمدی۔

اور دونوں دین میں غلو کرتے تھے سو یہود کا تو غلو یہ تھا کہ وہ ظواہر میں بہت تعمق کرتے تھے اور بواطن کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تخلق باخلاق اللہ و مظہریت صفات حق کا بھی انکار کر دیا۔ اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ بواطن میں تعمق کرتے تھے اور ظواہر کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تخلق و مظہریت سے تجاوز کر کے درجۂ الوہیت تک پہونچا دیا اور یہ جو فرمایا ولا تقولوا علی اللہ الا الحق یہ حق جمع کرنا ہے درمیان ظاہر اور باطن کے جیسا توحید محمدی ہے۔

تمت سورۃ النساء

تمت سورۃ النساء

وستلیھا سورۃ المائدۃ انشاء اللہ تعالیٰ

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمھید

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم فالسفیہ عند المشایخ ھو النفس ای لا تتصرفوا فی اموالکم الا علی خلاف النفس والھویٰ فان مالت النفس الی البذل (ای مما فیہ احتمال حظ النفس) فامسک وان مالت الی الامساک فابذل ولا تتبع النفس فی ھواھا ولا تلتفت الیہ الا زجرا وردعا ولا تشاورہ فانہ سفیہ وشاور العقل والدین واعمل ما یأمرانک (المقصود من ھذا التقریر اشتراک الحکم باشتراک العلۃ فی السفھاء والنفس لا تفسیر السفھاء بالنفوس فافھم۔

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم سو بیوقوف کا مصداق مشائخ کے نزدیک نفس ہے یعنی اپنے مالوں میں بجز اس کے تصرف کرو جو نفس اور خواہش کے خلاف ہو تو اگر نفس خرچ کرنے کی طرف مائل ہو (یعنی جس خرچ میں کچھ احتمال حظ نفس کا ہو) تو رک جاؤ اور اگر بخل کی طرف مائل ہو تو خرچ کرو اور نفس کا اتباع اسکی خواہش میں مت کرو۔ اور نہ اسکی طرف بجز اسپر زجر و توبیخ رکھنے کے التفات کرو اور نہ اس سے مشورہ لو کیونکہ وہ بیوقوف ہے اور عقل و دین سے مشورہ لو اور جو کچھ یہ دونوں کہیں اسپر عمل کرو۔ (مقصود اس تقریر سے سفہاء اور نفس کے حکم کا مشترک ہونا ہے بوجہ اشتراک علت کے نہ کہ سفہاء کی تفسیر کرنا نفوس کی ساتھ خوب سمجھ لو)

قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ

قولہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ

قوله تعالیٰ من بیته ای مما سکن الیه قلبه من اشیاء الدنیا کالنفس والهوی والشهوات مهاجرا عن کل ماسوی الله تعالیٰ وسوی رسوله صلی الله علیه وسلم فلومات قبل التمکن فقد وقع اجره علی الله لزم الله تعالیٰ اتمام نیته وایصاله الی مقصوده وهو الله تعالیٰ (والمقصود قیاس هجرة علی هجرة وتسمیة المرید مهاجرا وارد فی الحدیث والمهاجر من هجر مانهی الله عنه ورسوله)

یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے گھر سے یعنی اُن اشیاء دنیویہ سے جنکی ساتھ اسکو دلچسپی ہو جیسے نفس اور خواہش اور شہوات اور مہاجر سے مراد یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہو اسکو چھوڑ دینے والا ہو تو ایسا شخص اگر قبل حصول مراد کے مرگیا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہوگیا اسکی نیت کو پورا کرنا اور اُس کو مقصود تک کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے پہونچا دینا اللہ کے ذمہ ہوگا (اور مقصود آیت کی تفسیر نہیں بلکہ ایک ہجرت کا دوسری ہجرت پر قیاس کرنا ہے اور مرید کو مہاجر فرمانا خود حدیث میں وارد ہے کہ بڑا مہاجر وہ شخص ہے جو اسکو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول نے منع فرمایا ہو)

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه ای نفسه وذاته وصفاته وشخصه وجوارحه کله لله خالصا مخلصا ویجعل کل اعماله لله علی وفق رضاء الله۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله۔ یعنی اپنے نفس کو اور اپنی ذات کو اور اپنی صفات کو اور اپنے جسم کو اور اپنے اعضاء کو سب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص مخلص کردے اور اپنے سب کاموں کو اللہ کیلئے اسکی رضامندی کے موافق کردے۔

قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهیم خلیلا هو المحب المختص ببعض الامور الشریفة العظیمة من حبیبه فعلی هذا کان کل خلیل حبیبا ولم یکن کل حبیب خلیلا وعلی هذا کل انبیاء الله تعالیٰ اخلاءه تعالیٰ وهکذا سائر الاولیاء والعرفاء وفائدة تخصیصه بهذا الذکر انه لم یکن لله تعالیٰ خلیل (بهذه المثابة) فی زمانه غیره۔

قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهیم خلیلا خلیل وہ محب ہے جو محبوب کی جانب سے بعض معاملات شریفہ عظیمہ کے ساتھ مخصوص ہو تو اس بنا پر ہر خلیل حبیب ہے اور ہر حبیب خلیل نہیں اور اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے سب نبی اسکے خلیل ہیں اور اسی طرح تمام اولیا اور عارفین بھی اور فائدہ ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص ذکری کا یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا (اس مرتبہ کا) اللہ کا خلیل نہ تھا۔

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة المائدة

قوله ان الله یحکم ما یرید فیه اشارة الی الردع عن ابتغاء الاسرار فی الاحکام لا سیما حیث[۲۵۴]

سورۃ المائدہ

قوله تعالیٰ ان الله یحکم ما یرید (ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں) اسمیں اسرار احکام کی تفتیش کی ممانعت

دونها الافکار

قولہ تعالیٰ یایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر اللہ [۲۵۵] ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد یؤخذ منه تعظیم التبرکات لملابستها من یجب تعظیمه

کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ تعالیٰ یایها الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد (ترجمہ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی۔ اور نہ ان جانوروں کی جنکے گلے میں پٹے پڑے ہیں) اس سے تبرکات [۲۵۵] کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا امین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا فی الروح قال الحسن وغیرہ المراد بالآمین هم المشرکون خاصة والمراد من الفضل حینئذ الربح فی تجاراتهم ومن الرضوان ما فی زعمهم آہ ففیه رعایة [۲۵۶] من یرید رضاء اللہ تعالیٰ ولو اخطاء فی طریقه وفی قوله تعالیٰ من ربهم [۲۵۷] واضافة الرب الی ضمیرهم اشارة الی ان اللہ تعالیٰ رب العالمین لا المسلمین فقط ففیه وسعة رحمة اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ ولا آمین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا (ترجمہ اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں) حسن نے فرمایا کہ مراد اس سے خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد تجارت کا نفع اور رضوان سے مراد ان کے زعم کے موافق پس اس سے معلوم [۲۵۶] ہوا کہ طالب رضائے حق قابل رعایت ہے اگرچہ اس کے طریق میں اس سے خطا ہی کی ہو اور من ربهم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین [۲۵۷] ہے نہ کہ صرف رب المسلمین ہی پس اسمیں وسعت رحمت اللہ کا بیان ہے۔

قولہ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا فی ورود صیغة الامر الذی حقیقته الایجاب مع کون الاصطیاد مباحا دلالة علی ان مباشرة [۲۵۸] المباح الذی یتوهم حظرہ مطلوب کالواجب ولقد علمت به ما ینبغی من المعاملة فی مباحات ترکها المتشددون فی الزهد اعتقادا وعملا کانها حرام کبعض الاطعمة والالبسة۔

قولہ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا (ترجمہ اور جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو) باوجود اصطیاد کے مباح ہونے کے اسمیں صیغہ امر کا وارد ہونا دال [۲۵۸] ہے اسپر کہ جس مباح کے ترک سے اس کے ممنوع ہونیکا شبہ ہونے لگے اس مباح کا کرنا مطلوب ہے، اس سے سمجھ لیا جاوے کہ بعض متشددین جو بعض مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ و تشدد کرتے ہیں انمیں کیا طرز عمل ہونا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم [۲۵۹] عن المسجد الحرام ان تعتدوا فیه دلالة علی ان البغض ولو فی اللہ لا یبیح الاعتداء عن الحدود الشرعیة فی المعاملات مع المبغوضین

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا (ترجمہ اور ایسا نہ ہو کہ تمکو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے کہ انھوں نے تمکو مسجد حرام سے روکدیا تھا وہ تمھارے لئے اسکا باعث ہوجاوے

۲۵۵ تعظیم التبرکات — تعظیم تبرکات۔
۲۵۶ مراعات طالب رضاء اللہ تعالیٰ ولو خطاء فی الطریق — طالب رضائے حق کی رعایت گو وہ طریق میں خطا کرے۔
۲۵۷ عموم ربوبیته تعالیٰ للکافرین — رحمت الٰہیہ کا کفار کیلئے بھی عام ہونا
۲۵۸ تاکد استباحة ما ترکه المتشددون — متشددین کے مباحات متروکہ کے استعمال کا مطلوب ہونا۔
۲۵۹ لا یبیح البغض فی اللہ غیر المباح

تم حد سے نکل جاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہو تاہم اس کے معاملات میں حد شرعی سے تجاوز نہ کریں

قوله تعالیٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان فيه ان المقدمات لها حكم المقاصد حسنا وقبحا وهو من اكثر ما يستعمله اهل التربية من المشائخ وفي تقديم الامر على النهي تقديم التحلية على التخلية۔

قولہ تعالیٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (ترجمہ اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو) اسمیں دلالت ہو اسپر کہ مقدمات کو حسن و قبح میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اس قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور امر کو نہی پر مقدم کرنے میں تحلیہ کی تقدیم ہے تخلیہ پر۔

قوله تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم فيه دلالة على ان ما استنبطه الائمة الفقهاء والصوفية من نصوص الدين هو من الدين فانه لو كان غير دين لم يؤذن في الاستنباط بعد الحكم على الدين بالاكمال فانه يستلزم الاذن في غير الدين وهو المراد بقولهم القياس مظهر لا مثبت فدل على وجوب اتباع المجتهدين والمشائخ۔

قولہ تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم (ترجمہ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ فقہاء ظاہر و باطن نے نصوص سے جو مستنبط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین کے اس کی اجازت نہ ملتی کہ اس سے غیر دین کی اجازت دینا یا دین کا غیر مکمل ہونا لازم آتا ہے پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر۔

قوله تعالیٰ فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لاثم تفسيره ما في الآيات الاخر من قوله تعالى غير باغ ولا عاد وفي الروح سورة الانعام قال الحسن في تفسير غير باغ اي غير متناول للذة اه فدل على ان ما اذن فيه للضرورة لا يجوز فيه قصد اللذة كما اذا نظر الطبيب او الشاهد الى العورة او المرأة يحرم فيه قصد الشهوة وفيه من الاهتمام في صون القلب ما لا يخفى۔

قولہ تعالیٰ فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لاثم (ترجمہ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے تاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو) اس کی تفسیر دوسری آیتوں میں آئی ہے غير باغ ولا عاد اور غیر باغ کی تفسیر حسن سے آئی غير متناول للذة اھ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی بضرورت اجازت دیجاوے اس میں حظ نفس کا قصد جائز نہیں جیسے طبیب یا گواہ عورت کو یا اس کے بدن کو بضرورت دیکھے تو بقصد شہوت حرام ہے اور اس سے قلب کی حفاظت کا خاص اہتمام مفہوم ہوتا ہے۔

الحاشية قوله تعالى واذا حللتم فاصطادوا في الروح اي اذا رجعتم الى البقاء بعد الفناء فلا جناح عليكم في التمتع اه قلت ويبتنى على الاشارة بالحج الى السلوك وبالاحلال الى تمامه وفيه ولا يجرمنكم شنآن قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام ان تعتدوا اي لا يكسبنكم بغض القوى النفسانية بسبب صدها اياكم عن السلوك ان تعتدوا عليها وتقهروها بالكلية فتتعطل وتضعف عن منافعها اه قلت هو نوع من قياس

بغیر القطرہ لا من باب التغییر وفیہ فمن اضطر الی تناول لذۃ فی مخمصۃ وھی الھیجان الشدید للنفس غیر متجانف لاثم غیر متحرف لرذیلۃ فان اللہ غفور رحیم فیستر ذلک ویرحم بمدد التوفیق وفیہ ومن یکفر بالایمان بان ینکر الشرائع والحقائق ویمتنع من قبولھا فقد حبط عملہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین بانکارہ الشرائع و الحقائق اھ بتغییر یسیر۔

قولہ تعالیٰ مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون فیہ ان الرخصۃ[۲۶۳] الشرعیۃ لانقص فیھا فوجدان الضیق فیھا مزاحمۃ للحق کما علیہ الغالون فی العمل۔

قولہ تعالیٰ مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام کرے تاکہ تم شکر ادا کرو) اس سے معلوم ہوا[۲۶۳] کہ رخص شرعیہ میں نقص کے شبہ سے تنگدل ہونا جیسا کہ عمل میں غلو کرنے والے سمجھتے ہیں حق کی مزاحمت ہے۔

قولہ تعالیٰ ولایجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا فیہ النھی عن العمل[۲۶۴] بالطبعیات فی المعاملات وھو من المجاھدات۔

قولہ تعالیٰ ولایجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا (ترجمہ اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تمکو اسپر باعث نہ ہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو) اسمیں معاملات میں طبعیات[۲۶۴] سے عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے۔

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم فیہ رد[۲۶۵] علی من یحقر نعم اللہ تعالیٰ الدنیویۃ فان ما من العظیم لیس بحقیر واکثر الجاھلین باللہ تعالیٰ یفرطون فیہ۔

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم پر ان کا قابو نہیں چلنے دیا) اسمیں اس شخص پر رد ہے[۲۶۶] جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یاایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا الخ فی الروح امر بالتطھیر لمن اراد الوقوف بین یدی الملک الکبیر جل شانہ وعظم سلطانہ وبدأ بالوجہ لانہ سبحانہ وتعالیٰ نقشہ بنقش خاتم صفاتہ وقال بعض العارفین ھذا خطاب للمؤمنین بالایمان العلمی اذا قاموا عن نوم الغفلۃ وقصدوا صلوۃ الحضور والمناجاۃ الحقیقیۃ والتوجہ الی الحق ان یطھروا وجوہ قواھم بماء العلم النافع الطاھر المطھر من علم الشرائع والاخلاق والمعاملات الذی یتعلق بازالۃ الموانع عن لوث صفات النفس و ایدیکم ای طھروا ایضا قواکم وقدرکم عن دنس تناول الشھوات والتصرفات فی مواد الرجس امسحوا برؤسکم وارجلکم فان القلب ذو وجھین احدھما الی الروح والرأس ھنا اشارۃ الیہ والثانی الی النفس وقواھا

واخری بالرجل ان تکون اشارۃ الیہ وان کنتم جنبا فاطہروا الجنابۃ غربۃ العبد عن موطنہ الذی ولیس الا العبودیۃ وکل ذلک یوجب التطہیر وان کنتم مرضیٰ بادواء الرذائل وعلی سفر فی بیداء الجہالۃ والحیرۃ بطلب الشہوات اوجاء احد منکم من الغائط ای الاشتغال بلوث المالی ملوثا بمحبتہ او لامستم النساء ای لازمتم النفوس وباشرتموہا فی قضاء وطرہا فلم تجدوا ماء علما یہدیکم الی التخلص عن ذلک فتیمموا صعیدا طیبا ارجعوا الی المرشدین ارباب الاستعداد فامسحوا بوجوہکم وایدیکم ای امسحوا ذواتکم وصفاتکم بما یتصاعد من انوار استعدادہم وتخلقوا باخلاقہم واسلکوا مسالکہم حتی تمحی عنکم تلک الہیات المہلکۃ وتبقی انفسکم صافیۃ (یعنی اذا لم یمکن الاستعانۃ بالتحقیق فاستعینوا بصحبۃ المشائخ) مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ای من ضیق ومشقۃ بکثرت المجاہدات ولکن یرید لیطہرکم من الصفات الخبیثۃ ویتم نعمتہ علیکم بالتکمیل ولعلکم تشکرون نعمۃ الکمال بالاستقامۃ والقیام بحق العدالۃ عند البقاء بعد الفناء واذکروا نعمۃ اللہ ومیثاقہ قال ابو عثمان النعم کثیرۃ واجلہا المعرفۃ بہ سبحانہ والمواثیق کثیرۃ اجلہا الایمان یا ایہا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ای من قوی نفوسکم المحجوبۃ وصفاتہا ان یبسطوا الیکم ایدیہم بالاستیلاء والقہر لتحصیل مآربہا ولذاذہا فکف ایدیہم عنکم ای فمنعہا عنکم بما اراکم من طریق التطہر والتنزیہ واتقوا اللہ واجعلوہ سبحانہ وقایۃ فی قہرہا ومنعہا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون برؤیۃ الافعال کلہا منہ عز وجل

اہ ملخصا۔

قولہ تعالیٰ وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا فیہ اصل لتسلیط الشیوخ خلفائہم نیابۃ عنہم علی عوام المریدین لتعہدہم وتصلح احوالہم للتربیۃ فیکلون کلا الی من بینہم مناسبۃ

قولہ تعالیٰ وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا (ترجمہ اور ہمنے اُن میں سے بارہ سردار مقرر کئے) اسمیں اصل ہے مشائخ اہل تربیت کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کردیتے ہیں کہ وہ اُن کی اصلاح وتعلیم کی نگرانی کریں اور اُن کو ایسوں کے سپرد کرتے ہیں جنہیں باہم مناسبت ہو۔

قولہ تعالیٰ فبما نقضہم میثاقہم لعناہم وجعلنا قلوبہم قاسیۃ لما کان بعض اقسام القبض ھی القساوۃ دل علی تسببہ عن المعاصی والمسئلۃ معروفۃ وقولہ تعالیٰ یحرفون الکلم عن مواضعہ الدال علی الاجتراء علی التحریف وقولہ تعالیٰ ونسوا حظا مما ذکروا بہ المفسر عند بعضہم بسقوط اشیاء من التوریۃ

قولہ تعالیٰ فبما نقضہم میثاقہم لعناہم وجعلنا قلوبہم قاسیۃ (ترجمہ تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اُنکو اپنی رحمت سے دور کردیا اور ہمنے اُن کے قلوب کو سخت کردیا) چونکہ بعض اقسام قبض سے یہ قساوت بھی ہے آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور یحرفون الکلم سے (جو کہ جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور نسوا حظا مما ذکروا بہ سے (جسکی تفسیر بعض نے یہ کی ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توریت کے انکی حافظہ سے ساقط ہوگئے تھے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں پس یہ قبض معاصی کا منشا بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں۔

تسلیط المشائخ خلفائہم علی المریدین۔ بعض مریدوں پر مسلط کرنا۔

تسبب بعض اقسام القبض عن المعصیۃ و تسببہ لہا۔ بعض اقسام قبض کا معاصی سے پیدا ہونا اور معاصی کا ان سے۔

من حفظهم ونحو ذلك كما في روح المعاني دل على سببية هذا القبض لامثال هذه المعاصي فهذا القبض كما ينشأ عن المعاصي كذلك ينشأ عنه المعاصي۔

قوله تعالیٰ فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة الخ دل على ان المعاصي كما هي سبب للنكال الآخرة كذلك هي سبب للنكال الاولى

قوله تعالیٰ فنسوا حظا مما ذکروا به فاغرینا بینهم العداوة (ترجمہ سو وہ بھی جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی اسمیں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہمنے اُن میں باہم قیامت تک کیلئے بغض و عداوت ڈالدیا) دال ہے اسپر[269] کہ معاصی جیسا عقاب آخرت کا سبب ہیں اسی طرح عقاب دنیا کا بھی کیونکہ خانہ جنگی یقینا دنیا میں عقاب ہے۔

قوله تعالیٰ ويعفو عن كثير في روح المعاني اي ولا يظهر كثيرا مما تخفونه اذا لم تدع اليه داعية دينية صيانة لكم عن زيادة الافتضاح اه فيه ان اهل الله لا يقصدون بعدا وتهم محض شفاء الغيظ النفساني اذا لم يترتب عليه الغرض الديني

قوله تعالیٰ ویعفو عن کثیر (ترجمہ اور بہت سے امور کو واگذاشت کر دیتے ہیں) روح میں اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ تمہارے بہت سے مخفی کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جبکہ اس کا کوئی دینی قوی داعی نہو تاکہ تمہاری دیدہ فضیحت نہو آہ اس سے معلوم[270] ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض شفاء غیظ نفسانی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اسمیں مصلحت دینی نہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے۔

قوله تعالیٰ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام دل على ان اصل المقصود هو ابتغاء الرضوان والوصول الى الجنة تابع له۔

قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام (ترجمہ اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں) اسپر دال ہے کہ اصل مقصود[271] طلب رضا ہے اور دخول جنت اسکے تابع ہے۔

قوله تعالیٰ لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم صريح في الرد على القائلين بالاتحاد بين الخلق والحق۔

قوله تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم (ترجمہ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح بن مریم ہیں) اسمیں اُن لوگوں پر[272] صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں۔

قوله تعالیٰ وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباءه الخ فيه الرد على من يدعي القرب الذي لا يؤاخذ معه على المعصية وكان مرادهم ذلك كما ينبئ عنه الرد عليهم بقوله تعالیٰ قل فلم

قوله تعالیٰ وقالت الیهود والنصاری نحن ابناء الله واحباءه الخ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) اسمیں اس[273] شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے قرب کا دعویٰ

يعذ بكم بذ نوبكم۔

کرتا ہو کہ انہیں معصیت پر بھی مواخذہ نہ ہوگا اور ان کی یہی مراد تھی جیسا قل فلم یعذبکم بذنوبکم سے رد کرنا اسپر دلالت کر رہا ہے۔

قوله تعالیٰ یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ فیه ان کون الشخص من بیت اهل الله من النعم التی یجب الشکر علیها لما فیه من تسهیل الدین علیه نعم لا یجوز التفاخر علیه والتعجب به۔

قوله تعالیٰ یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ (ترجمہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے) اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس تعلق سے اسپر دین سہل ہو جاتا ہے البتہ اسپر تفاخر و عجب جائز نہیں۔

قوله تعالیٰ ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین فیه ان المعصیة قد تفضی الی المضار العاجلة۔

قوله تعالیٰ ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (ترجمہ اور پیچھے واپس مت چلو کہ بالکل خسارہ میں پڑ جاؤ گے) اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دنیوی مضرتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

قوله تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ فیه ان الشیخ یجوز له التصرف بالحکم فی التابع له فی الدین کالتصرف فی نفسه وهذا کالمعاد فی اهل الطریق۔

قوله تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ (ترجمہ موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں) اخی کے بڑھانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں ویسا ہی حاکمانہ تصرف کرسکتا ہے جو اپنے نفس میں کرسکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے۔

قوله تعالیٰ قال انما یتقبل الله من المتقین فیه اظهار کماله الدینی شکرا لا فخرا۔

قوله تعالیٰ قال انما یتقبل الله من المتقین (ترجمہ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں) اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکراً جائز ہے نہ کہ فخراً۔

قوله تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک لما لم یکن ثم نص علی جواز القتل مدافعة کان هذا الجواز مشتبها فاحتاط هابیل عن ارتکابه فدل علی کون التحرز عن المشتبهات مطلوبا۔

قوله تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک (ترجمہ اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنیکے لئے دست درازی کریگا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ہوں) چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی نص نہ تھی جس سے قتل مدافعة کی اجازت ہو اسلئے ہابیل نے اسکے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہوا۔

قوله تعالیٰ فاصبح من النادمین لما ورد فی الحدیث

قوله تعالیٰ فاصبح من النادمین (ترجمہ سو وہ شرمندہ ہوا)

كتابة كل قتل على قابيل الدال على عدم نفع الندم ثبت به ان كل ندامة لا يكون توبة وانما التوبة ندم يكون بعده العذر والانكسار واهتمام التدارك

حدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جسکے بعد عذر اور انکسار اور تدارک کا اہتمام ہو۔

قوله تعالى انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله الخ سمى محاربة الرسول صلى الله عليه وسلم ومحاربة اهل شريعته وسالكي طريقته من المسلمين محاربة لله تعالى فدل على ان المعاملة مع اهل الله كالمعاملة مع الله تعالى۔

قوله تعالى انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مسلمین کے ساتھ محاربہ کرنے کو محاربہ مع اللہ تعالیٰ فرمانے سے اسپر دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے۔

قوله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة في تفسير البيضاوي وسل لي كذا اذا تقرب اليه من فعل الطاعات وترك المعاصي فالوسيلة هي الطاعات وفي روح المعاني استدل بعض الناس بهذه الآية على مشروعية الاستغاثة بالصالحين وجعلهم وسيلة بين الله تعالى وبين العباد الى قوله وكل ذلك بعيد عن الحق بمراحل واطال في ذلك فراجعه ينفعك ونبهت على ذلك لدفع الغلط في تفسير الوسيلة

قوله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة (ترجمہ اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو) وسل یعنی تقرب ہے جسکا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصلحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں (من روح المعانی)

قوله تعالى فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله يتوب عليه دل على توقف اعتبار التوبة على الاصلاح كرد مال السرقة ان امكن او استحلاله لنفسه من مالكه او انفاقه في سبيل الله ان جهله في هذا المقام۔

قوله تعالى فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله يتوب عليه (ترجمہ پھر جو شخص توبہ کرے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ اسپر توجہ فرماویں گے) اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کر دینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو تو ایسے موقع پر فی سبیل اللہ تصدق کرنا۔

قوله تعالى يا ايها الرسول لا يحزنك الذين الخ فيه ما عليه اهل الله من عدم المبالغة في الاهتمام بسوء حال المعرضين۔

قوله تعالى يا ايها الرسول لا يحزنك الذين الخ (ترجمہ اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپکو غمگین نہ کریں) اسمیں اہل طریق کی اس عادت کی اصل ہے کہ اہل اعراض کی بدحالی کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔

قوله تعالى يحرفون الكلم من بعد مواضعه في الروح

قوله تعالى يحرفون الكلم من بعد مواضعه (ترجمہ کلام کو

یغیرون[۲۸۴] قوانین الشریعۃ بتمویہات الطبیعۃ فمکن یاول القرآن والاحادیث علی وفق ہواہ ولیس مانحن فیہ من ہذا القبیل لان ذلک انما یکون بانکار ان یکون الظاہر مراد اللہ تعالیٰ فانہ کفر صریح وانما نقول المراد ہو الظاہر لکن فیہ اشارۃ الی اشیاء اخر لایکاد یحیط لہا نطاق الحصر ویوشک ان یکون ما ذکر بعضا منہا اھ۔

بعد اسکے کہ وہ اپنے موقعہ پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں) یعنی جیسے بعض ملحد قوانین شریعت[۲۸۴] کو تمویہات طبیعت سے متغیر کرنے میں جیسے کوئی قرآن وحدیث کو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق تاویل کرے اور صوفیہ محققین کی تاویل اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ ظاہر معنی کے مراد ہونے سے انکار نہیں کرتے کہ وہ کفر صریح ہے بلکہ ظاہر کے مراد ہوتے ہوئے اسمیں اور اشارات بھی مانتے ہیں اھ ملخصًا۔

قولہ تعالیٰ یقولون ان اوتیتم ہذا فخذوہ وان لم تؤتوہ فاحذروا الایۃ ناعیۃ[۲۸۵] علی من راجع العلماء لا للعمل بقولہم بل لرجاء موافقتہم غرضہ فیجعل قولہم جنۃ عن الملامۃ علی سوء حالہ وہو ظاہر۔

قولہ تعالیٰ یقولون ان اوتیتم ہذا فخذوہ وان لم تؤتوہ فاحذروا (ترجمہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر تمکو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا) اسمیں اس شخص کی مذمت[۲۸۵] ہے جو علماء کی طرف عمل کرنے کے لئے رجوع نہ کرے بلکہ اس امید سے رجوع کرے کہ شاید اسکی غرض کے موافق کوئی بات نکل آوے تو ان کے قول کو بدنامی کی سپر بنالے۔

قولہ تعالیٰ ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم فیہ دلالۃ[۲۸۶] علی ان ارادۃ الشیخ وشفقتہ لا یغنی شیئا بدون فضل اللہ وتوفیقہ۔

قولہ تعالیٰ ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم (ترجمہ اور جسکا خراب ہونا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں) اسمیں دلالت[۲۸۶] ہے کہ شیخ کی شفقت اور توجہ بدون فضل وتوفیق الٰہی کے کچھ نفع نہیں دیتی۔

قولہ تعالیٰ سماعون للکذب اکالون للسحت فیہ تنبیہ[۲۸۷] علی رحمۃ اللہ تعالیٰ بالعباد حیث علق الذم علی الاکثار والاصرار ولم یذمہم علی ما لا یخلو عنہ احد عادۃ وکذلک داب الشیوخ المربین یسامحون عن امثال ہذہ ما لم یکن مع الجرأۃ والاستخفاف۔

قولہ تعالیٰ سماعون للکذب اکالون للسحت (ترجمہ یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں) اسمیں خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت پر دلیل ہے کہ مذمت کو اکثار اور اصرار پر مرتب فرمایا سرسری خطا پر مذمت نہیں فرمائی جس سے عادۃً کوئی خالی نہیں ہوتا اور یہی شان ہوتی ہے مشائخ اہل تربیت[۲۸۷] کی کہ خفیف امور سے تسامح کرتے ہیں جب تک کہ جرأت اور استخفاف نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ فی الروح بتخریج الدیلمی عن ابن عمر رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ الایۃ فقال ہو الرجل یکسر سنہ

قولہ تعالیٰ فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ (ترجمہ اور جو شخص اسکو معاف کردے تو وہ اسکے لئے کفارہ ہو جاویگا) حدیث مرفوع میں یہ تفسیر ہے کہ کسی کا دانت توڑ دیا جاوے

[۲۸۴] ابطال التفسیر الباطنیۃ
[۲۸۵] ذم من یطلب الرخص فی الاستفتاء
[۲۸۶] ...
[۲۸۷] العفو عن الصغائر

اوجرح من جسدہ فیعفو فیحط عنہ من خطایاہ بقدر ماعفا عنہ من جسدہ الحدیث الی قولہ وفیہ ترغیب فی العفو اھ قلت ومثل ھذا [۲۸۸] العفو من اخلاق اھل اللہ تعالیٰ۔

یا بدن میں زخم کر دیا جاوے اور وہ معاف کر دے تو بقدر اسکے عفو کے اُسکی خطائیں عفو کر دی جاتی ہیں سو اسمیں ترغیب ہے عفو کی کذا فی الروح اور اس [۲۸۸] قسم کا عفو اہل اللہ کے اخلاق میں سے ہے۔

قولہ تعالیٰ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ [۲۸۹] الی قولہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم فیہ تصریح بما علیہ اھل اللہ۔

قولہ تعالیٰ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ الی قولہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم (ترجمہ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور اُن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے) اسمیں [۲۸۹] اہل اللہ کے طریق کی تصریح ہے۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا فی الروح قال بعضہم ان للہ سبحانہ بحار للارواح وانہار اللقلوب وسواقی للعقول ولکل واحد منہا شرعۃ فی ذلک ترد منہا کشرعۃ العلم وشرعۃ القدرۃ وشرعۃ الصمدیۃ وشرعۃ المحبۃ الی غیر ذلک وللہ عزوجل طرق [۲۹۰] بعدد انفاس الخلائق کما قال ابو یزید قدس سرہ والمراد بہا الطرق الشخصیۃ وکلہا توصل الیہ سبحانہ الی قولہ وقلما یتفق اثنان فی مشرب ونہج۔

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا (ترجمہ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہمنے ایک خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی) موافق تقریر اصل کے اسمیں [۲۹۰] اس قول کی طرف اشارہ نکل سکتا ہے طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق۔

قولہ تعالیٰ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون فی الروح وغالب الاخبار بین علی انہا نزلت فی علی رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم وابن مردویہ وغیرہما عن ابن عباس رضی اللہ عنہ باسناد متصل قال اقبل ابن سلام الی قولہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ای حال اعطاک فقال وھو راکع فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم تلا ھذہ الایۃ الحدیث فیہ بعد صحۃ وبلغنی انہ قیل لابن الجوزی کیف تصدق علی رضی اللہ عنہ بالخاتم وھو فی الصلوٰۃ والظن فیہ بل العلم الجازم ان لہ رضی اللہ عنہ شغلا شاغلا فیہا عن الالتفات الی ما لا یتعلق بہا وقد حکی عنہ ما یؤید ذلک کثیر فانشا یقول

قولہ تعالیٰ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون (ترجمہ اور زکوۃ دیتے ہیں کہ اُن میں خشوع ہوتا ہے) اس سے یہ امر بھی [۲۹۱] ماخوذ ہو سکتا ہے کہ اگر عین ذکر میں کسی ایسے شغل کا ہجوم و تقاضا ہو کہ اگر اُس سے فارغ نہ ہو تو اُس کا قلب مشغول رہے تو اُس سے جلدی فارغ ہو جانا مستحسن ہے اور اہل طریق کے نزدیک یہ معروف ہے۔

یسقی ویشرب لا تلھیہ سکرتہ		عن الندیم ولا یلھو عن الناس
اطاعۃ سکرہ حتی تمکن من		فعل الصحاۃ فہذا واحد الناس

آی فی الجواب ۱۲ منہ

اھ قلت ویؤخذ منہ[۲۹۱] استحسان تعجیل الفراغ عن ما یعتریہ فی عین حال الشغل مع الذکر مما لو یفرغ بقی قلبہ مشغولاً معہ ویعرفہ اہل الطریق۔

قولہ تعالیٰ فان حزب اللہ ھم الغالبون ولو حملت[۲۹۲] ھذہ الغلبۃ علی قوۃ القلب کما یکون لاھل اللہ تعالیٰ وان ھجمت علیھم اسباب المغلوبیۃ ظاھراً کان اسھل فی الفہم فان شئت ھذا لاجل التوکل والتعلق مع اللہ تعالیٰ کما قال تعالیٰ فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ اعلم۔

قولہ تعالیٰ فان حزب اللہ ھم الغالبون (ترجمہ و اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشبہ غالب ہے) اگر اس غلبہ کی تفسیر قوت قلب[۲۹۲] سے کی جاوے تو فہم میں اسہل ہو جائے۔ اور اہل اللہ پر خواہ اسباب مغلوبیۃ کا ظاہراً کتنا ہی ہجوم ہو مگر بوجہ توکل اور تعلق مع اللہ کے ان کو ضعف واستکانت نہیں ہوتا

قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا الی قولہ اولیاء فیہ التجنب[۲۹۳] عمن یسخر بالطریق واھلہ۔

قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا الی قولہ اولیاء (ترجمہ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ) اسمیں ایسے شخص سے علیحدگی[۲۹۳] رکھنے پر دلالت ہے جو اہل اللہ کے اور ان کے طریق کے ساتھ تمسخر کرے۔

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الی قولہ اضل عن سواء السبیل فیہ اظہار ذم[۲۹۴] المخالف للحق اذا کانت فیہ مصلحۃ دینیۃ وھو لا ینافی الصبر والحلم۔

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الی قولہ اضل عن سواء السبیل (ترجمہ جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور انپر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہوں اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں) اسمیں دلالت[۲۹۴] ہے کہ جب مصلحت دینیہ ہو تو مخالف کی ذم کو خوب ظاہر کرے اور یہ صبر وحلم کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ وتری کثیراً منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت فی الروح ای یقدمون بسرعۃ علی جمیع الرذائل[۲۹۵] لاعتیادھم لہا وتدربھم فیہا وکونہا ملکات لنفوسھم فالاثم رذیلۃ القوۃ النطقیۃ والعدوان رذیلۃ القوی الغضبیۃ واکل السحت رذیلۃ القوی الشھویۃ اھ

قولہ تعالیٰ وتری کثیراً منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت لبئس ما کانوا یعملون (ترجمہ اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں) اثم ایک رذیلہ ہے جو قوت نطقیہ سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ سے ناشی ہے اور اکل سحت ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ پر مرتب ہوتا ہے (تو اسمیں[۲۹۵] دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں)

قولہ تعالیٰ لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون

قولہ تعالیٰ لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔

فی الروح فان کان الفعل عن قصد سمی عملا ثم ان فصل بزاولۃ وتکرر حتی رسخ وصار ملکۃ لہ سمی صنعا اھ ففی الآیۃ حیث اورد فی ھذا یصنعون وفیما قبلہ یعملون تنبیہ[۲۹۶] علی ان الشیخ الذی یوثر لنھیہ فی کف المنھی عن فعل المنھی اقبح حالا من المرتکب فان الداعی لہ الی عدم الانتھاء انما ھو الشھوۃ والداعی لھذا الشیخ الی عدم النھی حب الدنیا وحب الدنیا اشد من الشھوۃ

(ترجمہ ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے) روح میں ہے کہ جو فعل محض قصد سے صادر ہو وہ عمل ہے اور جو مزاولت و اعتیاد سے صادر ہو وہ صنع ہے تو صنع میں زیادتی ہے عمل سے بس اس میں تنبیہ[۲۹۶] ہے کہ جو شیخ اور مقتدا باوجود امید اثر کے منع نہ کرے وہ زیادہ بدحال ہے اصل مرتکب سے کیونکہ مرتکب کے لئے داعی شہوت عارضی ہے اور اس شیخ کیلئے حب دنیا ہے جو ملکہ ہو گئی ہے اور حب دنیا شہوت سے اقبح ہے۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم فی الروح فما ظنک بالعارف السالک[۲۹۷] اذا قمع ھوی النفس معتصما بحبل اللہ تعالیٰ وسنۃ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ تعالیٰ یفیض علی قلبہ سجال فضائلہ و سحائب برکاتہ فتظھر ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ ولذا اکتب بعض العارفین بھذہ الآیۃ الی الامام ارشادا لہ الی معرفۃ طریق اھل اللہ عز شانہ اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (ترجمہ اور اگر یہ لوگ توراۃ اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پاس بھیجی گئی ہے اسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے) یہی حال ہے[۲۹۷] سالک کا کہ اگر پورا عمل کرے تو اسپر رزق معنوی یعنی فیوض و برکات کا افاضہ ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوریۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم دلت الآیۃ[۲۹۸] علی انہ لا یعتد بشیء من الکمالات بدون اتباع الشریعۃ

قولہ تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (ترجمہ آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اسکی بھی پوری پابندی نہ کروگے) اس[۲۹۸] سے معلوم ہوا کہ بدون اتباع شریعت کے کوئی کمال معتبر نہیں۔

قولہ تعالیٰ فلا تأس علی القوم الکفرین دل[۲۹۹] علی عدم القلق علی الحرص کما ھو شان المبالغین فی الشفقۃ

قولہ تعالیٰ فلا تأس علی القوم الکفرین (ترجمہ تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجئے) اسمیں[۲۹۹] دلالت ہے کہ اعراض کرنیوالے پر زیادہ قلق نہ کرے جیسا بعض مبالغین فی الشفقۃ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون دل علی ان[۳۰۰] اصل جمیع

قولہ تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون (ترجمہ جب کبھی ان کے پاس

الکبائر ھو اتباع الھویٰ ولذا تریٰ الصوفیۃ یکدحون فی استیصالھا۔

کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جسکو ان کا جی نہ چاہتا تھا تو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے) اسپر دال ہے کہ تمام کبائر کی اصل اتباع ہویٰ ہے اسی لئے صوفیا اس کے استیصال میں سخت کوشش کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ حسبوا ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم دل علی بطلان الاستعداد بمعنی اضمحلالہ کل الاضمحلال بالاصرار علی المعاصی۔

قولہ تعالیٰ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم (ترجمہ اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی ان میں کے بہتیرے) اسمیں دلالت ہے کہ اصرار علی المعاصی سے استعداد بالکل مضمحل ہو جاتی ہے اسی کو بطلان استعداد کہدیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم دل علی بطلان الحلول والاتحاد الذی یزعمہ جھلۃ الصوفیۃ۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم (ترجمہ بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہیں) اسمیں بطلان حلول واتحاد پر جسکے قائل جاہل صوفی ہیں دلالت ہے۔

قولہ تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا فیہ ابطال مما یزعمہ الجھلۃ من کون المشائخ متصرفین مستقلین۔

قولہ تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا الخ (ترجمہ آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تمکو نہ کوئی ضرر پہونچانیکا اختیار رکھتا ہے) اسمیں ابطال ہے مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا جیسا جاہلوں کا زعم ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا فیہ ابطال للرسوم المراغمۃ للشریعۃ ولو نسبت الی المشائخ ویجاب عنھم بتکذیب النسبۃ او کونھم ذا عذر صحیح۔

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا (ترجمہ اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں) اسمیں ان رسوم کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں گو مشائخ کی طرف منسوب ہوں اور اگر وہ مشائخ محققین ہیں تو ان کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کرینگے یا کسی عذر صحیح پر محمول کرینگے۔

قولہ تعالیٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون۔ فیہ ان العلوم والاخلاق لھا دخل عظیم فی الاعمال ولذا تری المشائخ المحققین لا یھتمون بالاعمال اھتمامھم بالعلوم والاخلاق۔

قولہ تعالیٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (ترجمہ یہ اس سبب سے ہے کہ انمیں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ علوم و اخلاق کو اعمال میں دخل عظیم ہے اسی لئے مشائخ کو اخلاق و علوم کا اہتمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے

قولہ تعالیٰ تری اعینهم تفیض من الدمع فیہ اثبات الوجد فانه حالة محمودة غريبة غير اختيارية۔

قولہ تعالیٰ تری اعینهم تفیض من الدمع (ترجمہ تو آپ انکی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں (امیں تحقیق وجد کا اثبات ہے کیونکہ وجد کی حقیقت یہ ہے حالة محمودة غريبة غير اختيارية۔

قولہ تعالیٰ وما لنا لا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین فیہ ان محض الطمع لا یعتد بہ بدون العمل۔

قولہ تعالیٰ وما لنا لا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین (ترجمہ اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہمکو پہونچا ہے اسپر ایمان نہ لاویں اور اسکی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمکو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کردیگا) امیں دلالت ہے کہ محض طمع بدون عمل کے معتد بہ نہیں۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم فیہ ابطال لما علیہ بعض المدعین للطریق من ترک الحیوانات تعبدا۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو) امیں رسم ترک حیوانات کا ابطال ہے جو بعض مدعیان طریقت کا طریق ہے۔

قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلاۃ فیہ ان المعاصی تتضمن المضار الدنیویۃ کتضمنها المضار الاخرویۃ۔

قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ (ترجمہ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمکو باز رکھے) امیں دلالت ہے کہ معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں اسی طرح دنیوی مضرتیں بھی ہیں۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا۔ فی تکریر التقوی والایمان اشارۃ الی ان فیهما درجات بعضها فوق بعض یتدرج فیها السالک وفی الروح عن العلامۃ الطیبی ان معنی الآیۃ انہ لیس المطلوب من المؤمنین الزهادۃ عن المستلذات وتحریم الطیبات وانما المطلوب منهم الترقی فی مدارج التقوی والایمان الی مراتب الاخلاص والیقین

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا (ترجمہ ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسکو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں) تقویٰ اور ایمان کو مکرر لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان دونوں میں بہت سے درجات ہیں کہ ایک دوسرے سے

فيسادم القدس بيد الحكماني وفي هذا النظم فجه ... غرق ہیں جنمیں سالک ترقی کرتا ہے۔

ما رواه الترمذي وابن ماجه عن قوله صلى الله عليه وسلم ليس الزهادة في الدنيا بتحريم الحلال ولا اضاعة المال ولكن الزهد ان تكون بما بيد الله تعالى اوثق منك بما في يدك انتهى ملخصاً۔

قوله تعالى. يا ايها الذين آمنوا ليبلونكم الله بشيء من الصيد الخ فيه اصل لما عليه بعض المشائخ من امتحانهم صدق المريد۔

قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا ليبلونكم الله بشيء من الصيد الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کسی قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریگا) اسمیں اصل ہے بعض مشائخ کی اس عادت کی کہ مرید کے صدق کا امتحان کرتے ہیں۔

قوله تعالى ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل الى قوله ومن عاد فينتقم الله منه فيه ما عليه اهل الرياضة من سياستهم انفسهم اذا هجست بما يسهل تحمله اولا ثم بما يصعب عليها اذا عادت للسيئة۔

قوله تعالى ومن قتله منكم متعمدا فجزاء مثل ما قتل الى قوله ومن عاد فينتقم الله منه (ترجمہ اور جو شخص تم میں اسکو جان بوجھکر قتل کریگا تو اسپر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جسکو اس نے قتل کیا ہے جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہونچائی جاوے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے اور خواہ اسکے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف کردیا اور جو شخص پھر ایسی حرکت کریگا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے) اسمیں اصل ہے اہل ریاضت کے اس طریق کی کہ اول خطا پر اپنے نفس کو ایسی سزا دیتے ہیں جسکا تحمل اسکو آسان ہوتا ہے اور اگر وہ پھر عود کرے تو ایسی سزا دیتے ہیں جو اسپر قدرے دشوار ہو۔

قوله تعالى احل لكم صيد البحر وطعامه فيه التعديل في الزهد والنهي عن الغلو فيه۔

قوله تعالى احل لكم صيد البحر وطعامه (ترجمہ تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا) اسمیں زہد کی تعدیل اور اسمیں غلو کرنے سے نہی ہے۔

قوله تعالى قل لا يستوي الخبيث والطيب ولو اعجبك كثرة الخبيث فيه عدم الاغترار بكثرة اهل الرسوم بمقابلة اهل الحقائق۔

قوله تعالى قل لا يستوي الخبيث والطيب ولو اعجبك كثرة الخبيث (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھکو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل حقائق کے مقابلہ میں اہل رسوم کی کثرت پر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

قوله تعالى ما جعل الله من بحيرة الآية اى ما شرع فيه رد وابطال لما ابتدعه اهل الجاهلية ومن نحا نحوهم من التعبد بتخصيص بعض الاشياء ببعض غير الله وشاع في جهلة زماننا ظاناين التقرب

قوله تعالى ما جعل الله من بحيرة (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے) یعنی ان چیزوں کو مشروع نہیں فرمایا اسمیں ابطال ہے اہل جاہلیت کی اس بدعت کا کہ بعض چیزوں کو غیر اللہ کے نامزد کردیتے تھے جیسا اب بھی

به الى الارواح الطيبة۔

بعض جہلا ارواحِ طیبہ کے ساتھ تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ایسا کرتے ہیں۔

قوله تعالىٰ واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه آباءنا فيه رد لما عليه الجهلة من الصوفية من تمسكهم بطريقة مشائخهم اذا عرضت عليهم الشريعة۔

قوله تعالىٰ واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه آباءنا (ترجمہ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں اُن کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا) اسمیں جاہل صوفیہ کے اس طریق کا ابطال ہے کہ جب اُن کے سامنے شریعت پیش کیجاتی ہے تو وہ اپنے مشائخ کے طریق سے تمسک کرتے ہیں۔

قوله تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم فيه على بعض التفاسير كما فى الروح المنع عن هلاك النفس حسرة واسفا على ما فيه الكفرة والفسقة فقد كان المومنون يتحسرون على الكفرة ويتمنون ايمانهم فنزلت اه وهذا ما هو عليه العارفون من عدم تصديهم لاحد مع امرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر۔

قوله تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم (ترجمہ اے ایمان والو اپنی فکر کرو) بعض تفاسیر پر جیسا روح میں ہے اسمیں کفار و فساق کی حالت پر زیادہ افسوس اور حسرت سے مومنین کو منع کیا گیا ہے اور یہی طریق ہے عارفین کا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر چکنے کے بعد کسی کے زیادہ درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا شهادة بينكم اذا حضر احدكم الموت الى آخر الايات فيه مراعاة الانتظام فى كل امر ولو كان دنيويا فان الاخلال فيه يفضى الى تعطيل مصالح الخلق من ذوى الحقوق

قوله تعالىٰ يا ايها الذين آمنوا شهادة بينكم اذا حضر احدكم الموت الى آخر الايات (ترجمہ اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے الخ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انتظام کی رعایت ہر امر میں ضروری ہے گو وہ امر دنیوی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بدانتظامی سے اہلِ حقوق کے مصالح میں خلل پڑجاتا ہے (جو کہ معصیت ہے)

قوله تعالىٰ قالوا لا علم لنا فى الروح وقيل ان ذلك الذهول لم يكن لخوف ولا حزن وانما هو من باب العزوم فى بحار الاجلال لظهور آثار تجلى الجلال اه ففيه اثبات لاحوال نحو الاستغراق والسكر والفناء والمحو والغيبة۔

قوله تعالىٰ قالوا لا علم لنا (ترجمہ وہ عرض کرینگے ہم کو کچھ خبر نہیں) روح میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ اس ذہول کی وجہ تجلی جلال کے آثار کا ظہور بتلائی ہے تو اسمیں ایسے احوال کا اثبات ہے استغراق و سکر و فنا و محو و غیبت۔

قوله تعالىٰ اذ قال الله يا عيسى بن مريم اذكر نعمتى

قوله تعالىٰ اذ قال الله يا عيسى بن مريم اذكر نعمتى

علیك وعلی والدتك دل علی ان کون المرء من اولاد اهل الله نعمته وشرف ایضا

علیك وعلی والدتك (ترجمہ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا اہل اللہ کی اولاد میں ہونا بھی ایک نعمت اور شرف ہے۔

قوله تعالیٰ قال اتقوا الله ان کنتم مومنین فی الردع عن اقتراح الآیات اه وفیه ردع عن تتبع الخوارق فی اهل الله تعالیٰ

قولہ تعالیٰ قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین (ترجمہ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو) یعنی ایسے معجزات کی درخواست سے بچو۔ اس میں اس سے بھی زجر ہے کہ اہل اللہ میں خوارق کو تلاش کیا جائے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم فی الروح یا ایها الذین آمنوا الایمان البرهانی لا تسألوا من ارباب الایمان العیانی عن اشیاء غیبیة وحقائق لا تعلم الا بالکشف ان تبد لکم تسؤکم لکلکم لقصورکم عن معرفتها فیکون ذلك سببا لانکارکم والله سبحانه غیور یغضب لاولیاءه کما یغضب اللیث للحرب وفی هذا کما قیل تحذیر لاهل البدایة عن کثرة سوالهم من الکاملین عن اسرار الغیب وارشادهم الی الصحبة مع التسلیم اه قلت ولا بعد ان قیل بشمول الآیة السوال عما ذکر وعلی هذا فالحاشیة کانها المتن۔

قد تمت سورة المائدة

سورہ مائدہ ختم ہوئی

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اخر التمهید

اضافہ از رسالہ تائید

سورة المائدة

سورہ مائدہ

قوله تعالیٰ یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام والسبل جمع السبیل قالوا السبل الی الله تعالیٰ کثیرة لا تحصی وهذه الآیة تدل علی صحة قولهم ای المسئلة المعروفة لان جواز طرق الوصول الی الله بعدد انفاس الخلائق وهذه کلها ترجع الطرق لحد مستقیم فاما المرجع الیه فقال تعالیٰ فیه ولا تتبعوا السبل۔

قولہ تعالیٰ یہدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام سبل جمع ہے سبیل کی اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ رستے اللہ تک پہونچنے کے بہت ہیں جن کا شمار نہیں اور یہ آیت ان کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے (یعنی اس مسئلہ پر جو ان سے مشہور ہے کہ طرق وصول الی اللہ بعدد انفاس خلائق ہیں) ان سب طریقوں کا مرجع ایک ہی مستقیم طریق ہے اور جس طریق کا مرجع یہ مستقیم طریق نہ ہو ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تتبعوا السبل

قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا (ھو من مقامات السالکین۔)

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ قال بعضھم الوسیلۃ فی الاحیاء الشیخ (ای ھو داخل فی عمومھا)

قولہ تعالیٰ وجاھدوا فی سبیلہ ای فی سبیل اللہ ھذا الامر بمجاھدۃ الصوفیۃ (ای ان الآیۃ عامۃ لہ)

قولہ تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا علی مذاق التصوف لا تشتروا بکراماتی وفراساتی التی ذکرھا منکم بھذا وانی کرمتکم بھا لتقویۃ لکم علی سیرکم وارتقائکم لا لوصولکم الی الدنیا (مالھا وجاھھا)

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا تدل علی ما تقدم من قولہ تعالیٰ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام (ای بطریق اثبات النظیر بالنظیر لا بطریق ادخال الجزئی فی الکلی لان ھذہ الشرعۃ والمنھاج منھا ما قد نسخ۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ولا تبلغ ما خصصناک بہ من الکشف والمشاھدۃ فانھم لا یطیقون حملہ وھذا دلیل علی صحۃ ما یقول المشائخ لا ینبغی ان یحکی واقعاتہ للناس فان مست الضرورۃ یحکی علی الشیخ فحسب علی قولہ تعالیٰ حکایۃ عن اسرائیل لا تقصص رؤیاک علی اخوتک

قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا (یہ منجملہ مقامات سالکین کے ہے)

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ زندوں میں ذریعہ شیخ ہے (یعنی وہ اسکے عموم میں داخل ہے)۔

قولہ تعالیٰ وجاھدوا فی سبیلہ یعنی اللہ کے رستہ میں صوفیہ کے مجاہدہ کا حکم ہے (یعنی آیت اسکو بھی عام ہے)

قولہ تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا مذاق تصوف پر یہ معنی ہیں نہ خرید و متاع قلیل میری ان کراستوں اور فراستوں کی عوض میں جو کہ تمسے ظہور ہیں حالانکہ میں نے تمکو ان سے اسلئے مشرف کیا تا کہ ان سے تمھاری سیر اور عروج کی تقویت ہو نہ اسلئے کہ انکے ذریعہ سے تم دنیا (کا مال وجاہ) وصول کرو۔

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا یہ آیت ماتقدم پر دلالت کرتی ہے یعنی اس آیت کے مضمون پر کہ یہدی بہ اللہ من اتبع الخ یعنی بطریق اثبات ایک نظیر کے دوسری نظیر سے نہ بطریق داخل کرنے جزئی کے تحت میں کلی کے کیونکہ اس شرع اور طریق میں بعضے منسوخ ہیں۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ الخ یعنی اور اس کشف و مشاہدہ کو نہ پہونچائے جسکی ساتھ ہمنے آپ کو خاص کیا ہے (اور تبلیغ کا امر نہیں کیا) کیونکہ یہ لوگ اسکی برداشت کی قوت نہیں رکھتے ہیں اور یہ مضمون مشائخ کے اس مقولہ کی صحت پر دال ہے کہ مناسب نہیں کہ اپنے واقعات لوگوں سے بیان کرے اور اگر ضرورت پڑے تو شیخ سے کہے اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد اسپر کافی دلیل ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اسے میرے بیٹے تم اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے مت بیان کرنا۔

قوله تعالىٰ ليس على الذين آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا فالله اثبت الايمان على ثلث درجات في هذه الاية ثم جعل الدرجة الرابعة احسانا۔

قوله تعالىٰ لا تسألوا عن اشياء ان تبد لكم تسؤكم ان السوال عن الاولياء والعرفاء عما يختص بهم ولا يضطر اليه سبب لفتنة زائدة فانه يجيب وقت الحالة وربما لا يوافقكم الجواب وتكذيب الولي وان لم يكن كفرا فهو عظيم (قلت هذا قياس سوال على سوال باشتراك العلة)

قولہ تعالیٰ۔ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان کے تین درجے قائم کئے پھر چوتھے درجہ کو احسان قرار دیا (جو عبارت ہے تصوف سے)

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اولیاء وعارفین سے (ایسی چیز کا جو ان کی ساتھ خاص ہے اور اسکے پوچھنے کی شدید ضرورت بھی نہیں) سوال کرنا بڑے فتنہ کا سبب ہے کیونکہ وہ غلبہ حالت کے وقت ضرور جواب دیں گے اور بسا اوقات وہ جواب تمھارے فہم کے موافق نہ ہوگا اور تکذیب ولی کی اگرچہ کفر نہیں پھر بھی وہ خطرناک امر ہے (میں کہتا ہوں کہ یہ قیاس ہے ایک سوال کا دوسرے سوال پر بوجہ اشتراک علت کے)

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة الانعام

قوله تعالىٰ الحمد لله الذي خلق السمٰوات والارض الاية في الروح وفي تعليق الحمد اولا باسم الذات ووصفه تعالىٰ ثانيا بما وصف به سبحانه تنبيه على تحقيق الاستحقاقين تحقق استحقاقه عز وجل الحمد باعتبار ذاته جل شانه وتحقق استحقاقه سبحانه وتعالىٰ باعتبار الانعام المؤذن به ما في خبر الموصول الواقع صفة ومعنى استحقاقه سبحانه وتعالىٰ الذاتي عند بعض استحقاقه جل وعلا الحمد بجميع اوصافه وافعاله وهو معنى قولهم انه تعالىٰ يستحق العبادة

سورة الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض الخ (ترجمہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) حمد کو اولاً اسم ذات سے متعلق کرنا پھر اسکو صفات خاصہ کی ساتھ موصوف کرنا اشارہ اس طرف ہے کہ حق تعالیٰ کو حمد کا استحقاق دو وجہ سے ہے من حیث الذات بھی من حیث الصفات بھی اور من حیث الذات کے معنی نفی صفات کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسوقت صفات کی طرف نظر نہیں۔

لذاته وانکر هذا البعض) صحة توجه التعظیم والعبادة الی الذات من حیث هی هو وقد صرح الامام فی شرح الاشارة عند ذکر مقامات العارفین ان الناس فی العبادة ثلث طبقات فالاولی فی الکمال والشرف الذین یعبدونه سبحانه وتعالی لذاته لا لشیء آخر والثانیة وهی التی تلی الاولی فی الکمال الذین یعبدونه لصفاته ویکون کونه مستحقا للعبادة والثالثة وهی آخرها الذین یعبدونه لتکمیل نفوسهم فی الانتساب الیه آه

قوله تعالی ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم فیه بیان حال المعاند حیث لا ینتفع بشیء ولذا لا یتصدی لهم اهل الطریق

قوله تعالی ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم (ترجمہ اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے) اسمیں معاند کے حال کا بیان ہے کہ وہ کسی طریق سے منتفع نہیں ہوتا اسی واسطے اہل طریق اس کے درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالی ولو انزلنا ملکا لقضی الامر فی الروح قیل فی سبب اهلاکهم علی تقدیر انزال الملک جسما اقترحوه انهم اذا عاینوه قد نزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صورته الاصلیة وهی آیة لا شیء ابین منها ثم لم یومنوا لم یکن بد من اهلاکهم فان سنة الله تعالی قد جرت بذلک من قبلهم ممن کفر بعد نزول ما اقترحوه روی هذا عن قتادة اه قلت علم به ان الاسلم عدم ظهور الخوارق۔

قوله تعالی ولو انزلنا ملکا لقضی الامر (ترجمہ اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا) اس صورت میں ان کے ہلاک ہونیکی وجہ یہ ہوتی کہ ایسے خوارق کے ظہور سے ان پر حجۃ آلہیۃ تام ہو جاتی اس سے معلوم ہوا کہ طریق اسلم خوارق کا ظاہر نہ ہونا ہی ہے۔

قوله تعالی کتب علی نفسه الرحمة فی الروح جملة صادحة بشمول رحمته عز وجل لجمیع الخلق مسوقة لبیان انه تعالی رؤف بالعباد وما یری منه من احکام الغضب لیس الا من سوء اختیار العباد بسوء استعدادهم الازلی لا من مقتضیات ذاته جل وعلا وفیه بعد ورق وانت اذا التفت ادنی التفات تعلم انه ما من اثر من آثار البطش الا وهو مطرز برحمة الله تعالی نعم تنقسم الرحمة من بعض الحیثیات الی قسمین رحمة محضة لا یشوبها شیء من النقمة کنعیم الجنة ورحمة قد تشوبها نقمة کتادیب الولد بالضرب رحمة به وکشرب الدواء المر للبشع وفیه فی کل غضب رحمة ولیس فی کل رحمة غضب اه ملخصا۔

قوله تعالی کتب علی نفسه الرحمة (ترجمہ اللہ تعالی نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمایا ہے) اپنے اطلاق سے اسپر دال ہے کہ حق تعالی کی رحمت سبکو عام اور شامل ہے چنانچہ ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی غضب ایسا نہیں جسمیں کچھ نہ کچھ رحمت نہ ملی ہو اور رحمت بہت سی ایسی ہیں جنمیں ذرا غضب نہیں اور مومنین معذبین پر رحمت ہونا تو ظاہر ہے یعنی تعذیب میں بھی کہ وہ تہذیب ہے اور بعد تعذیب بھی کہ مغفرت ہو جاویگی اور کفار معذبین پر اس طرح کہ حق تعالی نے اس عذاب سے اشد جو عذاب تھا اس سے محفوظ رکھا

قوله تعالی قل انی امرت ان اکون اول من اسلم

قوله تعالی قل انی امرت ان اکون اول من اسلم

الی قولہ تعالیٰ یوم عظیم فیہ عدم سقوط التکالیف حتی عن الانبیاء علیہم السلام۔

الی قولہ یوم عظیم (ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ مجھکو یہ حکم ہوا کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہدیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ تکالیف شرعیہ کسی سے حتی کہ انبیاءؑ سے بھی ساقط نہیں ہوتیں۔

بقاء التکالیف للانبیاء — بیان بقائے اعمال۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم فی الروح وذلک قبل ظھور ھذہ التعینات والیہ الاشارۃ بما شاع من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نبیا وآدم بین الماء والطین وقد اسلم نفسہ لمولاہ بلا واسطۃ وکل اخوانہ الانبیاء انما اسلموا نفوسہم بواسطتہ علیہ السلام فہو صلی اللہ علیہ وسلم المرسل الی الانبیاء علیہم السلام فی عالم الارواح وکلہم امۃ وہم نوابہ فی عالم الشہادۃ اھ۔

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو نص فی التصرف المستقل حتی عن المقبولین وفی الروح وفی ھذہ الآیۃ الکریمۃ رد علی رجاء کشف الضر من غیرہ سبحانہ وتعالیٰ واھل احدا سواہ وفی فتوح الغیب للجیلانی قدس سرہ ان اراد السلامۃ فی الدنیا والآخرۃ فعلیہ بالصبر والرضاء وترک الشکوی الی خلقہ وانزال حوائجہ بربہ عزوجل ولزوم طاعتہ وانتظار الفرج منہ سبحانہ وتعالیٰ والانقطاع الیہ فحرمانہ عطاء وعقوبتہ نعماء وبلاءہ دواء ووعدہ حال وقولہ فعل وکل افعالہ حسنۃ وحکمۃ ومصلحۃ غیر انہ عزوجل طوی علم المصالح عن عبادہ وتفرد بہ فلیس الا الاشتغال بالعبودیۃ من اداء الاوامر واجتناب النواہی والتسلیم فی القدر وترک الاشتغال بالربوبیۃ والسکون عن لم وکیف ومتی اھ۔

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (ترجمہ اور اگر تجھکو کوئی تکلیف پہونچاویں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں) اسمیں غیر اللہ سے تصرف مستقل کی نفی ہے حتی کہ مقبولین سے بھی اور نیز اسمیں رد ہے اس پر جو غیر اللہ سے ازالۂ ضرر کی توقع رکھے۔

نفی التصرف المستقل عن الکاملین ورد الرجاء والخوف من غیر اللہ تعالیٰ — نفی تصرف مستقل از اولیاء اللہ ورد رجاء وخوف از غیر اللہ۔

قولہ تعالیٰ وھم ینھون عنہ وینأون عنہ قال بعض المفسرین ان الضمیر المرفوع لابی طالب واتباعہ او اضرابہ والمجرور للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی معنی ینھون عن اذیتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولا یؤمنون بہ کذا فی الروح قلت فدل علی ھذا التفسیر علی ان الحب الطبعی والنصرۃ القومیۃ لاھل اللہ لا یجدی بدون الحب العقلی۔

قولہ تعالیٰ وھم ینھون عنہ وینأون عنہ (ترجمہ اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں) بعض مفسرین کے نزدیک مراد ان لوگوں سے ابوطالب اور اُن کے اتباع ہیں کہ اوروں کو ضرر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے مگر خود آپ پر ایمان لانے سے دور رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی ونصرۃ قومیہ بدون حب عقلی کے نافع نہیں۔

حب اھل اللہ الطبعی لا ینفع بدون الحب العقلی — اہل اللہ سے حب طبعی بدون عقلی کے نافع نہیں۔

قولہ تعالیٰ وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم فی الروح قیل حملھا علی الظھر حقیقۃ وانہ تجسم

قولہ تعالیٰ وھم یحملون اوزارھم علی ظھورھم (ترجمہ اور حالت اُن کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے

الی قوله ولا مانع من الحمل علی الحقیقة واجراء الکلام علی ظاهره وقد قال کثیر من اهل السنة بتجسم الاعمال فی تلك الدار وهو الذی یقتضیه ظاهر الوزن اه وساق فی ذلك احادیث قلت وهو مسئلة التمثل۔

قوله تعالی وان کان کبر علیك اعراضهم الی قوله فلا تکونن من الجاهلین نص فی جواز تخلف المراد عن ارادة العبد حتی عن ارادة سید الخلق فکیف یعتقد فی احد لزوم استجابة دعاءه کما علیه الغالین

ہوں گے) حقیقی معنی اسکے یہی ہیں کہ خود اعمال کو اپنی کمر پر لادینگے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اعمال بشکل اجسام متمثل ہو جاویں پس جب حمل علی الحقیقة ممکن ہے تو اسکو ترک نہ کریں گے اور بہت اہل سنت تجسیم اعمال کے قائل ہیں پس اس تقریر پر آیت مسئلہ تمثل پر دال ہوگی۔

قوله تعالی وان کان کبر علیك اعراضهم الی قوله ولو شاء الله لجمعهم علی الهدی (ترجمہ اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ پر جمع کر دیتا) اسمیں نص ہے کہ ارادہ عبد سے مراد کا تخلف ہو سکتا ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے بھی پھر کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ اہل غلو کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اسکی دعا کا قبول ہونا لازم ہے۔

الحاشیة قوله تعالی وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شئ ثم الی ربهم یحشرون فی الروح الضمیر للامم المذکورة فی النظم الکریم وصیغة جمع العقلاء لاجرائها مجراهم والتعبیر عنها بالامم ومن الناس من جعلها دلیلا علی ان للحیوانات باسرها نفوسا ناطقة کما لافراد الانسان والیه ذهب الصوفیة وبعض الحکماء الاسلامیین واورد الشعرانی فی الجواهر والدرر ادلة وفیه واغرب الغریب عند اهل الظاهر ان الصوفیة جعلوا کل شئ فی الوجود حیا دراکا یفهم الخطاب ویتالم کما یتالم الحیوان وما یزید الحیوان علی الجماد الا بالشهوة ویستندون فی ذلك الی الشهود وفیه وانا لا اری مانعا من القول بان للحیوانات نفوسا ناطقة وهی متفاوتة الادراك حسب تفاوتها فی افراد الانسان وهی مع ذلك کیفما کانت لا تصل فی ادراکها وتصرفها الی غایة یصلها الانسان والشواهد علی هذا کثیرة ولیس فی مقابلتها قطعی یجب تاویلها لاجله اه ملخصا۔

قوله تعالی فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شئ فی الروح من النعم الکثیرة کالرفاء وسعة الرزق مکرا بهم واستدراجا لهم اه قلت وکذلك حال من بقی حاله وذوقه مع عصیانه وطرده فهو استدراج۔

قوله تعالی فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شئ (ترجمہ پھر جب وہ لوگ اُن چیزوں کو بھولے رہے جنکی اُن کو نصیحت کیجاتی تھی تو ہمنے اُن پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے) یعنی انکو استدراجًا نعمتیں عطا فرمائیں اور اسی کی نظیر اس شخص کا حال ہے جسکا ذوق

معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے یہ اس کے لئے استدراج ہوتا ہے (جیسے بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے)۔

قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی فیہ نفی خواص الالوھیۃ من القدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط عن العبد ونفی التنزہ عن آثار البشریۃ واثبات للعبدیۃ التی من لوازمہا امتثال امر المولیٰ والاتباع بالوحی وللبشریۃ التی من لوازمہا الاکل والشرب والغضب والرضاء

قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی (ترجمہ آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں) اسمیں دو چیزوں کی نفی ہے ایک تو عبد سے خواص الوہیت قدرۃ کاملہ وعلم محیط کی نفی اور دوسرے بشر سے تنزہ عن البشریۃ کی نفی اور دو چیزوں کا اثبات ہے ایک عبدیت کا جسکے لوازم میں سے امتثال امر اور اتباع وحی ہے اور دوسری بشریت کا جسکے لوازم میں سے اکل و شرب و غضب و رضا ہے

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون ربہم الی قولہ فانہ غفور رحیم فیہ بعض حقوق المریدین من عدم طردھم وحبس نفسہ معھم وتبشیرھم بالسلامۃ والرحمۃ وقبول التوبۃ

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون ربہم الی قولہ فانہ غفور رحیم (ترجمہ اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں الخ) اسمیں مریدین کے بعض حقوق کا بیان ہے کہ ان کو بلا مصلحت دینیہ اپنے سے مطرود نہ کرے اور ان کے پاس مقید ہو کر بیٹھے اور ان کو سلامت ورحمت وقبول توبہ کی بشارت دے۔

قولہ تعالیٰ وھو الذی یتوفاکم باللیل مع قولہ تعالیٰ حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا فی الروح وقد جاء اسناد الفعل الی ملک الموت فقط باعتبار انہ المباشر والی اللہ تعالیٰ باعتبار انہ سبحانہ الآمر الحقیقی وقد اشرنا فیما تقدم ان بعض الصوفیۃ قال ان المتوفی یکون ھو اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ تارۃ والملک وتارۃ الرسل غیرہ وذلک حسب اختلاف احوال المتوفی۔

قولہ تعالیٰ وھو الذی یتوفاکم باللیل مع قولہ تعالیٰ حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا (ترجمہ اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے مع قولہ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آپہنچتی ہے اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں) روح میں ہے کہ بعض صوفیہ قائل ہوئے ہیں کہ قبض ارواح کبھی حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور کبھی ملک الموت اور کبھی دوسرے فرشتے جنکو رسل کہا گیا اور یہ متوفی کے احوال کے تفاوت پر ہے

قولہ تعالیٰ تدعونہ تضرعا وخفیہ فی الروح ای اعلانا واسرارا کما روی عن ابن عباسؓ والحسن والاعلان والاسرار یحتمل ان یراد بہما ما باللسان

قولہ تعالیٰ تدعونہ تضرعا وخفیہ (ترجمہ تم اسکو پکارتے ہو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے) یعنی اعلانا و اسرارا اور اعلان واسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان

ویحتمل ان یراد بھما اما باللسان والقلب اھ فیشمل الآیۃ بعمومہا مشروعیۃ اقسام الذکر الجلی والخفی باللسان او بالقلب۔

دوسرا یا القلب کذا فی الروح۔ پس آیت ف ۳۲۷ اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیۃ پر دال ہوئی جلی و خفی پھر خفی باللسان یا یا القلب۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وما علی الذین یتقون من حسابھم من شیٔ ولکن ذکری لعلھم یتقون فی الروح جوز ان یکون المعنی ان المتجردین لایحتجبون بواسطۃ مخالطۃ المحجوبین ولکن ذکرناھم لعلھم یزیدون فی التقوی اھ۔

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا فی الروح قیل المراد بالدین العید الذی یعادا الیہ ای یعود بالوجہ الذی شرع اللہ تعالیٰ کعید المسلمین او بالوجہ الذی لم یشرع من العبث اللھو کاعیاد الکفرۃ لان اصل معنی الدین العادۃ والعید معتاد کل عام و نسب ذلک لابن عباسؓ اھ قلت ف ۳۲۸ ویدخل فیہ اکثر اعراس متصوفۃ زماننا لاشتمالھا علی المنکرات من الملاھی او البدعات۔

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا۔ (ترجمہ اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہو) بعض نے کہا ہے کہ دین کے معنی عادۃ ہیں اور عادت سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے پس اسمیں کفار کی اعیاد جنمیں لہو و لعب ہوتا تھا داخل ہے۔ میں ف ۳۲۸ کہتا ہوں کہ اسمیں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات والبدعات کے داخل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ ھدنا اللہ کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران کذلک یبتلی فی الحیرۃ والدھشۃ ف ۳۲۹ من خرج عن طریق القوم بعد الدخول فیہ کما یشاھد وھو الحیرۃ المذمومۃ ودلیل الاشتمال عموم الھدایۃ کما فی الروح ای الی التوحید حدالاسلام او الی سائر ما یترتب علیہ الفوز فی الآخرۃ علی ما قیل اھ

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ ھدنا اللہ کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران (ترجمہ اور کیا ہم اُلٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کہ کوئی شخص ہو کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو) اسی طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہوجاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہوجاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت ف ۳۲۹ مذمومہ ہے اور اسی اشتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آگے جو ہدی واقع ہوا ہے اس سے مراد عام ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ توحید و اسلام یا دوسرا اسباب فوز آخرت۔

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراھیم لابیہ آزر الخ فیہ ف ۳۳۰ ان الاشتغال باللہ تعالیٰ لاینافی المناظرۃ مع اھل الباطل مالم یجاوز الحد و فیہ ان الخشونۃ ربما ترجح علی الرفق فان المقامات متفاوتۃ۔

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراھیم لابیہ آزر الخ (ترجمہ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا الخ) اسمیں دلالت ف ۳۳۰ ہے کہ مشغولی مع الحق و مناظرہ مع اہل باطل میں تنافی نہیں جب تک کہ حد و سے تجاوز نہ ہو

اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ فی الروح وهذا منه علیه السلام علی سبیل الفرض وارخاء العنان مجاراة مع ابیه وقومه فان المستدل علی فساد قول یحکیه ثم یکره علیه بالابطال وفیه ولعل سلوک تلک الطریقة فی بیان استحالة ربوبیة الکوکب دون بیان استحالة الٰهیة الاصنام کما قیل لان هذا اخفی بطلانا واستحالة من الاول فلو صدع بالحق من اول الامر کما فعله فی حق عبادة الاصنام لتمادوا فی المکابرة والعناد اه ففیه رعایة الاصلح للمخاطب فی باب النصح والارشاد فاثر فی ذکر الاصنام الخشونة وفی ذکر الکواکب اللیونة وهکذا شان الحکماء من الشیوخ المصلحین۔

قولہ تعالیٰ فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ (ترجمہ پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے) روح میں ہے کہ ابطال ربوبیۃ کواکب میں نرم عنوان (مجاراۃ کا) اختیار فرمایا اور ابطال ربوبیۃ اصنام میں سخت عنوان اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کواکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیۃ اصنام خفی تھا اس میں اگر اول ہی خشونت اختیار کیجاتی تو لوگ مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا اھ تو اس سے معلوم ہوا کہ نصح و ارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اسکی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء مصلحین کی یہی شان ہے۔

رعایۃ الاصلح فی الارشاد — ارشاد میں مخاطب کے لئے اصلح کی رعایت۔

قولہ تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا فیه التحرز عن صورة الدعوی التی کانت فی الاکتفاء علی قوله ولا اخاف فزاد التحرز منها الا ان یشاء ربی۔

قولہ تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا (ترجمہ اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا) اس میں صورۃ دعوی سے احتیاط ہے جو صرف لا اخاف پر اکتفا کرنے میں متوہم تھا اسلئے الا ان یشاء بھی بڑہا دیا۔

التحرز عن الدعوی — صورت دعوی سے بھی احتیاط

قولہ تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن لم یقل فنحن احق بالامن مع کون الاحق بالامن متعینا لاجل استنزالهم عن مرتبة المکابرة والاعتساف الی سنن الانصاف وهذا هو مسلک اهل الشفقة فی ارشاد مخالفی الحق الی الحق۔

قولہ تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن (ترجمہ سو ان دونوں جماعتوں میں سے اس کا کون زیادہ مستحق ہے) باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا فنحن احق بالامن کیونکہ اس اخبار میں مخاطب سے اعتساف کرنا اور اس استفہام میں انصاف کی طرف اسکو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا مخالفین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے۔

مسلک اہل الشفقۃ فی المحاجۃ — مناظرہ میں مشفقین کا طرز۔

قولہ تعالیٰ وکذلک نجزی المحسنین فی الروح قیل ای نجزیهم مثل ما جزینا ابراهیم علیه السلام برفع درجاته وکثرة اولاده والنبوة فیهم اه ففیه دلالة علی ان لصلاح الآباء له دخل فی صلاح الابناء

قولہ تعالیٰ وکذلک نجزی المحسنین (ترجمہ اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں) روح میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں جیسی ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی کہ ان کے درجات بلند کئے ان کی اولاد میں ترقی دی

دخل صلاح الآباء فی صلاح الاولاد

وھو مشاھد فی اولاد المشایخ یکون فیھم ما لا یکون فی غیرھم من شان الرشد ما لم یعارضہ معارض۔

اولاد میں نبوت عطا فرمائی (اس میں[۲۴۴] دلالت ہے کہ آباء کی صلاح و احسان کو صلاح ابناء میں بھی دخل ہے کہ ان کے محسن ہونے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کی جاتی ہے چنانچہ مشائخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ایسی ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی بشرطیکہ کوئی معارض پیش نہ آجائے۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناھم وھدیناھم حاصل الاول الجذب فان الجبی[۲۴۵] فی اللغة الجلب وحاصل الثانی ھو السلوک فان الھدایة ھو اراءة الطریق مع الوصول او بدونہ۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناھم وھدیناھم (ترجمہ اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی) اول کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی ارادہ طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون وصول۔

قولہ تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون فیہ ان اللہ تعالیٰ لیس لہ محبوب[۲۴۶] بذاتہ بحیث لا یجازیہ بحال کما ھو زعم الجھلة فی حق سید الانبیاء علیہ الصلوٰة والسلام او بعض الاولیاء من امتہ علیہ الصلوٰة والسلام

قولہ تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون (ترجمہ اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے) اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ کسی حال میں اس کو سزا نہ دے جیسا جہلاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا بعض اولیاءِ امت کے حق میں (مثل حضرت غوث اعظمؒ) خیال ہے کہ معشوق عرفی سمجھتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ وفی حکمہ من اختلق رؤیا کما فی الحدیث من الوعید علیہ ومن ادعی وارداً واتھاماً کاذباً وفی الروح ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً کمن ادعی الکمال والوصول الی التوحید والخلاص عن کثرة صفات النفس و زعم انہ باللہ عزوجل وانہ من اھل الارشاد وھو لیس کذلک او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ کمن سمی مفتریات وھمہ وخیالہ ومخترعات عقلہ وفکرہ وحیاً وفیضاً من الروح القدس اھ

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ (ترجمہ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی) اور اسی[۲۴۷] کے حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی وارد یا الہام کاذب یا کسی کمال یا توحید حقیقی وفنا یا شیخت کا دعویٰ کرے یا اپنے اوہام وخیالات کو فیض غیبی کہے۔

قولہ تعالیٰ لتھتدوا بھا فیہ اثبات[۲۴۸] الاسباب ومشروعیة الانتفاع بھا وانہ لا ینافی التوکل مطلقاً

قولہ تعالیٰ لتھتدوا بھا (ترجمہ تاکہ تم ان کے ذریعہ سے رستہ معلوم کر سکو) اس میں[۲۴۹] اسباب کا اثبات اور ان

ہے جس سے ترقی کی ہیں، شیخ کی خدمت پر دلالت ہے یعنی علی الاطلاق یہ جو اتنی اگر کسی نفس کی تہذیب نہ ہو

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ الخ فیہ ان النظر الی الخلق اذا کان للوصول الی الحق لیس بمذموم بل ہو مطلوب او التجلی الالہی فی المصنوع لا فی الخلق اذن یکون مرآۃ للحق تعالیٰ

قولہ تعالیٰ انظروا الی ثمرہ الخ (ترجمہ دیکھو ہر ایک کے پھل کو تو دیکھئے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مخلوق کی طرف نظر کرنا جبکہ الحق کیلئے ہو مذموم نہیں بلکہ اگر مقصود یہ ہو کہ مصنوع میں صانع کی تجلی ہو تو مطلوب ہے کیونکہ اس وقت مخلوق آئینہ حق تعالیٰ کی ہوگی

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار فی الروح الحجۃ البصر نطلق کما قال الراغب علی الجارحۃ الناظرۃ وعلی القوۃ التی فیہا وعلی البصیرۃ وہی قوۃ القلب المدرکۃ وادراک الشیٔ عبارۃ عن الوصول الی غایتہ والاحاطۃ بہ او تمثیلہ فلا دلالۃ علی نفی ادراکہ تعالیٰ بالکنہ مطلقا فی الدنیا والآخرۃ ولو حمل البصر علی الجارحۃ کما ذھب الیہ اکثر المتکلمین فالمراد نفی الرؤیۃ فی الدنیا کما یرد تقییدہ بہا عن الحسن وغیرہ نقلہ عنہ فی روح المعانی

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار (ترجمہ اسکو کوئی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی) اگر بصر کو عام کہا جاوے بصر اور بصیرت کو جیسا راغب نے کہا ہو تو ادراک کی تفسیر بالکنہ کی جاوے ہوگی اور حکم عام ہوگا دنیا و آخرت کو اور اگر بصر کو جارحہ کیساتھ خاص کہا جاوے تو مراد نفی رویت کی ہوگی دنیا میں چنانچہ روح میں حسن سے یہی قید دنیا کی منقول ہے۔

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ وکذا قولہ فی ما بعدہا وما انت علیہم بوکیل فیہ ما علیہ اہل الطریق من عدم التصدی لاحد بعد اداء حق الارشاد

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ (ترجمہ اور میں تمہارا نگراں نہیں ہوں) اور اسکے بعد یہ قول وما انت علیہم بوکیل اسمیں اہل طریق کے اس معمول پر دلالت ہے کہ حق ارشاد ادا کر کے پھر کسی کے درپے نہیں ہوتے۔

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ فیہ ان الطاعۃ اذا ادت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکہا اذا لم تکن الطاعۃ واجبۃ ومن ثم تری اہل الارشاد یمنعون عن کثیر مما یری طاعۃ وانما تکون مفضیۃ الی المفاسد فی نظرہم الذی یرون بہ ما لا یری غیرہم۔

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ (ترجمہ اور دشنام مت دو ان کو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے) اسمیں دلالت ہے کہ اگر کوئی طاعت کسی معصیت کا سبب بنجاوے اور وہ طاعت واجب نہو تو اس طاعت کو ترک کر دیا جاوے اور اسی جگہ سے اہل ارشاد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے امور سے منع کر دیتے ہیں جو ظاہراً طاعت معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی نظر میں وہ مفضی الی المفاسد ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں سمجھتے۔

قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا فی الروح باب الاشارۃ ای انہم

قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا مع قولہ تعالیٰ ولو اننا نزلنا الیہم الملئکۃ

طلبوا خوارق العادات واعرضوا عن اتباع البینات لاحتجابهم بالحس والمحسوس قل انما الآیات عند الله فیاتی بها حسبما تقتضیه الحکمة اھ وفی قوله تعالیٰ ولو اننا نزلنا الی قوله ما کانوا لیومنوا دلالة علی عدم لزوم النفع لمعاینة الخوارق فطلبها لیس طریقا للهدایة وانما طریقها اتباع البینات

الی قوله ما کانوا لیومنوا (ترجمہ اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لا کر جمع کر دیتے تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے الخ) اس سے معلوم ہوا کہ خوارق کے معائنہ سے نفع لازم نہیں پس اس کی طلب کرنا درست کا طریق نہیں بلکہ اس کا طریق بینات کا اتباع ہے یعنی شیخ میں بجائے کرامات کے تتبع کرے اس کے کمال علم و عمل کی تحقیق کرے بعد اس کا اتباع کرنے)

قوله تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون المراد الظن الذی لا یستند الی مستند شرعی جمعا بین هذه الآیة وبین دلائل صحة بعض الظن فدلت الآیة علی عدم حجیة الکشف والالهام فی الاحکام لاسیما اذا جزم بهما وفی الروح فی باب الاشارة ای ما یتبعون لکونهم محجوبین فی مقام النفس بالاوهام والخیالات الا الظن وانهم الا یخرصون بقیاس الغائب علی الشاهد اھ۔

قوله تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون (ترجمہ وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں) مراد اس ظن سے وہ ظن ہے جو کسی دلیل شرعی کی طرف مستند نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ باب احکام میں کشف و الہام حجت نہیں خاص کر ان کا جزم کرنا تو بالکل ہی باطل ہے۔

قوله تعالیٰ وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم الله علیه وقد فصل لکم فی روح المعانی وسبب نزول الآیة علی ما قاله الامام ابو منصور ان المسلمین کانوا یتحرجون من اکل الطیبات تقشفا وتزهدا فنزلت اھ ففیه النهی عن الغلو فی الزهد کما علیه بعض الجهلة من الصوفیة۔

قوله تعالیٰ وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم الله وقد فصل لکم (ترجمہ اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ روح میں امام ابو منصور سے منقول ہے کہ بعضے مسلمان تقشف وزہد کے سبب بعض طیبات کو نہ کھاتے تھے اس پر آیت نازل ہوئی اھ پس اس میں ممانعت ہے غلو فی الزہد سے جیسے بعض جاہل صوفی کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ وذروا ظاهر الاثم وباطنه دل علی تقسیم الاثم الی ما بالجوارح وما بالقلب کما فی الروح عن الجبائی والمسئلة من الضروریات عند القوم۔

قوله تعالیٰ وذروا ظاهر الاثم وباطنه (ترجمہ اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ جس طرح جوارح سے ہوتے ہیں اسی طرح بعضے گناہ قلب سے بھی ہوتے ہیں۔

قوله تعالیٰ او من کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس فیه تسمیة معرفة الطریق

قوله تعالیٰ او من کان میتا فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس (ترجمہ ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا

الحق نوراً وهو دائر على لسان القوم

پھر ہمنے اسکو زندہ بنادیا اور ہم نے اسکو ایسا نور دیا کہ اسکو

اسکو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے) اسمیں طریق حق کی معرفت کو نور فرمایا ہے اور یہ اطلاق قوم کی زبان پر دائر سائر ہے

قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته في الروح المعنى ان منصب الرسالة ليس مما ينال بما يزعمونه من كثرة المال والولد وتعاضد الاسباب والعدد وانما ينال بفضائل نفسانية ونفس قدسية افاضها الله تعالى بمحض الكرم والجود على من كمل استعداده ونص بعضهم على انه تابع لله لاستعداد الذاتي مع

قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته ترجمہ اس موقعہ کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے یعنی منصب رسالت کا مدار کثرت مال و اولاد و سامان دنیوی نہیں ہے بلکہ کمال استعداد ہے جس سے نفس قدسیہ پر رسالت کا فیضان ہوجاتا ہے کذا فی الروح ملخصاً (اسمیں دلالت ہوئی کہ استعداد فیضان کی شرط عادی ہے)

لا يستلزم الايجاب الذي يقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء اعطى ذلك وان شاء امسكه وان استعد المحل وما في المواقف من انه لا يشترط في الاهل الاستعداد الذاتي بل الله تعالى يختص برحمته من يشاء محمول على الاستعداد الذاتي الموجب فقد جرت عادة الله تعالى ان يبعث من كل قوم اشرفهم واطهرهم جبلة اه قلت ان اريد بالذاتي ما اودعه الله تعالى بلا واسطة سبب متقدم عليه فسلم وان اريد به ما هو غير مجعول كما ذهب اليه صاحب الروح تحت قوله تعالى ولو اننا نزلنا اليهم الملئكة الآية فلا قبله و ان نسبه الى كثير من اهل الكشف وان ثبت عنهم يأول والا فيلزم عجزه عن خلق ما يخالف مقتضاه تعالى عن ذلك علواً كبيراً فافهم

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا فيه اثبات لبعض اقسام البسط والقبض وهما العقليان وهما الاصل في الباب كما اشار اليه صلى الله عليه وسلم حين قيل له كيف الشرح يا رسول الله فقال نور يقذف في الصدر فينشرح له وينفسح فقيل هل لذلك من آية يعرف بها يا رسول الله فقال عليه الصلوة والسلام الانابة الى دار الخلود والتجافي عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل لقاء الموت فقط

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا (ترجمہ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں اور جسکو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اسکے سینہ کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں) اسمیں اثبات ہے بسط و قبض کے بعض اقسام کا اور وہ قبض و بسط عقلی ہیں اور یہی دونوں باب سلوک میں اصل ہیں (اور بسط و قبض طبعی غیر معتد بہ ہیں)

قوله تعالى وربك الغني ذو الرحمة زيادة ذو الرحمة نص صريح في بطلان ما يزعمونه من ان معنى الغني من لا يبالي بمصلحة العباد وقد

قوله تعالى وربك الغني ذو الرحمة (ترجمہ اور آپکا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے) ذو الرحمۃ کا بڑھا دینا ابطال ہے اس زعم کا کہ بعضے اغنا کے معنی یہ سمجھتے ہیں

۲۵۴ معرفت کا نور ہونا

۲۵۵ استعداد کا شرط عادی فیضان ہونا

القبض والبسط العقلیان ۲۵۶

بسط و قبض عقلی

۲۵۷ بطلان تفسیر الغنی بمن لا یبالی بمصالح العباد

ابتلی به کثیر من الخواص فضلا عن العوام۔

کہ بندوں کی مصلحت کی پروا نہیں فرماتے اور اس میں بہت سے خواص بھی مبتلا ہیں۔

قوله تعالیٰ وجعلوا الله مما ذرأ الی آخر الرکوع من قوله تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مهتدین فیه رد لکثیر من بدعات زماننا التی تضاهی البدعات المذکورة فی هذه الآیات فانك لو تأملت فیهما لوجدتهما متطابقتین وقد شاعت هذه الرسوم حتی فی المدعیین للمشیخة۔

قوله تعالیٰ وجعلوا الله مما ذرأ الی آخر الرکوع من قوله تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مهتدین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں الی آخر الرکوع) ان آیتوں میں ہمارے زمانہ کے بہت سی بدعات کا رد ہے جو بدعات مذکورہ فی الآیات کے مشابہ ہیں اگر تم غور کرو تو دونوں کو منطابق دیکھو اور یہ رسوم مدعیان مشیخت تک میں شائع ہو رہی ہیں۔

قوله تعالیٰ وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قوله ذلك جزیناهم ببغیهم دل علی ان المعاصی مما دخل فی حرمان العبد عن النعم الدنیویة۔

قوله تعالیٰ وعلی الذین هادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قوله ذلك جزیناهم ببغیهم (ترجمہ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دئے تھے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ دنیوی نعمتوں سے محروم رہنے میں معاصی کا بھی دخل ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا الآیة فیه نفی للجبر المذموم۔

قوله تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء الله ما اشرکنا (ترجمہ یہ مشرکین یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ ہم شرک کرتے) اسمیں جبر مذموم کا ابطال ہے۔

قوله تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین دل علی تعلیم التوحید الکامل من الاستسلام فی جمیع احواله التشریعیة والتکوینیة بان یفوض جمیعها الیه تعالیٰ اطاعة لما امر به ورضیٰ بما قضی به۔

قوله تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا) یہ توحید کامل کی تعلیم پر دال ہے یعنی جمیع احوال تشریعیہ وتکوینیہ میں استسلام اور تفویض کرنا عمل اور اطاعت سے بھی اور رضا بالقضاء سے بھی۔

تمت سورة الانعام

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی آخر التمهید

سورة الانعام

قوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

تمت سورة الانعام

اضافہ از رسالہ تائید

سورة الانعام

قوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

(الف) ...من الفجور وهم الظلمین من غیر فصل بین الظالم والفاسق والکافر لان الظالم یشملهم۔

قوله تعالی فلما جن علیه اللیل الی قوله وما انا من المشرکین (وهذا یکون مبادی مشاهدات العرفاء بعض رؤیة الانوار) فهذه الآیة دالة علی ان السالک فی طریق الله تعالی ینبغی ان یکون عاقلا فطنا دراکا ناظرا مستدلا غیر غافل عما یجوز علی الله وعما لا یجوز علی الله فی ذاته وصفاته

قوله تعالی واجتبیناهم وهدیناهم ای جذبناهم الینا من غیر السیر فی الطریقة والتصفیة بالمجاهدة وهدیناهم الی صراط مستقیم لیجهدوا فینا ویرتاضوا فی طریقنا۔

قوله تعالی اولئك الذین هدی الله فبهدیهم اقتده فی هذه الآیة دلالة ظاهرة علی ان المرید لا بد له من شیخ یقتدی به۔

قوله تعالی ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء عام فی کل مدع کذاب سواء یدعی النبوة او الولایة کیف ما کان مهما کان کذابا دخل تحت هذه الآیة

قوله تعالی فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام وهو تسلیم النفس والقلب والدنیا والآخرة وما فیهما کلها الی الله تعالی واختیار الله وحده ویشرح صدره ای یجعل قلبه واسعا حتی یسع بخروج ما اسلم ونزول ما اختار وسئل النبی صلی الله علیه وسلم عن ذلك قال نور یقذف فی القلب فینشرح به۔

انہیں ظالم کی مجالست سے ممانعت فرمائی ہے ... ظالم اور فاسق اور کافر میں کیونکہ ظالم سب کو شامل ہے (پس ... صحبت بد سے بچنا ثابت ہوا)

قوله تعالی فلما جن علیه اللیل الی قوله وما انا من المشرکین اور یہ مشاہدات عارفین کی ابتدائی چیزیں ہیں (یعنی انوار کو دیکھنا بعض احوال میں) تو یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ سالک راہ حق کو چاہیئے کہ عاقل ہو دانا ہو ... سمجھ دار ہو صاحب نظر و فکر ہو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں جو اعتقاد جائز ہے اور جو جائز نہیں اس سے غافل نہو۔

قوله تعالی واجتبیناهم وهدیناهم یعنی ہمنے اُن کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سیدھے رستہ کی ہدایت فرمائی تاکہ ہمارے لئے مجاہدہ کریں اور راستہ میں ریاضت کریں۔

قوله تعالی اولئك الذین هدی الله فبهدیهم اقتده اس آیت میں اس بات پر کھلی ہوئی دلالت ہے کہ مرید کیلئے ایک شیخ ایسا ہونا ضرور ہے جسکی وہ پیروی کرے۔

قوله تعالی ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء یہ ہر جھوٹے مدعی کو عام ہے خواہ نبوت کا دعوی کرے یا کسی قسم کی ولایت کا جب جھوٹا ہوگا تو اس آیت میں داخل ہوگا۔

قوله تعالی فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام۔ ہدایت یہ ہے کہ نفس اور قلب اور دنیا اور آخرت کو اور جو اُن کے درمیان میں ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اور صرف اللہ ہی کو اختیار کرلے اور کھول دیتا ہے اُسکے سینہ کو یعنی اُس کے قلب کو وسیع کر دیتا ہے یہانتک کہ جس چیز کو اختیار کیا ہے اُسکے آجانے کی اسمیں گنجائش

پوچھا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ اسکی وجہ سے کشادہ ہو جاتا ہے ۔

تمت الملحقة

سورة الاعراف

قوله تعالیٰ کتاب انزل الیك فلا یکن فی صدرك حرج منه لتنذر به وذکری للمؤمنین قوله لتنذر متعلق بقوله انزل ففیه الامر للمرشد بالارشاد و نھی له عن الغم بغوایة من یرید ارشاده فلا یستغنی عنه کل الاستغناء ولا یقاسی له کل عناء ولیکن الامر بین الشفقة والاستغناء ۔

قوله تعالیٰ فمن ثقلت موازینه الخ قیل ثقلت ای غلبت بینا للفاعل موازینه ای موازین حسناته ومن خفت ای غلبت بینا للمفعول ویؤخذ منه حکم من تساوت حسناته وسیئاته یعنی هم بین هولاء وهولاء وهم اهل الاعراف علی قول و کذلك ینبغی ان یعامل بالناس فی الدنیا بان من کان غالب حاله الصلاح یعد صالحا وان کان فیه شیء من اللمم لعم یجب علیه ان یصلح نفسه ۔

قوله تعالیٰ ولقد مکنا کم فی الارض وجعلنا لکم فیها معایش حاصل الاول الجاه والثانی المال وذکرهما فی موقع المنة دلیل علی کونهما نعمة یجب الشکر علیهما فلا یذمان بل یذم الانهماك فی تحصیلهما ۔

اضافہ تمام ہوا

سورة الاعراف

قوله تعالیٰ کتاب انزل الیك فلا یکن فی صدرك حرج منه لتنذر به الخ (ترجمہ یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اسلئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس سے ڈرائیں الخ) لتنذر متعلق ہے انزل کے پس اسمیں مرشد کو ارشاد کا امر ہے اور اگر مخاطب اس ارشاد کو قبول نہ کرے تو مرشد کو غم کرنے سے نہی ہے پس مرشد نہ بالکلیہ مستغنی ہو اور نہ رنج و ضیق میں پڑ جائے ۔

قوله تعالیٰ فمن ثقلت موازینه الخ (ترجمہ پس جسکا پلہ بھاری ہوا الخ) ثقلت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ غالب ہوں اور خفت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ مغلوب ہوں یعنی اول آیت میں حسنات کے غالب ہونے کا حکم ہے اور دوسری آیت میں ان کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے اور اسی سے دونوں کی تساوی کا حکم معلوم ہو جاویگا یعنی وہ دونوں حالتوں کے درمیان میں ہونگے ۔ اور یہ لوگ ایک قول پر اہل اعراف ہیں اور لوگوں کی ساتھ دنیا میں اسی کے موافق معاملہ کرنا چاہیئے کہ جسکی غالب حالت صلاح ہو اسکو صالح سمجھا جاوے اگرچہ اسمیں کچھ خفیف سی برائی بھی پائی جاتی ہو ہاں خود اس شخص پر یہ ضرور واجب ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے ۔

قوله تعالیٰ ولقد مکنا کم فی الارض وجعلنا لکم فیها معایش ۔ (ترجمہ اور بیشک ہمنے تمکو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لیے سامان زندگانی پیدا کیا) اول کا حاصل جاہ ہے اور ثانی کا مال اور ان دونوں کا موقع منت میں ذکر کرنا دلیل ہے ان کے

نعمت قابل شکر ہونے کی سو یہ دونوں چیزیں مذموم نہیں ہاں ان کی تحصیل میں انہماک یہ بیشک مذموم ہے۔

الحاشیة فی الروح ولقد مکنا کم فی الارض اذ جعلنا کم خلفاء فیها وجعلنا لکم فیها معایش متعددة دون غیرکم فان له معیشة واحدة لان الانسان فیه ملکیة وحیوانیة وشیطانیة فمعیشة روحه معیشة الملک ومعیشة بدنه معیشة الحیوان ومعیشة نفسه الامارة معیشة الشیطان وله معایش غیر ذلک وهی معیشة القلب بالشهود ومعیشة السر بالکشوف ومعیشة سر السر بالوصال قلیلا ما تشکرون ولو شکرتم ما رضیتم بالدون اھ۔

قوله تعالیٰ قال انا خیر منه خلقتنی من نار الخ ورثته من یرجح رایه او رؤیته من الکشف او الوجدان علی الشرع۔

قوله تعالیٰ قال انا خیر منه خلقتنی من نار الخ (ترجمہ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا) اور اس تقدیم رای علی النص میں ایسا شخص ابلیس کا وارث ہے جو اپنی رای کو یا رویت کو خواہ کشف سے ہو یا وجدان وذوق سے ہو شرع پر ترجیح دیتا ہے۔

قوله تعالیٰ قال فاهبط منها ای من تلک الحضرة فما یکون لک ان تتکبر فیها لان الکبریاء فیها کذا فی الروح ففیه دلالة علی کون الکبر مانعا عن الوصول بالقبول فی الحضرة الالهیة۔

قوله تعالیٰ قال فاهبط منها (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر) یعنی درگاہ الٰہی سے دور ہو کیونکہ تکبر اس درگاہ کے منافی ہے کذا فی الروح بس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ کبر درگاہ الٰہی میں وصول مقبولیت سے مانع ہے۔

قوله تعالیٰ انک من المنظرین دل علی ان کون الدعوة مستجابة لیس دلیلا علی القبول کما اغتر به بعض الجهلة۔

قوله تعالیٰ انک من المنظرین (ترجمہ تجکو مہلت دی گئی) اسمیں دلالت ہے کہ دعا کا قبول ہو جانا قبولیت کی دلیل نہیں جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں۔

الحاشیة قوله تعالیٰ ثم لاٰتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم فی الروح قال بعض حکماء الاسلام ان فی البدن قوی اربعا القوة الخیالیة التی یجتمع فیها مثل المحسوسات وموضعها البطن المقدم من الدماغ والیه الاشارة بقوله من بین ایدیهم والقوة الوهمیة التی تحکم فی غیر المحسوسات بالاحکام المناسبة للمحسوسات ومحلها البطن المؤخر من الدماغ والیها الاشارة بقوله ومن خلفهم والقوة الشهوانیة ومحلها الکبد وهو عن یمین الانسان والیها الاشارة بقوله تعالیٰ وعن ایمانهم والقوة الغضبیة ومحلها القلب الذی هو فی الشق الایسر والیها الاشارة بقوله وعن شمائلهم والشیطان ما لم یستعن بشیء من هذه القوی لا یقدر علی القاء الوسوسة وهذا عندی نوع من الاشارة کما لا یخفی اھ۔

قوله تعالیٰ قال اخرج منها مذؤما الخ الظاهر ان الکلام کان بلا واسطة فدل علی ان المکالمة لیست من علامات القبول۔

قوله تعالیٰ قال اخرج منها مذؤما الخ (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل) ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بلا واسطہ ہوا سو اس سے معلوم ہوا کہ ہمکلام ہونا بھی علامات قبول سے نہیں۔

تقدیم الرای علی النص — کون الکبر مانعا عن الوصول — کون استجابة الدعاء لیس من علامات القبول — عدم کون المکالمة من علامات القبول

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما دل علی اجتماع العصمة والتصرف الشیطانی الذی لا یصل الی المعصیة فان فعل آدم علیه السلام لم یثبت کونه معصیة اصطلاحیة وانما سماه الله تعالیٰ معصیة لغة وانما کان اجتهادیا یثاب علی الخطا منه وان ماجری علیه بهذا الخطاء لم یزد علی کشف عورتهما فیما بینهما وظاهر انه مباح فیما بین الزوجین ولما ثبت کون هذا التناول خطاء اجتهادیا ثبت کون النهی ظنی الدلالة مع کونه قطعی الثبوت فدل علی ان ترک مثل هذا الظنی الذی فیه مساغ للاجتهاد لا یوجب الطرد والعقاب نعم یوجب الضرر الدنیوی وهذا هو الامر فی مخالفة الالهام والکشف الذی یحتمل الخطاء یلحق بمخالفته ضرر دنیوی لا عقاب اخروی فافهم واحفظ فکم من علماء ومشائخ غلطوا فی المسئلة فالعلماء جوزوا مخالفة الالهام کل تجویز والمشائخ حرموها کل تحریم والامر بینهما کما بینت والله اعلم۔

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما (ترجمہ پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا الی قوله تعالیٰ پس جب اُن دونوں نے جو درخت کو چکھا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ عصمة کے ساتھ ایسا تصرف شیطانی جمع ہوسکتا ہے جو حد معصیت تک نہ پہونچا ہو کیونکہ آدم علیہ السلام کے فعل کا معصیت شرعیہ ہونا ثابت نہیں ہوا اگرچہ لغۃً حق تعالیٰ نے اسکو معصیت فرمایا ہے وہ صرف ایک اجتہادی خطا تھی جس پر ثواب بھی ملتا ہے اور اس خطا پر جو سزا جاری کیگئی ہے وہ صرف دونوں کے بدن کا ایک دوسرے کے سامنے کھلجانا ہے جو زوجین میں مباح ہے اور جب اسکا خطاء اجتہادی ہونا معلوم ہوگیا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نہی باوجود قطعی الثبوت ہونے کے ظنی الدلالۃ تھی جسمیں اجتہاد کی گنجائش تھی تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جس دلیل ظنی میں اجتہاد کی گنجائش ہو اُسکا ترک کرنا طرد و عقاب کا موجب نہیں البتہ اس سے دنیوی ضرر ہوجاتا ہے اور (اشتراک علت سے) یہی حکم ہے کشف والہام کی جو کہ محتمل خطا ہیں مخالفت کا کہ اُسکے خلاف کرنے سے عذاب اخروی تو نہیں ہوتا لیکن کچھ دنیوی ضرر لاحق ہوجاتا ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ علماء تو اسکی بالکل مخالفت کو بھی جائز رکھتے ہیں اور مشائخ اسکو بالکل حرام سمجھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم فی الروح والقضیة مطلقة لا دائمة وفیه وعلی هذا لا یفسق مدعی رؤیتهم فی صورهم الاصلیة اذا کان مظنة للکرامة ولیس فی الآیة اکثر من نفی رؤیتهم کذلک بحسب العادة الی قوله ومن هذا یعلم ان القول بکفر مدعی تلک الرؤیة خارج عن الانصاف فتدبره۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم (ترجمہ وہ اور اُسکا لشکر تم کو اس طور پر دیکھتا ہے کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے) روح میں ہے کہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں پس اگر کوئی شخص جنات کو اُنکی اصلی صورت میں دیکھنے کا دعوی کرے خاصکر جبکہ مظنہ کرامت کا بھی ہو اُسکو فاسق اور جھوٹا نہ کہا جاویگا اور آیت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ عادۃً اس طرح نہیں دکھائی دیتے۔

[illegible]

قوله تعالیٰ واقیموا وجوهکم عند کل مسجد وادعوه مخلصین له الدین فی الآیة امر بالجمع باصلاح الظاهر والباطن فان اقامة الوجه طاعة ظاهرة والاخلاص طاعة باطنة

قولہ تعالیٰ واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین الخ (ترجمہ اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اُس عبادت کو اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو)

اس آیت میں حکم ہے اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنیکا اقیموا میں اول اور مخلصین میں ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

قوله تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون فی الروح الفواحش رذائل القوة البهیمیة والبغی رذائل القوة السبعیة وان تقولوا رذائل القوة النطقیة اهـ۔

قولہ تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش الخ (ترجمہ آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو الخ) یہ اشارہ ہے رذائل قوۃ بہیمیہ کی طرف اور بغی میں رذائل قوۃ سبعی کی طرف اور ان تقولوا میں رذائل قوہ نطقیہ کی طرف۔

قوله تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء کذالک فی النشاة الدنیویة لا تفتح لهم ابواب الملکوت کما قال فی الروح باب الاشارة فلا تعرج ارواحهم الی الملکوت ولا یدخلون الجنة ای جنة المعرفة والمشاهدة والقرب حتی یلج الجمل ای جمل نفسهم

قولہ تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء (ترجمہ جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے) روح میں ہے کہ اسی طرح ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ابواب ملکوت کشادہ نہیں ہوتے۔

المستکبرة فی سم الخیاط ای خیاط احکام الشریعة الذی یخاط به ما شقته سین اشفاق، سمته اداب الطریقة لانها دقیقة جدا ولو ج ذلک الجمل لا یمکن مع الاستکبار بل لا بد من الخضوع والانقیاد وترک الحظوظ النفسانیة وحینئذ یکون الجمل اقل من البعوضة بل ادق من الشعرة فحینئذ یلج فی ذلک السم اهـ۔

قوله تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها کذلک الشیخ لا یکلف المرید فوق وسعه فی باب الاصلاح۔

قولہ تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها (ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے) اسی طرح شیخ بھی مرید کو باب اصلاح میں اس کے تحمل سے زیادہ اسکو تکلیف نہیں دیتا۔

قوله تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل فی الروح ای قلعنا ما فی قلوبهم من حقد مخفی فیها وعداوة کانت بمقتضی الطبیعة لامور جرت

قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل (ترجمہ اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اسکو دور کر دیں گے) روح میں ہے کہ ان کے قلوب میں جو بمقتضائے طبیعت بعض

بینھم فی الدنیا اھ ففیہ دلیل علی ان الغل الطبعی الغیر الاختیاری غیر مانع من دخول الجنۃ

معاملات دنیویہ کے سبب کچھ مخفی عداوت وکینہ تھا وہ نکال دینگے اھ اس سے ثابت ہوا کہ جو کینہ طبعی غیر اختیاری ہو وہ دخول جنت سے مانع نہیں۔

قولہ تعالیٰ وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ صریح فی ان الوصول الی المقصود وھبی لا کسبی والکسب الذی لہ دخل ما فیہ ظاہرا فذلک الکسب ایضا وھبی۔

قولہ تعالیٰ وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ (ترجمہ اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر حق تعالیٰ ہمکو نہ پہونچاتے) اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وصول الی المقصود وہبی ہے کسبی نہیں اور جس کسب کا ظاہرا کچھ دخل بھی ہے وہ کسب خود وہبی ہے۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا کذلک کما فی الروح الذین یصدون السالکین عن سبیل اللہ ای الطریق الموصلۃ الیہ سبحانہ ویبغونھا عوجا بان یصفوھا بما ینفر السالک عنھا من الزیغ والمیل عن الحق اھ کاھل البدعۃ واصحاب الریاء۔

قولہ تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا (ترجمہ جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے ہیں اور اسمیں کجی تلاش کرتے رہتے ہیں) ان ہی کے مشابہ وہ لوگ ہیں جو سالکین طریق حق تعالیٰ کو روکتے ہیں اور اسمیں کجی کا قصد کرتے ہیں اسطرح پر کہ اسکو ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے سالک کو نفرت ہوجاوے جیسے اہل بدعت اور اہل ریاء۔

قولہ تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ فی الروح قیل ان الکفار لما کانوا عبید البطون حراصا علی الطعام والشراب فماتوا علی ما عاشوا وحشروا وادخلوا النار علی ما ماتوا طلبوا الماء او الطعام اھ ودل علی بقاء الذ مائم بعد الموت۔

قولہ تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ (ترجمہ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈالدو یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے) بعض نے کہا ہے کہ چونکہ یہ کفار شکم کے بندے اور کھانے پینے کے حریص تھے تو اسی حالت میں مرے اور اسی حالت پر انکا حشر ہوا کہ کھانا اور پانی ہی مانگتے رہے اھ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذمائم بعد مرگ بھی باقی رہینگے

قولہ تعالیٰ ثم استوی علی العرش فی الروح وانت تعلم ان المشھور من مذھب السلف فی مثل ذلک تفویض المراد الی اللہ تعالیٰ فھم یقولون استوی علی العرش علی الوجہ الذی عناہ سبحانہ منزھا عن الاستقرار والتمکن وان تفسیر الاستواء

قولہ تعالیٰ ثم استوی علی العرش (ترجمہ پھر عرش پر قائم ہوا) سلف کا مذہب ایسے نصوص میں تفویض مراد کی حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی جو استواء حق تعالیٰ نے مراد لیا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی شان کے موافق ہے وہی مراد ہے اور اکثر حضرات صوفیہ کا یہی مذہب ہے۔

بالاستیلاء تفسیر مرذول اذ القائل به لا یسعه ان یقول کاستیلائنا بل لا بد ان یقول هو استیلاء لا نؤمن به عز وجل فلیقل من اول الامر هو استواء لا نؤمن به جل وعلا وقد اختیار ذلک السادة الصوفیة قدس الله تعالیٰ اسرارهم وهو اعلم واسلم واحکم خلافا لبعضهم اه۔

مسئلة الروح ۲۸۸ ظنیة الصوفیة فی المتشابهات

قوله تعالیٰ الا له الخلق والامر فی الروح واستخرج سفیان بن عیینة من هذا ان کلام الله تعالیٰ شانه لیس بمخلوق فقال ان الله تعالیٰ فرق بین الخلق والامر فمن جمع بینهما فقد کفر یعنی من جعل الامر الذی هو کلامه سبحانه من جملة ما خلقه فقد کفر لان المخلوق لا یقوم الا بمخلوق مثله کذا فی تفسیر الخازن ولیس بشیء کما لا یخفی واخرج ابن ابی حاتم ان الخلق ما دون العرش والامر ما فوق ذلک وشاع عند بعضهم اطلاق عالم الامر علی عالم المجردات اه قلت قوله لیس بشیء لاحتمال التفسیر الثانی الذی حاصله ان الخلق ما هو من المادة فنفیه کما یقتضیه کون الامر مقابلا له لا یستلزم القدم وانما یستلزم نفی المادة عما هو من الامر قلت وعلی هذا الاحتمال الصحة اطلاق الامر علی المجردات فاتضح من هذا معنی قول الصوفیة ان اللطائف من عالم الامر ای انها من المجردات ومعنی کونها فوق العرش کما فی التفسیر الثانی لیس معناه ان مکانها فوق العرش لان التمکن من خواص المادیات بل المراد انها لیست بمکانیة فعبر عن کونها غیر متمکنة بکونها فوق العرش لان العرش

معنی قول الصوفیة ان اللطائف من عالم الامر وانها فوق العرش ۲۸۹

صوفیہ کے اس قول کی تحقیق کہ لطائف عالم امر سے اور فوق العرش ہیں ۲۹۰

قوله تعالیٰ الا له الخلق والامر (ترجمہ یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا) روح میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اس سے کلام الٰہی کا غیر مخلوق ہونا مستنبط کیا ہے یعنی کلام حق اُس کا امر تو یقیناً ہے اور امر کو مقابل فرمایا ہے خلق کا تو معلوم ہوا کہ وہ خلق سے منزہ ہے اور یہ استدلال کچھ نہیں اسلئے کہ یہاں دوسری تفسیر بھی محتمل ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ خلق تو ما تحت عرش کے ہے اور امر ما فوق عرش کے ہے آہ حاصل اس تفسیر ثانی کا یہ ہو سکتا ہے کہ خلق مادیات کے ساتھ خاص ہے تو کلام اللہ وامر کی مادیت کی نفی سے غیر مخلوق ہونا لازم نہیں آتا اور اس سے مجردات پر عالم امر کے اطلاق کی صحت معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ نے جو لطائف کو عالم امر سے کہا ہے اور اُسکو فوق العرش بھی کہا ہے اس کی اصل نکل آئی یعنی فوق العرش کی تفسیر یہی ہے کہ وہ مادیات میں سے نہیں تو اس بنا پر صوفیہ کے ان احکام کی اصل سلف سے بھی معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ دوسری تفسیر محتمل یہ ہو کہ الامر تخصیص بعد التعمیم ہو یعنی پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکم کرنا بھی کہ ایک فرد ہے پیدا کرنے کی یعنی خطاب کو پیدا کرنا تو اس بنا پر اسمیں صوفیہ کی یہ تائید نہ ہوگی۔

اقصی الامکنة فافهم والله اعلم ومن ثم تقول الصوفیة ان هذه اللطائف فوق العرش فاحکام الصوفیة هذه لیست بمحض اصطلاحات بل لها اصل عن السلف ویحتمل ان یکون قوله کما لا یخفی اشارة الی احتمال التخصیص بعد التعمیم وعلیه لا یتمشی جمیع ما مر من تائید الصوفیة بقول السلف ویبقی مضمون المسئلة کشفیة وعنوانها اصطلاحیة۔

قوله تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیة فی الروح ای اعبدوه تضرعا وخفیة اشارة الی طریق الجلوة والخلوة او ادعوه بالجوارح والقلب انه لا یحب المعتدین المتجاوزین عما امروا به بترک الامتثال والذین یطلبون منه سواه آه

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ (ترجمہ تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی) اسمیں اشارہ ہے طریق جلوت وخلوت کی طرف یا عبادت جوارح وقلب کی طرف۔

قوله تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا فی الروح وهذا کما قال غیر واحد مثل لمن ینجع فیه الوعظ والتنبیه من المکلفین ولمن لا یؤثر فیه شیء من ذلک اه وایده بآثار موقوفة وروایات مرفوعة ثم قال فی باب الاشارة (قلت لم یبق فیه بعد بعد هذه الادلة) ما نصه والبلد الطیب وهو ما طاب استعداده یخرج نباته باذن ربه حسنا غزیرا نفعه والذی خبث وهو ما ساء استعداده لا یخرج الا نکدا لا خیر فیه اه ففیه دلیل علی مسئلة الاستعداد۔

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا (ترجمہ اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اُس کا پیداوار تو خدا تعالیٰ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اُس کا پیداوار کم نکلتا ہے) ایسے شخص کی مثال ہے جسمیں وعظ موثر ہوتا ہے اور جسمیں موثر نہیں ہوتا یعنی طیب الاستعداد وفاسد الاستعداد کی پس اسمیں مسئلہ استعداد کی دلیل ہے۔

قوله تعالیٰ او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم وهذا هو داب الجاهلین باولیاء عصرهم یحقرونهم بمحض المعاصرة۔

قولہ تعالیٰ او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم (ترجمہ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمھاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی) اور یہی طریقہ ہے جاہلوں کا اپنے ہمعصر اولیاء کے ساتھ کہ محض معاصرت کے سبب اُن سے منافرت کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومه انا لنراک فی سفاهة قد خلت من قبل سنة السفهاء من تسفیه عقلاء الدین ویشاهد ایضا فی زماننا فینبغی لهم ان یصبروا علی اذاهم۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومه انا لنراک فی سفاهة (ترجمہ اُن کی قوم میں جو آبرودار کافر تھے انھوں نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں) یہی طریقہ سفہاء کا پہلے سے چلا آیا ہے کہ عقلاء دین کو سفیہ کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں بھی اسکا مشاہدہ ہو رہا ہے تو ان حضرات کو صبر کرنا چاہیے۔

قوله تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطة فاذکروا آلاء الله دل علی کون القوة والزیادة فی الجسم من نعم الله تعالیٰ فلیس من الزهد تحقیر النعم الدنیویة

قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطة فاذکروا آلاء الله (ترجمہ اور ڈیل ڈول میں تم کو زیادہ پھیلاؤ دیا سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ قوۃ اور جسامت

کما علیہ المتقشفون۔

قولہ تعالیٰ ھذہ ناقۃ اللہ فی الروح اضافۃ الناقۃ الی الاسم الجلیل لتعظیمہا کما یقال بیت اللہ مسجد اھ قلت وھو اسہل[٣٨٨] التوجیہات لاضافۃ الصورۃ الی اللہ تعالیٰ فی قولہ علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ الحدیث۔

قولہ تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء اللہ دل علیٰ کون المہارۃ فی الصناعۃ من نعم اللہ تعالیٰ واذکر ما مر فی قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطۃ

کسی صنعت[٣٨٩] میں مہارۃ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، ابھی وزادکم فی الخلق بسطۃ میں ایسا ہی مضمون گذرا ہے۔

قولہ تعالیٰ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم الخ فی الروح فتولی عنہم بعد ان جری علیہم ما جری علیٰ ما ھو الظاہر وفیہ وخطابہ علیہ السلام لہم کخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتلی المشرکین حین القوا فی قلیب بدر[٣٩٠] اھ قلت ظاہرہ سماع الموتیٰ مالم ینفہ دلیل قوی ولیس۔

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد فی تقیید[٣٩٢] الفاحشۃ بعدم السبق بہا دلالۃ علیٰ ان تاسیس المنکر اشد من الاقتداء فیہ ونفطن من ذلک فعل البدعات۔

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم فی الروح قیل ویدخل[٣٩٣] فی ذلک بخس الرجل حقہ من حسن المعاملۃ والتوقیر اللائق وبیان فضلہ علیٰ ما ھو علیہ للسائل عنہ وکثیر فمن انتسب الی اھل العلم الیوم مبتلون بہذا البخس اھ قلت کانہ قیاس علیٰ

کی زیادتی بھی حق تعالیٰ کی نعمت ہے اور [illegible] تحقیر زہد میں داخل نہیں جیسا بعض متقشفین کا اتفاق ہے۔

قولہ تعالیٰ ھذہ ناقۃ اللہ (ترجمہ یہ اونٹنی ہے اللہ کی) یہ اضافۃ تشریف کے لئے ہے جیسے مسجد کو بیت اللہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ[٣٨٨] اس اضافت کی اسہل توجیہات یہ ہو سکتی ہے۔

قولہ تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء اللہ (ترجمہ اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ

قولہ تعالیٰ فتولی عنہم وقال یقوم لقد ابلغتکم۔ (ترجمہ صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم بتلا دیا) ظاہراً یہ خطاب بعد اہلاک کے ہے تو اس سے ظاہراً[٣٩٠] سماع موتیٰ معلوم ہوتا ہے جب تک کوئی دلیل قوی نفی نہ کرے

قولہ تعالیٰ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد (ترجمہ کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا) فاحشہ کا عدم[٣٩١] سبق کے ساتھ مقید کرنا اس پر دال ہے کہ منکر کی ایجاد اس کی اقتداء سے اشد ہے اور اسی سے بدعت کا درجہ سمجھ لو۔

قولہ تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم (ترجمہ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو) مدلول نص پر اس کو بھی قیاس کیا جاویگا جس میں اکثر اہل علم[[illegible]] مبتلا ہیں کہ دوسرے اہل فضیلت کے اس حق کی تنقیص کرتے ہیں کہ ان کی ساتھ جو توقیر اور ان کے اظہار فضیلت کا

معاملہ اولی الخصوص۔

قولہ تعالیٰ فکیف اسیٰ علی قوم کٰفرین فی الروح فی قولہ تعالیٰ علی قوم الخ اقامۃ الظاہر مقام الضمیر للاشعار بعدم استحقاقہم التاسف علیہم لکفرہم اھ فدل علی عدم الرحمۃ علی المبغوضین۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات الخ دل علی ان الطاعۃ لہا دخل فی النعم الدنیویۃ علی العبد وان المعصیۃ لہا دخل فی النقم الدنیویۃ علیہ کما یدل علیہ قولہ فیما بعد ولکن کذبوا فاخذناہم سواء کانت النعمۃ والنقمۃ حسیتین او معنویتین۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ویدخل فیہم من اغتر بکونہ صاحب النسبۃ ولم یخف استلابہا فایاک ایاک ان تامنہ ففی الامن الخوف وفی الخوف الامن۔

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل فیہ ذم للتمادی واللجاج والاصرار والعناد وقد کثر فی المتزیین بزی العلماء والمشائخ لا یرجعون عما صدر عنہم اول الوہلۃ ولو ظہر علیہم بطلانہ۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ من قوم فرعون ان ہذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم ہذا تصویر الحق الذی جاء بہ موسیٰ فی صورۃ الباطل الذی افتراہ فرعون من ارادۃ موسیٰ عم الاخراج وہذا من عادۃ المروجین للباطل الراغمین للحق وان سموا انفسہم صوفیۃ ینفرون العامۃ عن متبعی السنۃ تصویرا لمعروفہم فی صورۃ المنکر۔

معاملہ کرنا چاہئے نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ فکیف اٰسیٰ علی قوم کٰفرین (ترجمہ پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں) بجائے علیہم کے علی کٰفرین کہنا اشعار ہے کہ کفر کے سبب یہ لوگ مستحق تاسف کے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مبغوضین پر ترحم نہ چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اہل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء (ترجمہ اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان زمین کی برکتیں کھول دیتے) اپنی ما بعد والی آیت سے ملکر یہ دال ہے کہ نعم دنیویہ میں طاعت کو اور نقم دنیویہ میں معصیت کو بھی دخل ہے خواہ وہ نعمت و نقمت حسی ہو یا معنوی۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (ترجمہ کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جنکی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا) اسمیں وہ بھی داخل ہے جو اپنے صاحب نسبت ہونے پر مغرور ہو اور سلب نسبت سے خوف نکرے۔

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل (ترجمہ پھر جس چیز کو انھوں نے اول میں جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ اسکو مان لیتے) اسمیں اصرار و عناد کی مذمت ہے اور اسوقت یہ بلا مقتداؤں میں بہت ہو گئی کہ جس بات میں ایک بار انکار نکلگیا پھر باوجود ظہور بطلان کے بھی اسکو کبھی نہ مانیں گے۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ من قوم فرعون ان ہذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم (ترجمہ قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انھوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمھاری سرزمین سے باہر کردے) فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے طریق حق کو ایک باطل کی صورت میں ظاہر کیا یہی حال ہے اہل باطل کا گو وہ صوفی ہی کہلاویں کہ عوام کو اہل حق سے تنفر دلانے

کے لئے اُن کے حق کو بُرے بُرے عنوان سے ظاہر کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال القوا قد یقال انہ علیہ السلام اتما اذن بھم لیبطل سحرھم فھو ابطال للکفر بالاخرة وتحقیق لمعجزتہ علیہ السلام کذا فی الروح ولاجل امثال تلک المصلحة قد یاذن بعض الشیوخ فیما ظاہرہ المعصیة کما استاذننی بعض الاحباء فی قبول منصب التدریس فی بعض المدارس الذی لا ارضاہ فاذنت لہ فیہ فزاحمنی بعض الحاضرین وکان لی فیہ حکمتہ انہ اذا اقام فی المدرسة شاہد المنکرات التی ھی مبنیٌ لراٰئی فیتنفر برؤیتہ مالا ینتفر بمحض روایتی فوقع ما ظننت وترکہ مستقبحًا ایاہ محققًا لما رٰاہ۔

قولہ تعالیٰ قال القوا (ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو) موسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس سے خود اذن دینا نہ تھا بلکہ اذن کو اُن کے کفر کے ابطال اور اپنے معجزہ کی اثبات کا ذریعہ بنانا تھا ایسی ہی مصلحت سے بعض اوقات شیوخ ایسے امر میں اذن دیدیتے ہیں کہ ظاہر اُسکا معصیت ہوتا ہو مگر اخیر میں انہیں کو ئی مصلحت دینی ہوتی ہو وہی مصلحت اُن کو مقصود ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ فلما القوا سحروا اعین الناس ویدخل فی الناس موسیٰ علیہ السلام لقولہ تعالیٰ فی طٰہٰ فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی افادت امور الاول عدم الاغترار بالخوارق والثانی کون التصرف فی الخیال احد اقسام السحر ومنہ عمل الترب الشائع فی زماننا الذی یسمی مسمریزم والثالث لا منافی التاثر منہ الکمال الباطنی فانہ علیہ السلام قد تاثر منہ فمثل ھذہ الافعال لیست بدلیل تکون الفاعل من اھل الحق ولا یلزم قدرتھم علیھا۔

قولہ تعالیٰ فلما القوا سحروا اعین الناس (ترجمہ پس جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی) اور اس ناس میں موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں چنانچہ سورہ طٰہٰ میں ہے یخیل الیہ آہ پس اس سے کئی امر مستفاد ہوئے اول خوارق سے دھوکا نہ کھانا کہ اہل باطل سے بھی ظاہر ہوسکتے ہیں ثانی سحر کی ایک قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے اسی میں مسمریزم بھی داخل ہو ثالث ایسی چیزوں سے متاثر ہوجانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خائف ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر یا اُن کے ابطال پر قادر ہونا لازم نہیں۔

قولہ تعالیٰ والقی السحرة دلت علی ان الاصل فی الامر ھو الجذب من الحق تعالیٰ وقد اجمعوا علیہ

قولہ تعالیٰ فالقی السحرة (ترجمہ اور جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے) اس قول سے ثابت ہوا کہ اصل طریق میں جذب الحق ہو اور اسپر اہل طریق کا اجماع ہے

قولہ تعالیٰ قال عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض دل علی کون الکفار مغلوبین والمومنین غالبین من النعم العظیمة فلیس معنی ترک الدنیا الاستسلام للخزی والھوان للکفار الا بعذر العجز ولیس الملک منافیا لکمال الایمان۔

قولہ تعالیٰ قال عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض (ترجمہ فرمایا بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردینگے اور بجائے اُنکے تمکو اس سرزمین کا مالک بنادینگے) اسمیں دلالت ہے کہ کفار کا مغلوب ہونا اور مومنین کا غالب ہونا نعمائے عظیم سے ہے پس ترک دنیا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کفار کو ہاتھ میں بدون عذر کے ذلت اور خواری میں پڑا رہے

(باقی آئندہ)

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم دل علی ترتب العقوبة الدنیویة علی المعصیة ولعذاب الاخرة اکبر۔

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم (ترجمہ اُن کو دریا میں غرق کر دیا) معلوم ہوا کہ عقوبت دنیویہ گاہے معصیت پر بھی مرتب ہو جاتی ہے۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم آلهة قال انکم قوم تجهلون وفی الحدیث للترمذی قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم الآیة لما قال بعضهم له صلی الله علیه وسلم اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط فدلت الآیة بعد انضمام الروایة علی قبح اتباع الجهلة فی رسوم ولو دنیویة فما بال من یتشبه بهم فی عبادة القبور واتخاذ السرج والستور علیها وفی الروح بعد نقل الحدیث والناس الیوم قد اتخذوا من قبیل ذات الانواط شیئا کثیرا لا یحیط به نطاق الحصر اھ۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم آلهة قال انکم قوم تجهلون (ترجمہ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کے جواب میں (کہ ہمارے لئے بھی ہتھیار لٹکانے کو ایک درخت مقرر فرما دیجئے جیسے مشرکین نے کر رکھا ہے) یہ آیت پڑھ دی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی عادات میں بھی اہل باطل کے ساتھ تشبہ مذموم ہے اور بدعات بزعم عبادات میں تو کیا پوچھنا ہے۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة اصل للاربعین المعتاد عند المشائخ الذی یشاهدون البرکات فیها۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة (ترجمہ کہ ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس روز پورا ہو گیا) اس میں اصل ہے چلہ کی جو مشائخ میں معتاد اور مشاہد البرکات ہے۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی فیه اصل لتفویض المریدین الی بعض خلفائه۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی (ترجمہ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہدیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا) اس میں اصل ہے جو مریدوں کو بعض خلفا کے سپرد کر دیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی نص فی امتناع رؤیته تعالیٰ فی النشأة الدنیویة فبطل من ادعاها او مغرور ولا یریبک قوله تعالیٰ فلما تجلی ربه لان التجلی هو الظهور الذی هو فعله تعالیٰ ولا یلزم

قوله تعالیٰ قال لن ترانی (ترجمہ ارشاد ہوا کہ تم مجھکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے) نص ہے اس میں کہ دنیا میں رویت الٰہیہ نہیں ہوتی تو جو شخص اسکا مدعی ہے یا دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دیتا ہے اور شب معراج اس سے مستثنیٰ ہے۔

منه وقوع الرؤیة التی هی فعل موسیٰ الذی منعه الصعق عنها وان اختلج فی صدرك ان الآیة نص فی تاخر الصعق عن التجلی فعلم انه علیه السلام کان مفیقا عند التجلی فلم یکن الصعق مانعا له فازحه ان تقدم التجلی علی الصعق ذاتی لا زمانی فزمان التجلی والصعق واحد فبقی مانعا وامارؤیته

صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج مخصوص منہ او کان فی الآخرۃ لانی لیس بعلمہما فی قولہ تعالی الاجر

قولہ تعالیٰ ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق فی الروح قیل المراد انہم یتکبرون علی من لا یتکبر کالانبیاء علیہم السلام لانہ الذی یکون بغیر حق واما التکبر علی المتکبر فھو بحق لما فی الاثر التکبر علی المتکبر صدقۃ وانت تعلم ان ھذا صورۃ تکبر لا تکبر حقیقۃ فلعل مراد ھذا القائل ان التقیید بما ذکر لاظہار انہم یتکبرون حقیقۃ اھ

قولہ تعالیٰ ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق (ترجمہ میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام برگشتہ ہی رکھونگا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جن کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں) تکبر بغیر حق یہ ہے کہ غیر متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرے اور متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرنا بحق ہے اور حقیقت میں وہ صورۃً تکبر ہے حقیقۃً نہیں۔

الحاشیۃ فی الروح یتکبرون فی الارض بغیر الحق وھم الذین فی مقام النفس فیکون تکبرھم حجابا لھم عن آیات اللہ واما المتکبرون بالحق وھم الذین فنیت صفاتہم وظہرت علیہم صفات مولاھم فلیسوا المحجوبین ولا یعد تکبرھم مذموما لانہ لیس تکبرھم حقیقۃ وانما حظہم منہ کونہ مظہرا لہ اھ۔

قولہ تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم الخ دل علی ذم الاغترار بالخوارق وعلی کون الدلیل الشرعی حجۃ قاضیۃ علی الخوارق وترجیحہ علیہا۔

قولہ تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم (ترجمہ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُن کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا ٹھیرایا جو کہ ایک قالب تھا جسمیں ایک آواز تھی کیا انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ اُن سے بات تک نہیں کرتا تھا) اس سے ثابت ہوا کہ خوارق سے دھوکہ نہ کھاوے اور الم یروا سے معلوم ہوا کہ دلیل شرعی اُسپر حجت قاضیہ اور اسپر راجح ہے۔

الحاشیۃ فی الروح وکثیر من الناس الیوم عبید الدرھم والدینار وھما العجل المعنوی یعبدون من دون اللہ آہ۔

قولہ تعالیٰ ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا دل علی جواز الغضب علی المرید اذا احتیج الیہ۔

قولہ تعالیٰ والقی الالواح فی الروح ای وضعہا علی الارض کالطارح لہا لیأخذ براس اخیہ مما عراہ من فرط الغیرۃ الدینیۃ وکان علیہ السلام شدید الغضب للہ سبحانہ الی قولہ ولیس ھنالک الا العجلۃ فی الوضع الناشئۃ من الغیرۃ للہ تعالیٰ آہ

قولہ تعالیٰ ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا (ترجمہ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے) معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت مرید پر غصہ جائز ہے

قولہ تعالیٰ والقی الالواح (ترجمہ اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں) دین کے جوش میں یہ غصہ آیا معلوم ہوا کہ ایسا غصہ بدخلقی نہیں جیسے بعض اہل اللہ کی عادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبۂ حال عذر ہے کیونکہ یہ کسر اسی غلبہ میں ہوا۔

٣٤

للعنف بهذا الالقاء كقوله تعالى في طه ان اقذفيه في التابوت فاقذفيه في اليم وكقوله تعالى في القصص فالقيه في اليم فغضبه اصل لما جبل عليه بعض اهل الله من شدة غضبهم في الدين وفرط حميتهم وان سماه العامة سوء الخلق حاشاهم عن ذلك وان شئت فانظر الروح عن احمد وغيره وعبد بن حميد والبزار وابن ابي حاتم وابن حبان والطبراني وغيرهم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يرحم الله تعالى موسى ليس المعاين كالمخبر اخبره ربه تبارك وتعالى ان قومه فتنوا بعده فلم يلق الالواح فلما رآهم وعاينهم القى الالواح فتكسر منها ما تكسر اه دل على كون الغضب محمودا وقت غلبة الحال لان الكسر لا يكون بدون الالقاء وظاهر معناه لكن شدة الحمية لم تترك ولم يتماسك۔

قوله تعالى واخذ براس اخيه يجره اليه في الروح ظنا منه عليه السلام انه قصر في كفهم اه قلت ولم يقصر فدل على جواز الخطأ في اجتهاد الانبياء فما ظنك بالشيوخ وانه لا ينافي الكمال فان البشر بشر وان بلغ العرش فما بال الذين يعتقدون في شيوخهم استحالة الخطأ منهم۔

قوله تعالى واخذ براس اخيه يجره اليه (ترجمہ) اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے) روح میں ہے کہ یہ گمان ہوا کہ انھوں نے روکنے میں کوتاہی کی ہے میں کہتا ہوں حالانکہ کوتاہی نہ کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ کاملین سے خطاء اجتہادی ہو سکتی ہے تو شیوخ غیر معصومین سے کیوں نہ ممکن ہوگی۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا دل على ان الذلة الدنيوية قد تكون عقوبة لبعض المعاصي۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا (ترجمہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی) معلوم ہوا کہ دنیوی ذلت کبھی سزا معصیت کی ہوتی ہے۔

قوله تعالى رحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون الجملة الثانية تبطل استدلال بعضهم بالجملة الاولى على كون عاقبة كل الخلق الرحمة والمغفرة وهو ظاهر۔

قوله تعالى ورحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون (ترجمہ اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھونگا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) پہلے جملہ سے جو بعض نے استدلال کیا ہے کہ کفار کا اخیر بھی رحمت و مغفرت ہے دوسرا جملہ اس استدلال کو باطل کرتا ہے۔

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم في الروح واستدل بعض اهل العلم بقصة هؤلاء المعتدين على حرمة الحيل في الدين وايد ذلك بما اخرجه ابن بطة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا ترتكبوا ما ارتكب اليهود فتستحلوا

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم (ترجمہ جبکہ وہ ہفتہ کے بارہ میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے) اس سے

محارم اللہ تعالیٰ بادنی الحیل اھ وما جوزہ حکماء الامۃ من بعض الحیل فھی مالیس فیہا ابطال المقاصد الدینیۃ والحقوق الیقینیۃ ومثلہ ثابت بالحدیث بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم واما الحیلۃ

معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی انفاذ کیلئے حیلے کرنا منہدم ہے اور جن حیل کا مشروع ہونا وارد ہے وہ احکام شرعیہ کی تحصیل کیلئے ہیں (اصل عربی میں پوری تقریر ہے)

لاسقاط الزکوۃ ففیہ ابطال الغرض الدینی وھو اغناء المساکین وکذلک ما لابطال الشفعۃ ففیہ ابطال الحق وفی الروح من باب الاشارۃ تحت ھذہ الآیۃ قال بعضھم ما کان ما قص اللہ تعالیٰ الا کحال الاسلامیین من اھل زماننا فی اجتماع انواع الحظوظ النفسانیۃ من المطاعم والمشارب والملاھی والمناکح ظاہرۃ فی الاسواق والمحافل فی الایام المعظمۃ کالاعیاد والاوقات المبارکۃ کاوقات زیارۃ مشاھد الصالحین المعلومۃ المشھورۃ بین الناس اھ۔

(٣٦) **قولہ تعالیٰ** واذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون قد لقرر فی محلہ انہ اذا علم الناھی حال المنھی عنہ وان النھی لا یؤثر فیہ سقط عنہ النھی وھذہ الامۃ نھوا ولا الانھم راوا عدم النفع فکفوا ولم یعرض اولئک کما اعرض ھؤلاء لعدم بلوغھم فی الیاس کما بلغ اخوانھم اولفرط حرصھم وجدھم فی امرھم کما وصف اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بقولہ تعالیٰ فلعلک باخع نفسک علی آثارھم مخصلا وقد توقف ابن عباس اولا فی ھذہ الامۃ فقال لہ عکرمۃ الا تراھم

قولہ تعالیٰ واذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون (ترجمہ اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کئے جاتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اسی لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں) مسئلہ یہ ہے کہ جب نفع کی امید نہ ہو نہی عن المنکر کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے تو قائلین اول نے یاس کی وجہ سے وعظ چھوڑ دیا اور قائلین ثانی کو امید تھی اسلئے وہ کرتے رہے اور تحقیق یہ ہے کہ ساکتین کو بھی نجات رہی اب بھی اسی بنا پر اہل طریق کا مذاق مختلف ہے بعض اولین کے مشابہ ہے بعض دوسروں کے

کیف انکروا وکرھوا ما القوم علیہ وقالوا ما قالوا فاعجبہ قولہ وقال بنجت الساکتۃ ھذا محصل ما فی الروح بتغییر یسیر لفظی ومذاق اھل الطریق مختلف فی امثالہ فمشابہ للاولین ومشابہ للآخرین۔

قولہ تعالیٰ وبلوناھم بالحسنات والسیئات المراد الخصب والعافیۃ والجدب والشدۃ التی ھی حسنات وسیئات ظاہرۃ وکذلک قد یبتلی العبد بالحسنات الباطنۃ من المواجید والاذواق مع

قولہ تعالیٰ وبلوناھم بالحسنات والسیئات (ترجمہ اور ہم ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے) بیان حسنات وسیئات سے مراد تنگی وفراخی ظاہری ہے اور کبھی حسنات باطنہ سے بھی ابتلاء کیا جاتا ہے۔ مثلاً معاصی کے

المواجید فیغتر بها ویحسب انه علی الحق وهو علی الباطل فلا یغترّ بالبسط مع المعصیة فانه استدراج

تو معصیت کے ساتھ اگر نبسط ہو وہ استدراج ہے اس سے ہوتے ہوئے مواجید واذواق حاصل ہوتے ہیں تو اس سے دہوکا ہوتا ہے کہ میں حق پر ہوں حالانکہ وہ باطل پر ہے دہوکا نہ کھانا چاہیے۔

قوله تعالیٰ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض هذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتهم عرض مثله یاخذوه فی الروح وهذا حال کثیر من متصوفة زماننا فانهم یتهافتون علی الشهوات تهافت الفراش علی النار ویقولون ان ذلك لا یضرنا لانا واصلون وحکی عن بعضهم انه یاکل الحرام الصرف ویقول ان النفی والاثبات یدفع ضرره وهو خطأ فاحش وضلال بیّن اعاذنا الله تعالیٰ من ذلك اه۔

قوله تعالیٰ فخلف من بعدهم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض هذا الادنی ویقولون سیغفر لنا وان یاتهم عرض مثله یاخذوه (ترجمہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ اُن کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو اُن سے حاصل کیا اس دنیاے دنی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کی ہماری ضرور مغفرت ہوجائیگی حالانکہ اگر اُن کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اسکو لے لیتے ہیں) روح المعانی میں ہے کہ یہی حال ہے ہمارے زمانہ کے بہت متصوفین کا کہ شہوات دنیویہ پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو مضر نہیں کیونکہ ہم واصل ہیں اور بعض کی حکایت سنی گئی ہے کہ وہ خالص حرام کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ نفی واثبات اس کے ضرر کو دفع کر دیتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(۳۷)

قوله تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم الآیة فی الروح الذی علیه المحدثون والصوفیة قاطبة ان الله تعالیٰ اخذ من العباد باسرهم میثاقا قالیا قبل ان یظهروا بهذه الهیئة المخصوصة وان الاخراج من الظهور کان قبل ایضا اه وفیه قد روی عن ذی النون وقد سئل عن ذلك هل تذکره انه قال کانه الآن فی اذنی وقال بعضهم مستقربا ان هذا المیثاق بالامس کان اه وکان الشیخ الشیرازی ترجم هذا بقوله ؎

قوله تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم (ترجمہ اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ بنتے ہیں) حضرت ذوالنون رحمہ اللہ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا تمکو یاد ہے اونھوں نے فرمایا گویا وہ میرے کانوں میں گونج رہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تو کل کی بات ہے۔

الست از ازل ہمچناں شان بگوش	بفریاد قالوا بلی در خروش

قوله تعالیٰ واتل علیهم نبأ الذی اتیناه آیاتنا فانسلخ منها الآیة فی الروح عن الطیبی طیب الله ثراه ان من تفکر فی هذا المثل تحقق له ان

قوله تعالیٰ واتل علیهم نبأ الذی اتیناه آیاتنا فانسلخ منها الآیة (ترجمہ اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھکر سنائیے کہ اسکو ہمنے اپنی آیتیں دیں پہر وہ ان سے

علماء السوء اسوء وا قبح من ذلك فما اعاذنا من مثل عليهم وما هم فيه من التهالك في الدنيا ما لها وجاهها والركون الى لذاتها وشهواتها من متابعة النفس الامارة وارخاء زمامها في مرامها عافانا الله تعالى والمسلمين من ذلك اه وفيه من باب الاشارة اشارة الى من ابتلي بالحور بعد الكور بان سلك حتى ظهر له ما ظهر ثم رجع من الطريق لسوء استعداده وغلبة الشقاوة والعياذ بالله تعالى واخلد الى الارض اى مال الى الارض الطبعية السفلية واتبع هواه في ايثار السوى وقوله ان تحمل الخ كانه اشارة الى ان هذا المنسلخ لا يزال يطلق لسانه في اهل الكمال سواء زجر عن ذلك او لم يزجر اه۔

پس عمل ہی کل گیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا) روح میں طیبی سے نقل کیا ہے[۱۱] ترجمہ: خلاصہ اس مثل میں غور کریگا اسکو یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو جاویگی کہ علماء بے عمل اس سے زیادہ قبیح حالت میں ہیں کہ دنیا کے مال و جاہ میں اور اسکی لذات میں کھپے ہوئے ہیں اور اسی میں باب اشارہ میں ہے کہ جو شخص بعد سلوک کے طریق سے ہٹتا ہے اسپر وبال یہ ہوتا ہے کہ وہ ارض طبیعت سفلیہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور ہوائے نفسانی کا اتباع کرتا ہے اور اہل اللہ کی شان میں زبان چلاتا ہے نعوذ باللہ۔

قوله تعالى ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا الى قوله تعالى واولئك هم الغافلون هذا التذييل كالتنبيه على ان الموجب لدخول جهنم هو الغفلة عن ذكر الله تعالى وارباب الذوق والمشاهدة يجدون ذلك من اذواقهم لان القلب اذا غفل عن ذكر الله تبارك وتعالى واقبل على الدنيا وشهواتها وقع في نار الحرص ولا يزال يهوى من ظلمة الى ظلمة حتى ينتهي الى دركات الحرمان وبخلاف ذلك اذا انفتح على القلب باب الذكر فانه يقع في جنة القناعة ولا يزال يترقى من نور الى نور حتى ينتهي الى درجات الاحسان كذا في الروح بتغيير كلمة اول العبارة

قولہ تعالیٰ ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس الی قولہ تعالیٰ واولئك هم الغافلون۔ (ترجمہ اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں جنکے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جنکی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں کہ جن سے نہیں سنتے یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں یہ لوگ غافل ہیں) اس کا مدلول لفظی تو یہ ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار کا اور مدلول قیاسی[۱۲۳] یہ ہے جس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار حرص دنیا و شہوات کی جیسا کہ ذکر سے جنت قناعت و انوار بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

قوله تعالى قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب الآية نص في نفي القدرة المستقلة والعلم المحيط عن المقبولين فما بال الجهلة يعتقدونها في مشايخهم ان هو الا ضلال مبين۔

قولہ تعالیٰ قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب الخ (ترجمہ آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا حق تعالیٰ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا الخ)

(۳۹)

یا اپنے پیر کی نسبت یوں عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں) اس میں تصریح ہے کہ قدرۂ مستقلہ و علم محیط مقبولین سے منفی ہے اور جہلاء اپنے پیروں کیلئے ایسا گمان رکھتے ہیں نعوذ باللہ۔

قوله تعالى ان الذين تدعون من دون الله عبادا امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم الخ الآية وان وردت في الاصنام بدليل قوله تعالى فيما بعد الهم ارجل الخ لكن لما اناط الحكم على كونهم عبادا دل على ان المملوكية تمنع جواز الاستغاثة بغير الله وازن بين ما نطقت به الآية وبين ما يفعله الغلاة۔

قوله تعالى ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم الآية ترجمہ (واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جنکی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم انکو پکارو پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو) آیت گو اصنام کے بارہ میں ہے بقرینہ ما بعد الهم ارجل الخ کے لیکن حکم کا مناط ان کو عباد یعنی مملوک پر رکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ندا غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں غالی جاہلوں کا فعل۔

قوله تعالى خذ العفو اى ما عفا وتيسر ولا اخذ مجاز عن القبول والرضا اى ارض من الناس بما تيسر من اعمالهم وما اتى منهم وتسهل من غير كلفة ولا تطلب منهم الجهد وما يشق عليهم حتى لا ينفروا وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين اى ولا تكافئ السفهاء بمثل سفههم ولا تمارهم واحلم عليهم عن جعفر الصادق ليس في القرآن آية اجمع لمكارم الاخلاق من هذه الآية كذا في الروح۔

قوله تعالى خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين ترجمہ (سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے) اس میں لوگوں کے ساتھ تسامح اور ان کو شفقت سے تعلیم اور جاہلوں کے ساتھ حلم کرنے کی تعلیم ہے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں۔

قوله تعالى واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ان الذين اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون صريح في امكان اعتراء الوسوسة للكاملين مع ارشاد الى علاجه بالاستعاذة وتذكر امر الله ونهيه۔

قوله تعالى واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ان الذين اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون ترجمہ (اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) اس میں کاملوں کو وسوسہ آنے کے امکان کی مع اس کے علاج یعنی استعاذہ اور تذکر امر و نہی کی تصریح ہے۔

قوله تعالى واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الي من ربي نص في كون الامور

قوله تعالى واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الي من ربي ترجمہ (اور جب آپ

الامور الغيبية غير اختيارية فلا تكون علامة الكمال وانما العلامة كمال اتباع الوحي فاستقراء الخوارق مع اتباع الشرع جهل۔

کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ معجزہ کیوں نہ لائے آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے) اسمیں

تشریح ۲۲۸ ہے کہ امور غیبیہ غیر اختیاری ہیں اس لئے وہ کمال کی علامت بھی نہ ہوگی بڑی علامت کمال اتباع ہے وحی کا اس کے ہوتے ہوئے کرامات کی تلاش جہل ہے۔

قوله تعالىٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا عن مجاهد ان الاية في الصلوة والخطبة يوم الجمعة كذا في الروح وفي حكم الخطبة ۲۲۹ ارشاد الشيخ فينبغي للمريد استماعه والانصات له

قوله تعالىٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ترجمہ (اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اسکی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو) مجاہد سے مروی ہے کہ آیت صلوۃ و خطبہ جمعہ کے باب میں ہے اور خطبہ کے حکم میں ۲۲۹ شیخ کا ارشاد بھی ہے پس مرید کو اسوقت خاموش ہو کر سننا چاہیئے۔

قوله تعالىٰ واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول ۲۳۰ الاول الخفي والثاني الجهر المعتدل الذي هو دون الجهر المفرط كما في الروح والمراد بالجهر رفع الصوت المفرط وبما دونه نوع آخر من الجهر وفيه باب الاشارة وذكروا ان حال المبتدي والسالك منوطة براى الشيخ فانه طبيب لامراض القلوب فهو اعرف بالعلاج فقد يرى له رفع الصوت بالذكر علاجا حيث توقف قطع الخواطر وحديث النفس عليه اه وقوله ولا تكن من الغافلين في مقابلة قوله واذكر يدل على ان احد انواع الذكر عدم الغفلة وهو الفكر ولو لم تكن فيه حركة باللسان اصلا لا خفيا ولا جليا

قوله تعالىٰ واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول ترجمہ (اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ) اول ذکر خفی ہے دوسرا ۲۳۰ جہر معتدل ہے (جیسا اسکی تقریر روح میں ہے) ولا تكن من الغافلين سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قسم ذکر کی یہ بھی ہے کہ غفلت نہ ہو یعنی فکر ہو اگرچہ اسمیں حرکت زبان کی اصلا نہ ہو نہ خفی اور نہ جلی روح کے باب اشارہ میں ہے کہ سالک کا معاملہ شیخ کی رائے پر ہے کبھی وہ جہر تجویز کرتا ہے اور علاج وہی جانتا ہے۔

قوله تعالىٰ ان الذين عند ربك لا يستكبرون عن عبادته ويسبحونه الخ في تقديم ۲۳۱ تبريهم عن الاستكبار على سائر الطاعات دلالة على ان علاج الكبر كانه شرط لباقي الاصلاح۔

قوله تعالىٰ ان الذين عند ربك لا يستكبرون عن عبادته ويسبحونه الخ ترجمہ (یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکو سجدہ کرتے ہیں) ۲۳۱ تکبر سے بری ہونے کے دوسری طاعات پر مقدم کرنے میں اسپر دلالت ہے کہ زوال کبر باقی اصلاح کی گویا شرط ہے۔

تمت سورة الاعراف

سورۂ اعراف تمام ہوئی

(۴۰)

(باقی آئندہ)

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمهید

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط ای بالعدل و هو ان لا تمیل الی شئ سوی اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ۔ وادعوہ مخلصین لہ الدین قال بعض المشائخ الاخلاص نسیان رؤیۃ الخلق لدوام النظر الی الخالق۔

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ای خذوا من الدنیا ستر العورۃ وسد الجوعۃ بحسب الاان یؤذیکم الحر والبرد فالبسوا ما یدفع الحر والبرد ولا تزیدوا علی ذلک تنعما من لین اللباس وطیب الطعام ولا تجملا ولا تفاخرا علی الفقراء فانہ اسراف ٭

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ و البلد الطیب یدخل فی عمومہ نفس المؤمن وفیہ بیان لظہور ما فیہ استعداد الذکر والطاعۃ

قولہ تعالیٰ فاذکروا اٰلاء اللہ لعلکم تفلحون امرهم بذکر الاء اللہ لکی یؤدی الی محبۃ اللہ فان القلب مجبول علی حب من احسن الیہا وہو نوع من المراقبۃ)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اضافہ

از رسالۃ تائید

سورۃ اعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط۔ عدل یہ ہے کہ تو کسی چیز کی طرف بجز اللہ کے مائل نہ ہو

قولہ تعالیٰ وادعوہ مخلصین لہ الدین بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خالق پر علی الدوام نظر رکھنے کی وجہ سے خلق پر نظر کرنے کو فراموش کر دے

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنی دنیا سے بقدر ستر ڈھانکنے کے اور بھوک روکنے کے لو اور بس
۳۳ مگر یہ کہ تم کو گرمی سردی تکلیف دے تو اس قدر اور پہن لو جو گرمی و سردی دفع کر دے اور اس پر زیادتی مت کرو تنعم کے طور پر جیسے نرم لباس اور خوش خوراکی اور نہ آرائش کے طور پر اور نہ غریبوں کے مقابلہ میں تفاخر کے طور پر کیونکہ یہ اسراف ہے

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ تو پاکیزہ شہر کے عموم میں داخل ہے) نفس مومن (اور اس آیت میں نفس مومن کے اندر جو استعداد ذکر و طاعت کی ہے اس کے ظہور کا بیان ہے)۔

قولہ تعالیٰ فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمتوں کے یاد کرنیکا اسلئے حکم دیا کہ وہ یاد کرنا محبت الٰہی کا سبب بنجاوے کیونکہ اپنے محسن کی محبت قلوب کا امر جبلی ہے (اور یہ ایک قسم کا مراقبہ ہے۔)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اهلها بالبأساء والضراء لعلهم يضرعون فان الله تعالى يدعو عباده الى بابه لطفا فان ابوا فعنفا

قوله تعالى فتم ميقات ربه اربعين ليلة وقال عليه السلام من اخلص لله تعالى اربعين يوما الخ فطريقتهم ماخوذ من هذه الأية والحديث

قوله تعالى ساصرف عن اياتى الذين يتكبرون فى الارض بغير الحق اى عن كراماتى ومشاهداتى الذين يتكبرون على عباد الله الفقراء والضعفاء والاولياء وهذه الأية دالة على كون المتكبرين بغير حق محجوبين عما للاولياء والعرفاء ويدل ايضا على ان التكبر نوعان بحق وبغير حق فالتكبر بالحق هو تكبر الفقراء على الاغنياء والضعفاء على الاقوياء
۳۴ والمومنين على الكافرين قال الله تعالى اذلة على المومنين اعزة على الكافرين

قوله تعالى فرجع موسى الى قومه غضبان و ذلك دلالة على جواز ان يغضب الشيخ المربى على مريده

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذى اتيناه ايتنا اى الكرامات منا فانسلخ منها اعلم ان الانسلاخ نوعان انسلاخ من خير الى شر وانسلاخ من شر الى خير وذلك هى تبدل هذه الصفات وهى الحقد والحسد والكبر واضرابها بصفات حميدة وهو الفناء واما الانسلاخ من خير الى شر هو العكس ايضا نعم الى الابتداء بالمقامات والدرجات التى ارتقى فيها فينزل عنها واذا نزل الى ابتدائه وهو مقام الايمان فربما يبقى على ذلك ومنهم من لا يبقى

اهلها بالبأساء والضراء لعلهم يضرعون اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی درگاہ کی طرف لطف سے بلاتا ہے پھر اگر وہ انکار کرتے ہیں تو سختی سے بلاتا ہے۔

قوله تعالى فتم ميقات ربه اربعين ليلة فرمایا نبی علیہ السلام نے جو شخص اللہ کی چالیس دن اخلاص سے عبادت کرے تو ان حضرات کا طریقہ (چلہ نشینی) اس آیت سے ماخوذ ہے

قوله تعالى ساصرف عن اياتى الذين يتكبرون فى الارض بغير الحق یعنی اپنی کرامتوں اور اپنے مشاہدوں سے ان لوگوں کو (دور رکھتا ہوں) جو خدا کے بندوں یعنی فقیروں اور کمزوروں اور ولیوں پر تکبر کرتے ہیں اور یہ آیت دال ہے ناحق تکبر کرنے والوں کے محجوب ہونے پر کمالات اولیا و عارفین سے اور اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ تکبر دو قسم پر ہے بحق اور ناحق سو تکبر بحق غریبوں کا تکبر ہے امیروں پر اور کمزوروں کا زور مندوں پر اور مسلمانوں کا کافروں پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے نرم ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں سخت ہیں کافروں کے مقابلہ میں (اس پر مراد)

قوله تعالى فرجع موسى الى قومه غضبان یہ آیت دال ہے اسپر کہ شیخ مربی کو اپنے مرید پر غصہ کرنا جائز ہے (جب کوئی داعی ہو)

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذى آتيناه اياتنا جاننا چاہیے کہ انسلاخ دو قسم پر ہے ایک خیر سے نکلنا شر کیطرف اور ایک شر سے نکلنا خیر کیطرف اور یہ دوسری قسم بدلجانا ان صفات کا یعنی کینہ اور حسد اور کبر اور ان کے امثال کا صفات حمیدہ کے ساتھ اور فنا یہی ہے اور خیر سے شر کیطرف نکلنا یہ ہے کہ جو شخص مقامات اور درجات تک جنمیں وہ ترقی کر رہا ہے پہونچا ہو پھر ابتدا کی طرف لوٹ آئے اور ان مقامات سے اتر آوے اور جب ابتدا کیطرف سالک اترتا ہے اور وہ مقام ہے ایمان کا تو اکثر اوقات

والعیاذ باللہ تعالیٰ حتے یتسافل ومنہم من
یسقط من اعلیٰ مقاماتہ بمرۃ واحدۃ الی اسفل
السافلین کاللعین ابلیس وبلعم بن باعوراء
ولو شئنا لرفعناہ بہا الی علیین وھذا
دلیل علی انہ تعالیٰ لم یرفعہ بعد الی درجات
المشاھدۃ (لان الواصل لا یرجع والفانی لا یرد)
ولکنہ اخلد الی الارض ای اختار الدنیا ورضی
بہ فاللہ تعالیٰ بین ان نزولہ الی الاسفل انما
کان بکسبہ وسوء اختیارہ لنفسہ وھذا
ایضاً دلیل علی انہ کان بعد فی مقامات الکسب
والطریقۃ کان ما بعد الکسب لیس اختیاریا فلا
یقدر معہ علی الاخلاد الیہا وھذہ الآیۃ دالۃ
علی ان الولی لا ینبغی ان یامن ما دام حیا فی دار
التکلیف (وبلوغہ الی ما بعد الکسب لا یعلم
بہ یقینا فعسی لم یبلغ)

اسی حالت پر باقی رہتا ہے اور بعضے اسپر بھی نہیں
ٹھیرتے یہاں تک کہ نعوذ باللہ اسفل السافلین یعنی کفر
تک گرجاتے ہیں اور ان میں سے بعضے دفعۃً ہی اسفل السافلین
تک گرجاتے ہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم بن باعورا و لو
شئنا لرفعناہ بہا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ
نے اسکو درجات مشاہدہ تک ہنوز نہیں بلند کیا تھا (کیونکہ
واصل راجع نہیں ہوتا اور فانی واپس نہیں ہوتا) ولکنہ
اخلد الی الارض یعنی دنیا کو اختیار کرلیا اور اسکے ساتھ
راضی ہوگیا سو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ اس کا نیچے
اترنا اسکے عمل اور اسکے سوء اختیار سے تھا جو اس نے اپنے
نفس کے لئے تجویز کیا تھا اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ وہ
ہنوز مقامات کسب اور راستہ میں تھا (کیونکہ جو کسب کے بعد
حاصل ہوتا ہے وہ اختیاری نہیں تو اسکے ساتھ زمین کیطرف
٣٥ مائل نہیں ہوسکتا) اور یہ آیت اس امر پر دال ہے کہ
ولی کو مامون ہونا مناسب نہیں جب تک وہ دار التکلیف
میں زندہ ہے (اور ما بعد الکسب تک پہونچنا یقیناً معلوم ہو نہیں سکتا تو کیا عجب کہ ہنوز پہونچا نہ ہو)

قولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا
اعلم ان القلوب جمع واحدہا قلب وانہ یستعمل
لمسمیات کثیرۃ والاقرب الی افہام العوام قلب
البدن ثم قلب النفس فی قلب البدن ثم قلب الطف
فھو قلب النفس من قلب النفس ثم فی ھذا القلب
العقل والروح الذی نسمیہ سرا وھذا السر قلب
القلب الذی فیہ العقل ثم العقل والسر نوران
روحانیان ثم الخفی بعد ذلک سر السر وقلبہ و
عینہ فافہم (معطوف علی العقل والروح) فقولہ
تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا عنی بالقلب

قولہ تعالیٰ لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا
جاننا چاہئے کہ قلوب جمع ہے اس کا واحد قلب ہے اور قلب بہت
معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور قریب تر فہم عوام کے قلب بدن
ہے پھر قلب بدن میں قلب نفس ہے پھر ایک اور قلب ہے
جو قلب نفس سے بھی زیادہ لطیف ہے تو وہ قلب نفس کے اندر ہے
پھر اس قلب میں عقل اور روح ہے جسکو ہم سر کہتے ہیں
اور یہ سر اس قلب کا قلب ہے جسمیں عقل ہے پھر عقل اور سر
یہ دو روحانی نور ہیں پھر خفی ہے بعد اسکے جو سر السر ہے اور اسی
طرح اس کا دل اور اسکی آنکھ ہے خوب سمجھ لو اور قول اللہ
تعالیٰ کا ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں مراد

الذی هو محل السر والعقل (لان قلب البدن كانوا يفقهون به مدركاته) وقوله لهم اعين وقوله لهم اذان انما اراد بذلك عيون القلب واذان القلب لانهم كانوا يسمعون ويبصرون بحواسهم الظاهرة اولئك كالانعام بل هم اضل لانه ليس للانعام والبهائم عيون واذان في قلوبهم كما للانسان هذه العيون والاذان الباطنة ومع ذلك ضلوا فكانوا اضل من الانعام والبهائم (وثبت بهذا التقرير ما قالوا بوجود اللطائف في الانسان)

یہ حضرات قائل ہیں یعنی وجود لطائف کا انسان میں)

قوله تعالیٰ ان وليي الله الذی نزل الكتاب وهو يتولى الصلحين بزيادة التوفيق والعصمة والهداية الى الحق ملا يتولى غير الصالحين ٣٦
بل يكلهم الى انفسهم

قوله تعالیٰ ان الذين اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون يعنى اذا مسهم الشيطان بالوسوسة والتشويش وارسال الستور وارخاء الحجاب على القلب تذكروا الله تعالى وذكروا اسمه ثم اذا تذكروا ابردوا الله تعالى عنهم ويرفع حجبه ويبصر قلب الذاكر وان ابلغ كلمة الذكر فى افادة تصفية السر انما هو كلمة لا اله الا الله وانه مجرب

قوله تعالیٰ واذكر ربك فى نفسك اى بقلبك لان النفس باطن فالذكر فيه يكون باطنا ضرورة

تمت الملحقة

اس سے وہ قلب ہے جو محل سر عقل ہو اسلئے کہ قلب بدن ہی تو وہ اسکے مدرکات کو سمجھتے تھے) اور قول اللہ تعالیٰ کا اور اُن کی ایسی آنکھیں ہیں اور قول اللہ تعالیٰ کا اُنکے ایسے کان ہیں مراد ان سے قلب کی آنکھیں و قلب کے کان ہیں وجہ اسکی یہ کہ وہ حواس ظاہرہ سے تو سنتے دیکھتے تھے۔

اولئك كالانعام بل هم اضل کیونکہ چوپائے اور جانوروں کے دلوں میں آنکھیں اور کان نہیں جیسا کہ انسان میں یہ آنکھ اور کان باطنی ہیں اور پھر باوجود اسکے یہ لوگ بے راہ ہوگئے تو چوپایوں اور جانوروں سے بھی زیادہ بے راہ ٹھیرے (اور اس تقریر سے وہ ثابت ہوگیا جسکے

قوله تعالیٰ ان وليي الله الذی نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين زیادہ توفیق دیکر اور حفاظت فرما کر اور ہدایت الی الحق فرما کر اور انکی اُن لوگوں کی کارسازی نہیں کرتا جو نیک نہیں ہیں بلکہ انکو اُنکے نفوس کے حوالے کر دیتا ہے

قوله تعالیٰ ان الذين اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون یعنی جب اُن کو شیطان چھوتا ہے وسوسہ ڈال کر اور پریشان کر کے اور پردے اور حجاب قلب پر ڈال کر تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اُس کا نام لیتے ہیں پھر جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے وہ پردے دور کر دیتا ہے اور اُٹھا دیتا ہے اور قلب ذاکر کو بینا کر دیتا ہے اور کلمات ذکر میں سب سے زیادہ مفید تصفیہ سر میں کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ مجرب ہے،

قوله تعالیٰ واذكر ربك فى نفسك یعنی اپنے دل میں کیونکہ نفس باطن ہے پس جو ذکر اس میں ہوگا وہ بھی ظاہر بات ہے کہ باطن ہوگا

تمام ہوا ضمیمہ

سورۃ الانفال

قوله تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تلیت علیهم اٰیاته زادتهم ایمانا وعلیٰ ربهم یتوکلون الذین یقیمون الصلوٰة ومما رزقناهم ینفقون اولئك هم المومنون حقا الاٰیة جمعت الاٰیة بین جمیع اوصاف السالکین من الحال وهی الوجل والعقائد وهی الایمان والعمل الباطنی وهو التوکل والاعمال الظاهرة من الصلوٰة والانفاق ونص علی ان الایمان الکامل هو الجمع بین جمیعها فثبت کون الصوفیة کاملین فی الایمان لجمعهم جمیعها۔

قوله تعالیٰ کما اخرجك ربك من بیتك بالحق وان فریقا من المومنین لکارهون **وقوله تعالیٰ** وتودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم دل الاول علی کون بعض النفع فی صورة الضرر والثانی علی کون بعض الضرر فی صورة النفع ونعرفه العارفون فی احوالهم ومعاملاتهم کل حین والمسئلة معروفة عندهم یعنون ان اللطف فی صورة القهر والقهر فی صورة اللطف

قوله تعالیٰ وما جعله الله الا بشریٰ ولتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند الله دل علیٰ ان فی الاسباب حکمة مع کون الاسباب غیر موثرة حقیقة وکون المسببات کلها من الله تعالیٰ

قوله تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس فی الروح وهدء القویٰ البدنیة والصفات النفسانیة بنزول السکینة امنة منه ای امن من عنده سبحانه وتعالیٰ

سورۃ الانفال

قوله تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم الی قوله هم المومنون حقا۔ ترجمہ: بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں۔

یہ آیت جامع ہے اوصاف سالکین کی یعنی حال بھی کہ وجل ہے اور عقائد بھی کہ ایمان ہے اور عمل باطنی بھی کہ توکل ہے اور عمل ظاہری بھی کہ صلوٰۃ اور انفاق ہے اور اس پر نص ہے کہ ایمان کامل ان سب اوصاف کو جمع کرنا ہے اور چونکہ صوفیہ ان سب اوصاف کے جامع ہیں اس سے ان کا کامل الایمان ہونا ثابت ہو گیا

٣٧ **قوله تعالیٰ** کما اخرجك ربك من بیتك بالحق وان فریقا من المومنین لکارهون۔ ترجمہ: جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر سے مصلحت کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی

وقوله تعالیٰ وتودون ان غیر ذات الشوکة تکون لکم۔ کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جاوے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آ جاوے

آیت اول سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نفع بصورت ضرر ہوتا ہے اور ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ضرر بصورت نفع ہوتا ہے اور عارفین کو ہر وقت اپنے معاملات اور احوال میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے

قوله تعالیٰ وما جعله الله الا بشریٰ ولتطمئن به قلوبکم وما النصر الا من عند الله۔ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ باوجود اسباب کے غیر موثر ہونے اور مسببات کے منجانب اللہ ہونے کے پھر بھی اسباب میں حکمتیں ہیں

قوله تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس امنة منه۔ ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا یعنی نزول سکینہ سے قویٰ بدنیہ و صفات نفسانیہ کا سکون امنة منه یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے امن کے لئے

وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان وبسوسته وتخویفه ولیربط علی قلوبکم ای یقویھا بقوة الیقین ویسکن جاشکم ویثبت به الاقدام اذ الشجاعة وثبات الاقدام فی المخاوف من ثمرات قوة الیقین اھ ففی الآیة اثبات لکثیر مما اعتبرہ الصوفیة

علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان ترجمہ اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے یعنی شیطان کا وسوسہ اور تخویف ولیربط علی قلوبکم ترجمہ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے یعنی قوۃ یقین سے قلب کو قوی فرمادے اور تمہارے قلب کو قرار بخشے ویثبت به الاقدام

وجہ یہ کہ خوفناک مواقع میں شجاعت وثابت قدمی قوۃ یقین کے ثمرات سے ہے کذا فی الروح پس آیت میں چند امور کا اثبات ہے جو صوفیہ کے نزدیک معتبر ہیں۔

قوله تعالیٰ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ فی الروح باب الاشارة (وھی کالصراحة) فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم تادیب منه سبحانه لاھل بدر وھدایة لھم الی فناء الافعال حیث سلب الفعل عنھم بالکلیة ویشبه ھذا من وجه قوله تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ والفرق انه لما کان النبی صلی اللہ علیه وسلم فی مقام البقاء بالحق سبحانه نسب الیه الفعل بقوله تعالیٰ اذ رمیت مع سلبه عنه بما رمیت واثباته للہ تعالیٰ فی حیز الاستدراک لیفید معنی التفصیل فی معنی الجمع فیکون الرامی

قوله تعالیٰ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت

اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ترجمہ سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ روح میں ہے کہ پہلے جملہ میں فناء افعال کی طرف ہدایت ہے کہ ان سے فعل کو بالکلیہ سلب کرلیا گیا اور دوسرے جملہ میں فناء کے ساتھ بقاء کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بقاء پر تھے اسی لئے رمیت کی نسبت ثابت بھی کی گئی ہے اور اسکی نفی بھی کی گئی ہے اور لکن اللہ رمیٰ میں اشارہ ہے کہ آپ بنفسہ رامی نہ تھے بلکہ رامی باللہ تھے اور چونکہ صحابہ (اسوقت) اس مقام میں نہ تھے تو انکی طرف کوئی فعل منسوب نہیں کیا گیا اھ

محمدا صلی اللہ علیه وسلم باللہ تعالیٰ لا بنفسه ولعدم مقامه صلی اللہ علیه وسلم وعدم کونھم فی ذلک المقام الارفع نسب سبحانه الیه صلی اللہ علیه وسلم ما نسب ولم ینسب الیھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم من الفعل شیئا وھذا احد اسرار تغیر الاسلوب فی الجملتین حیث لم ینسب فی الاولی ونسب فی الثانیة

قوله تعالیٰ وان اللہ مع المؤمنین

فیه اثبات المعیة

قوله تعالیٰ ولو علم اللہ فیھم خیرا

استعدادا صالحا لاسمعھم سماع تفھم ولو اسمعھم مع عدم علمه بخیر فیھم لتولوا ولم ینتفعوا به

قوله تعالیٰ وان اللہ مع المؤمنین

ترجمہ اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ اس میں معیت کا اثبات ہے

قوله تعالیٰ ولو علم اللہ فیھم خیرا

یعنی استعداد لاسمعھم مراد سماع تفہم ہے ولو اسمعھم یعنی باوجود عدم علم بالخیر یعنی عدم خیر کے لتولوا یعنی منتفع نہوں

وارتدوا فاذا شأن العارض الزوال وهم معرضون بالذات كذا في الروح وكذا ما بعده الا من قوله تعالى واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه۔ فيزول الاستعداد فانتهز والفرصة كذا في الروح

کیونکہ عارض کی شان یہی ہوتی ہے کہ زائل ہو جاتا ہے وهم معرضون یعنی بالذات اھ کذا فی الروح (پس اسمیں اثبات ہے مسئلہ استعداد کا) اور اسیطرح بجز آیت واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه کا حاصل بھی یہی ہے کہ پھر استعداد زائل ہوجاوے گی اسلئے فرصت کو غنیمت سمجھو کذا فی الروح۔

قوله تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة بل تشملهم وغيرهم بشوم الصحبة كذا في الروح اى مع المداهنة

یعنی جب مداہنت ہو۔

قوله تعالى واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ترجمہ اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں یعنی بلکہ انکو اور دوسروں کو بوجہ شوم صحبت کے شامل ہوگا

قوله تعالى وما كانوا اولياءه ان اولياءه الا المتقون في الروح رجع الضميرين الى المسجد هو المتبادر المروى عن ابى جعفر والحسن وقيل هما راجعان اليه تعالى ويفسر المتقون حينئذ مما هو اخص من المسلمين لان ولاية الله تعالى لم تثبت فيها ايضاً للمرتبة الثانية من التقوى وان وجدت المرتبة منها فالولاية ولاية كبرى وهذا مما نعرفه من نصوص الشريعة المطهرة وغالب الجهلة اليوم

قوله تعالى وما كانوا اولياءه ان اولياءه الا المتقون ترجمہ حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی ہیں اسکے متولی سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں۔ بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف ضمیر راجع ہے پس تقوی کا شرط ولایت ہونا منصوص ہے اور دوسری آیت سورۂ یونس کی الا ان اولياء الله لا خوف عليهم بلا دوسرے احتمال کے اسمیں نص ہے آجکل تارکین شریعت کو ولی سمجھا جاتا ہے۔ انا للہ

على ان الولى هو المجنون ويعبرون عنه بالمجذوب وكلما اطبق جنونه وكثر هذيانه واستقذرت النفوس السليمة احواله كانت ولايته اكمل وتصرفه في ملك الله تعالى اتم بعضهم يطلق الولى عليه وعلى من ترك الاحكام الشرعية ومرق من الدين المحمدى وتكلم بكلمات القوم وتزيا بزيهم وليس منهم فى عير ولا نفير الى قوله وكذا الكلام فيه سم الشيخ الاكبر قدس سره فى الفتوحات بنحو ذلك الى الماء يسعى من يغص بلقمة؛ الى اين يسعى من يغص بماء ؟ اه وان لم نرض يكون ذلك المضمون تحت هذه الآية لكون هذا الارجاع مرجوحا فاجعله تحت آية سورة يونس من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون فان فيها نصا على كون ولاية الله تعالى خاصة بالمتقين

قوله تعالى اذ يريكهم الله فى منامك قليلا دل على اخفاء الله تعالى بعض الواقعات فى بعض الاوقات

قوله تعالى اذ يريكهم الله فى منامك قليلا ترجمہ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکے خواب میں آپ کو

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما ظنك بغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم فما بال من یعتقد اعدم تجویزہ فی شیخہ وجزمہ بکشفہ ومنامہ وهذا کان فی المنام ولکن یمکن ان یکون فی الیقظة کما فی آیة بعدها واذ یریکموهم اذا التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینهم

وہ لوگ کم دکھلائی) آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بعض اوقات بعض واقعات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی فرما لیتے ہیں اور غیر نبی کا تو کیا ذکر ہے (جیسا اس واقعہ میں ہوا کہ کفار تھے تو زیادہ اور حضور پر منکشف ہوئے کم) سو اس شخص کا کیا حال ہے جو اس کو اپنے شیخ کے لئے جائز نہ سمجھے اور اس کے کشف اور خواب پر جزم کرلے اور یہ واقعہ تو منام میں تھا اور ایسا ہی امر یقظہ میں ممکن ہے جیسا اسکے بعد والی آیت میں مذکور ہے واذ یریکموهم اذا التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینہم

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارهم بطرا ورئاء الناس الخ فی الروح نهی المؤمنین ان یکونوا امثالهم فی البطر والریاء وامرهم بان یکونوا اهل تقوی واخلاص فیه عن بعضهم حذر الله تعالیٰ بهذه الآیة اولیاءه عن مشابهة اعدائه اه

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارهم بطرا ورئاء الناس الخ ترجمہ (اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکتے تھے) ہمیں مسلمانوں کو بطر اور ریا میں انکے مشابہ ہونے سے نہی کی گئی ہے پس اولیاء کو اعداء کی مشابہت سے ممانعت ہوئی۔

قولہ تعالیٰ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیه وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف الله فی روح المعانی ناسبا الی ابن عباس والکلبی والسدی وغیرهم تمثل لهم ابلیس بصورة سراقة بن مالك الکنانی وکان من اشراف کنانة الی آخر القصة قلت فدلت الآیة علی مسائل الاول ان ابلیس قد یترك وسوسة الذنب کما ترك فی هذا الوقت ما وسوس اولا بقوله لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم وهذا الترك انما یکون اذا رای ان الانسان یذنب بلا وسوسة والثانی امکان الکشف لاهل الباطل حیث کوشف برؤیة الملئکة والثالث جواز التمثل حیث تمثل بصورة کنانی والرابع ان الخوف الطبعی من الله تعالیٰ لا یغنی شیئا انما المطلوب الخوف الایمانی وفی الروح ایضا لکن ترك الوسوسة انما یکون حسنا اذا کان اجلالا وحیاء من الله تعالیٰ لا خوفا من البطش فقط وهو لم یخف الا کذلک اه

قولہ تعالیٰ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیه وقال انی بریء منکم انی اری ما لا ترون انی اخاف الله ترجمہ (پھر جب دونوں جماعتیں ایکدوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں) اس واقعہ میں ابلیس سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں متمثل ہو گیا تھا پس آیت میں کئی مسئلوں پر دلالت ہے اول ابلیس کبھی گناہ کی وسوسہ کو ترک بھی کر دیتا ہے جیسا اس قصہ میں اول وسوسہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم پھر انی بریء منکم کہکر اسکو ترک کر دیا اور یہ ترک اسوقت ہوتا ہے جب سمجھتا ہو کہ بدون میرے وسوسہ کے بھی انسان گناہ کر لیگا دوسرا مسئلہ اہل باطل کیلئے کشف کا ممکن ہونا چنانچہ ابلیس کو ملائکہ مکشوف ہوئے جسکی خبر اس قول میں دیگئی انی اری ما لا ترون تیسرا مسئلہ تمثل کا امکان جیسا وہ کنانہ کی صورت میں متمثل ہوا چوتھا مسئلہ خدا تعالیٰ سے خوف طبعی کا کافی نہ ہونا جیسا شیطان کا خوف تھا اور اس نے انی اخاف الله کہا مطلوب خوف ایمانی ہے۔

قوله تعالیٰ ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم دخل في عمومه ما اذا انقطع عن السالك الانوار والبركات المقصودة اذا صدر عنه المعصية او ترك شيئا من الطاعة وفي روح المعاني من باب الاشارة اي حتى يفسد واستعدادهم فلا تبقى لهم مناسبة للخير وحينئذ يغير سبحانه النعم الى النقمة لطلبهم اياها بلسان الاستعداد ولا فالله تعالى اكرم من ان يسلب نعمة شخص مع ما استحقاقها فيه ام قلت ويكون فساد الاستعداد باحد الامرين اما صدور المعصية واما ترك الطاعة فآل الى ما قلت

قوله تعالیٰ ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم **ترجمہ:** یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے) اس کے عموم میں وہ صورت بھی داخل ہو گئی کہ جب سالک سے کوئی معصیت صادر ہو جاتی ہے یا کوئی طاعت ترک ہو جاتی ہے تو اس سے انوار و برکات مقصودہ منقطع ہو جاتے ہیں۔

قوله تعالیٰ واما تثقفنهم في الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله دل على ان تدبير السياسة لا ينافي الكمال في الباطن كما هو زعم الغلاة من اهل الرهبانية

قوله تعالیٰ فاما تثقفنهم في الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله (**ترجمہ:** سو اگر آپ لڑائی میں اُن لوگوں پر قابو پائیں تو اُن کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ اُن کے علاوہ ہیں منتشر کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کی طرف واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کر سکتے اور اُن کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس کے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو اُن پر جو اللہ کے دشمن ہیں) اس میں دلالت ہے کہ سیاسی تدابیر کمال باطنی کے منافی نہیں جیسا بعض غلاۃ اہل رہبانیت خیال کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم دل على ان القاء صفة من الصفات المحمودة في قلب المريد ليس باختيار الشيخ

قوله تعالیٰ لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم (**ترجمہ:** اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی اُن کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے) اس میں دلالت ہے کہ قلب میں کسی صفت محمودہ کا پیدا کرنا اختیار شیخ نہیں۔

قوله تعالیٰ الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا يؤخذ منه ان الضعف مناط التخفيف فعلى الشيخ ان لا يأمر الضعيف بالمجاهدة فوق طاقته

قوله تعالیٰ الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا (**ترجمہ:** اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ضعف مدار تخفیف

ہے پس شیخ پر لازم ہے کہ ضعیف کو مجاہدہ قویہ نہ بتلاوے

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض الخ لما جاز علی المعصوم الخطأ فی الاجتہاد فکیف بغیر المعصوم فما اقبح غلو بعضہم من اعتقاد امتناع الخطأ من شیوخہم قائلا ان کل ما صدر عنہم ولو کان معصیۃ یکون فیہ سرّ غامض ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ولو قیل یکون فیہ شر کان اصدق مما قیل فیہ سرّ۔

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض (ترجمہ نبی کی شان کے لایق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں جبتک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں) جب معصوم پر خطأ فی الاجتہاد جائز ہے تو غیر معصوم کا تو کیا پوچھنا پس شیوخ پر امتناعِ خطا کا اعتقاد اور ان کی معصیت میں بھی سرِ غامض کا اعتقاد کس درجہ غلو قبیح ہے۔

قولہ تعالیٰ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم الخ العتاب علی الخطأ فی الاجتہاد الذی ورد فیہ ان من اجتہد وخطأ فلہ اجر دلیل لصحۃ ما قالوا ان حسنات الابرار سیئات المقربین

قولہ تعالیٰ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم الخ (ترجمہ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی) جس خطا اجتہادی پر اجر وارد ہے اسپر عتاب اس مقولہ کی صحت کی دلیل ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم دل علی ان الطاعۃ یؤدی الی برکات الدنیا والاخرۃ سواء کانت فی صورۃ المال او فی صورۃ حال من احوال اہل الکمال واجر الاخرۃ اکبر

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (ترجمہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور تم کو بخشدیگا) اس میں دلالت ہے کہ طاعت سے دنیا اور آخرت دونوں کے برکات حاصل ہوتے ہیں خواہ مال کی صورت میں یا باطنی احوال کی صورت میں۔

تمت سورۃ الانفال

سورہ انفال ختم ہوئی

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید سورۃ الانفال

اضافہ از رسالہ تائید سورہ انفال

قولہٗ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الی قولہ ورزق کریم نزلت فیما یختص بالصوفیۃ و یختص الصوفیہ بہٖ من احوال القلوب

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الی قولہ ورزق کریم یہ آیت اُن چیزوں کے ذکر میں نازل ہوئی جو صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں اور صوفیہ اُن کیساتھ خاص ہیں اور وہ احوال قلوب ہیں۔

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ التوبۃ

سورۃ التوبہ

قولہٗ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیٰت اللہ ثمنا قلیلا فی الروح والجملۃ المتاخرۃ کما قال العلامۃ الطیبی مستانفۃ کالتعلیل بقولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون فیہ ان من فسق وتمرد کان سببہ مجرد اتباع الشہوات و الرکون الی اللذات اھ

قولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیٰت اللہ ثمنا قلیلا (**ترجمہ** اور اُن میں زیادہ آدمی شریر ہیں انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے) دوسرا جملہ مستانفہ ہے بطور تعلیل جملہ سابقہ کے پس اس میں دلالت ہے کہ اتباع شہوات اور میلان الی اللذات سبب ہو جاتا ہے فسق وتمرد کا

قولہٗ تعالیٰ ویشف صدور قوم مؤمنین ویذھب غیظ قلوبھم فیہ بقاء الامور الطبعیۃ فی الکاملین و ان بعض آثارھا مطلوب

قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم (**ترجمہ** اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دیگا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین میں بھی امور طبعیہ رہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن کے بعض آثار مطلوب بھی ہیں (ورنہ صحابہ میں غیظ وغیرہ نہ ہوتا)۔

قولہٗ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا دل علیٰ ان عادۃ اللہ تعالیٰ اعطاء الثمرات بعد المجاھدات

قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا (**ترجمہ** حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو) اس پر دال ہے کہ عادت الٰہیہ یہ ہے کہ مجاہدات کے بعد ثمرات عطا کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰباءکم الی قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ فی الروح انہ سبحانہ بین ان القرابۃ المعنویۃ والتناسب المعنوی و الوصلۃ الحقیقیۃ احق بالمراعاۃ من الاتصال الصوری مع فقد الاتصال المعنوی واختلاف الوجھۃ وذم سبحانہ التقیید بالالوفات الحسیۃ وتقدیمھا علی المحبوب الحقیقی والتعین الاول لہ (والمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم) والسبب الاقوی الی الحضرۃ (المراد الجہاد) وتوعد

قولہ تعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰباءکم الی قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ (**ترجمہ** اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے اُن کی ساتھ رفاقت رکھیگا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جسمیں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند

علیہ بما نوعد نسأل الله تعالى التوفيق الى ما يقربنا

کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں) اس میں حق تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ تعلق مع اللہ بمقابلہ تعلق مع الخلق کے زیادہ رعایت کے قابل ہے۔

قوله تعالى اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا الى قوله ثم انزل الله سكينته على رسوله وعلى المومنين في الروح اشارة الى انه لا ينبغي للعبد ان يحتجب بشئ عن مشاهدة الله تعالى والتوكل عليه ومن احتجب بشئ وكل اليه ومن هنا قالوا استجلاب النصر في الذلة والافتقار والعجز ومما رأى سبحانه ندم القوم على عجبهم بكثرتهم ردهم الى ساحة جوده فالبسهم انوار قربه وايدهم بجنوده واليه الاشارة بقوله تعالى ثم انزل الله سكينته على رسوله وعلى المومنين الآية ولهم في تعريف السكينة عبارات كثيرة متقاربة المعنى فقيل هي استحكام القلب عند جريان حكم الرب بنعت الطمانينة بخمود آثار البشرية بالكلية والرضا بالبادي من الغيب من غير معارضة واختيار وقيل هو القرار على بساط الشهود بشواهد الصحو والتادب باقامة صفاء العبودية من غير لحوق مشقة ولا تحرك عرق بمعارضة حكم وقيل هي المقام مع الله تعالى بفناء الحظوظ اھ۔

قولہ تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئا الی قولہ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین (ترجمہ جب کہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہوگیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی) اس میں دلالت ہے کہ بندہ کو غیر اللہ پر نظر اور عجب نہ کرنا چاہئے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ ترک عجب نزول سکینہ کا سبب ہوتا ہے جسکی تفاسیر کا حاصل یہ ہے کہ قلب کا قرار پانا اور راضی رہنا احکام قضا پر اور فنا حظوظ کیساتھ حق تعالیٰ کی معیت کا مقام ہوجانا۔

قوله تعالى انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام في الروح والاشارة (على منهج القياس) الى من تدنس بالميل الى السوى واشرك بعبادة المولى لا يصلح للحضرة وفي الآية اشارة الى منع الاختلاط مع المشركين وقاس الصوفية اهل الدنيا بهم وقال بعضهم صحبة المنكر على اولياء الله تعالى تورث فتقا بصعب على الخياط رتقه وتوثر خرقا يعيي الواعظ رفعه اھ ملخصاً

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام (ترجمہ مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں) اسی پر قیاس کرکے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جس شخص میں میلان الی غیر اللہ کی گندگی ہوگی وہ حضرت حق کے لائق نہیں اور آیت میں جیسے اختلاط مشرکین سے ممانعت ہے اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل دنیا اور منکرین صوفیہ کی صحبت سخت مضر ہے۔

قوله تعالى وان خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله ان شاء دال على ان المصلحة الدنيوية لا ينبغي ان تكون قادحة في تكميل المصلحة الدينية

قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء (ترجمہ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہیگا محتاج نہ رکھیگا) آیہ دلالت،

وان زاحمت تزاحم بالتوکل المشار الیہ فی قولہ ان شاء

کہ مصلحت دنیویہ تکمیل مصلحت دینیہ میں مانع نہ ہونا چاہئے اور اگر مزاحم ہو تو توکل سے علاج کرنا چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ قاتلهم الله۔ فی الروح دعاء علیهم بالاهلاک اھ ودل علی ان الدعاء علی مستحقہ لا ینافی الحلم وحسن الخلق۔

قولہ تعالیٰ قاتلهم الله (ترجمہ خدا ان کو غارت کرے) یہ بددعا ہے ہلاکت کی اور اس میں دلالت ہے کہ مستحق پر بددعا کرنا حلم و حسن خلق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم التقلید المعروف کما اعتادہ الجہلۃ اذا منعتہم من الرسوم تشبثوا بفعل مشائخہم

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا (ترجمہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے) اس میں نصوص کے مقابلہ میں تقلید کرنے کی مذمت ہے جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسوم منکرہ سے منع کیا جاوے تو اپنے مشائخ سے تمسک کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم ویابی الله الا ان یتم نورہ فیہ دلالۃ علی عدم الاکتراث بمخالفۃ المخالف وان لا یہتم بہ کل الاہتمام ویکل الامر الی اللہ تعالیٰ فہو الکافی والمدبر للامور

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم ویابی الله الا ان یتم نورہ (ترجمہ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانیگا نہیں) اس میں دلالت ہے کہ مخالفین کی زیادہ پروا نہ کرے اور خدائے کارساز پر نظر رکھے کہ وہ کافی ہیں۔

قولہ تعالیٰ یایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله۔ وهذا حال من یاخذ الاموال من جہلاء المریدین ویکتمون الحق عنہم خوفا من فوت المنافع علیہم

قولہ تعالیٰ یایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل الله (ترجمہ اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں) یہی حال اس شخص کا ہے جو جاہل مریدوں سے نذرانے لیتا ہے اور منافع کے فوت ہونے کے اندیشہ سے ان سے حق کو چھپاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذهب والفضة فی الروح ذم البخلاء ولا یخفی ان جمع المال وکنزہ وعدم الانفاق لا یکون الا لاستحکام رذیلۃ الشح اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذهب والفضة (ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں) اس میں بخل و جمع مال کی مذمت ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیهن انفسکم ای فی الاشہر الحرم ودل علی ان المعصیۃ فی الازمنۃ المبارکۃ ویقاس علیہا الامکنۃ المتبرکۃ اشد فی القبح فکیف من یجترئ فی المشاهد المتبرکۃ من قبور الاولیاء والصالحین فی موسم

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیهن انفسکم (ترجمہ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا) اس سے معلوم ہوا کہ ازمنہ مبارکہ میں اور اسی پر امکنہ مبارکہ کو قیاس کیا جاتا ہے معصیت کرنا قبح میں اشد ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہے

الاعراس التی ھی اضر شیٔ علی الناس

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ

علیہ فی الروح والضمیر (فی علیہ) ان کان للصاحب فالامر ظاھر وان کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقال فی ذالک اشارۃ الی مقام الفناء فی الشیخ اذذاک (لان المحتاج الی السکینۃ اذذاک کان الصدیق لاعتراء الحزن لہ) وقال

کہ اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کرتے ہیں جنکا عرس کے موقع پر زیادہ صدور ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ علیہ (ترجمہ سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر تسلی نازل فرمائی) حضرت صدیق پر نزول سکینہ خواہ بلا واسطہ ہو جب کہ علیہ کی ضمیر اُن کی طرف راجع ہو خواہ بواسطہ ہو جب کہ یہ ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو دلیل ہے شیخ کے ساتھ رہنے کے برکات پر۔

بعض الای ای انزلت سکینۃ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لتسکین قلب الصدیق واذھاب الحزن عنہ بطریق الانعکاس والاشراق ولو انزلت علی الصدیق بغیر واسطۃ لذاب لہا ولعظمہا فکانہ قیل انزل سکینۃ صاحبہ علیہ اھ قلت ویکون اضافۃ السکینۃ الی ضمیر الصاحب بادنی ملابسۃ لکون المقصود بانزالہا ھو وعلی کل فالآیۃ تدل علی برکات شدۃ ملازمۃ الشیخ۔

قولہ تعالیٰ لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک فیہ اعتبار لمن امتحن نفسہ اھی محبۃ للہ تعالیٰ ام لا فعلیہ ان یراھا فیما لم یکن فیہ منفعۃ دنیویۃ وہاں فیہ مشقۃ فان العمل المتضمن للمنفعۃ الدنیویۃ لاسیما اذا کان سہلا لیس دلیلا للمحبۃ فلا یغتر بحملہا مثل ھذا العمل۔

قولہ تعالیٰ لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک (ترجمہ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کی ساتھ ہولیتے) اسمیں اپنے نفس کے لئے امتحان کا طریقہ ہے کہ آیا وہ اللہ تعالیٰ کا محب ہے یا نہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں کوئی نفع دنیوی نہ ہو اور مشقت ہو اُس میں دیکھنا چاہیئے کہ کیا رنگ ہوتا ہے کیونکہ عمل متضمن نفع دنیوی دلیل محبت نہیں۔

قولہ تعالیٰ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم وھکذا تغر النفس السالک بدعواھا الکاذبۃ والتلبیس علیہ فی الطاعات بالاعذار الباطلۃ فقل لہا کما قال اللہ تعالیٰ یہلکون انفسہم وکثیر من المدعین للصلاح یلبسون علی الناس بالتمویہات فی الدعاوی صریحا تارۃ وفی مطاوی حدیث اخریٰ تارۃ والواجب علی کلہم ان یتاملوا فی مدلول الآیۃ

قولہ تعالیٰ وسیحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم (ترجمہ اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاوینگے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے) اسیطرح اپنی جسطرح منافقین مسلمانوں کو دھوکہ دیتے تھے سالک کو اُس کا نفس جھوٹے دعووں سے دھوکہ دیتا ہے اور طاعات میں باطل عذر پیش کرتا ہے پس اُس نفس کو یہی جواب دو جو خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہلکون انفسہم اسیطرح بہت سے مدعیان صلاح و تقویٰ دعووں میں ملمع سازیاں کرکے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں کبھی صریحاً کبھی دوسری باتوں کے ضمن میں ان سب کو واجب ہے کہ اس آیت کے مضمون میں غور کریں۔

(۳۸)

تلبیس النفس علی السالک

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم فی الروح عن سفیان بن عیینۃ انہ قال انظر والی ھذا اللطف بدأ بالعفو قبل ذکر المعفو وھکذا معاملۃ اللہ تعالیٰ فی السر مع المقبولین المحبوبین یریھم لطفہ فی عین المعاتبۃ لئلا یتوحشوا وایضاً فیہ تعلیم الادب للخطاب مع من یراعی حرمتہ کقولہم رضی اللہ عنک ما جوابک عن کلامی۔

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی) اس میں عفو کو شکایت سے پہلے ذکر فرمایا اور حق تعالیٰ کا باطن میں مقبولین کیساتھ یہی معاملہ ہے کہ عین عتاب میں اُن کو اپنا لطف دکھلاتے ہیں تاکہ اُن کو وحشت نہ ہو اور اسمیں ایسے شخص کے ساتھ خطاب کرنے کا ادب بھی بتلایا گیا ہے جسکی حرمت کی رعایت کی جاوے۔

قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا فیہ ارشاد للشیوخ بالتیقظ فی قبول اعذار المریدین ای نشأت عن الحقیقۃ ام فیہا فساد فکثیر من المریدین یخدعون شیوخہم ویشیع فسادہ فی کثیر من امورھم فیختل نظامہم الدینی کما نشاھدہ فی زماننا۔

قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا (ترجمہ آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی جبتک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جائے) آیت میں شیوخ کو تعلیم ہے کہ مریدوں کے عذر قبول کرنے میں بیداری سے کام لیں کہ وہ عذر سچ مچ واقع کے مطابق ہے یا اس میں کچھ فساد کی آمیزش ہے کیونکہ بہت سے مرید دھوکہ بھی دیتے ہیں پھر اُس کا انجام اُن ہی کے دین کی بے انتظامی ہے۔

قولہ تعالیٰ لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ الخ فی الروح فیہ اشارۃ الی ان المؤمن اذا سمع بخیر طار الیہ واتاہ ولو مشیاً علی راسہ ویدیہ اھ ویُنشأ ھذا من الشوق ففیہ اثبات لحال الشوق۔

قولہ تعالیٰ لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگینگے) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ مومن جب خیر کو سنتا ہے تو فوراً اُس کی طرف دوڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حالت شوق سے پیدا ہوتی ہے تو اسمیں شوق کا اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ فیہ دلیل علی ان التعطل والبطالۃ دلیل لعدم الارادۃ ککثیر ممن غرتہم انفسہم یظہرون التمنی والرغبۃ فی الطاعات وکذبوا فقد قیل لو صح منک الھویٰ ارشدت للحیل۔

چنانچہ کہا گیا ہے (ع) اگر عشق ہوتا تو تدبیر کرتا۔

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ (ترجمہ اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اُس کا کچھ سامان تو درست کرتے) اس میں دلیل ہے کہ تعطل علامت ہے عدم ارادہ کی جیسے بہت سے لوگ اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑے ہوتے ہیں کہ طاعات کی رغبت کا دعوے ظاہر کرتے ہیں اور بالکل جھوٹے ہوتے ہیں

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین فی الروح باب الاشارۃ ان الاخلاق

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین (ترجمہ اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیر لیگی) اہل اشارہ کے

(۳۵) تعلیم الشیوخ بالتیقظ — حال الشوق

السیئة والاعمال القبیحة محیطة بهم وهی النار بعینها غایة الامر انها ظهرت فی هذه النشأة بصورة الاخلاق والاعمال وستظهر فی النشأة الاخرى بالصورة الاخرى اھ

ترجمہ: اشارہ ہے اخلاق سیئہ و اعمال قبیحہ کی طرف جو ان کو محیط ہیں جو نشاۃ اخرویہ میں بصورت نار ظاہر ہوں گے۔

قوله تعالیٰ ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی فی الروح ای لا توقعنی فی الفتنة بنساء الروم اھ وهکذا عذر النفس فی تثبطها عن الطاعة تخدع العامل بان فیها کذا وکذا من الخطر الذی شره اعظم من الخیر فی الطاعة

قوله تعالیٰ ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی ترجمہ اور ان میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے) یعنی نساء روم کے فتنہ میں مجھ کو واقع نہ کیجئے اور یہی حالت ہے نفس کی کہ طاعات سے اس بہانہ پر عذر کرتا ہے کہ اس طاعت میں ایسا ایسا خطرہ ہے جسکا شر اس طاعت کی خیر سے اعظم ہے۔

قوله تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا الخ مراقبة لمعنی یسهل التوکل وفی ما بعده الامر بالتوکل صریحا

قوله تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا الخ (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر دیا ہے الخ) اس میں ایسے مضمون کا مراقبہ ہے جو توکل کو سہل کر دے اور اسکے بعد توکل کا صریح امر ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یأتون الصلوٰة الا وهم کسالی فی الروح فیه اشارة الی حرمانهم لذة العبودیة واحتجابهم عن مشاهدة جمال معبودهم وقال محمد بن الفضل من لم یعرف الآمر قام الی الامر علی حد الکسل ومن عرف الآمر قام الی الامر علی حد الاستغنام والاستروح اھ

قوله تعالیٰ ولا یأتون الصلوٰة الا وهم کسالی ترجمہ اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے) اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ لذت عبودیت سے محروم اور مشاہدۂ جمال معبود سے محجوب ہیں محمد بن فضل کا قول ہے کہ جس شخص کو آمر کی معرفت نہوگی وہ امر کی طرف کسل کے ساتھ اٹھتا ہے اور جس شخص کو آمر کی معرفت ہوگی وہ امر کی طرف اس کو غنیمت اور راحت سمجھ کر اٹھیگا۔

قوله تعالیٰ فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم فی الروح فیه تحذیر للمؤمنین ان یستحسنوا ما مع اهل الدنیا من الاموال والزینة فیحتجبوا بذلك عن عمل الآخرة ورویته اھ

قوله تعالیٰ فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم (ترجمہ سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں) اسمیں اہل ایمان کو اس سے تحذیر ہے کہ اہل دنیا کے اموال و زینت کو مستحسن سمجھیں اور اسکے سبب آخرت کے عمل اور اس پر نظر کرنے سے محجوب ہو جاویں

قوله تعالیٰ انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیٰوة الدنیا فیه تنبیه علی ان لا راحة للمحجوبین فیما یجمعونه للراحة فانهم یکابدون بجمعها وحفظها المتاعب ویقاسون فیها الشدائد والمصاعب ولیس عندهم من الاعتقاد بالثواب وتعلقهم مع الله ما یهون علیهم ما یجدونه۔

قوله تعالیٰ انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیٰوة الدنیا (ترجمہ اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب رکھے) اسمیں تنبیہ ہے کہ محجوبین جسکو راحت کے لیے جمع کرتے ہیں اسمیں ان کو راحت نہیں اسکے جمع کرنے اور حفاظت کرنے میں محض مصیبتیں ہی جھیلتے ہیں پھر ان کو اس میں ثواب کا اعتقاد اور تعلق مع اللہ بھی نہیں جس سے ان کی یہ مشقت سہل ہو جاوے۔

(باقی آئندہ)

قوله تعالى ولو انهم رضوا ما اتاهم الله ورسوله الخ في الروح فيه ارشاد لآداب الصادقين والعارفين والمريدين وعلامة الراضي النشاط بما استقبله من الله تعالى والتلذذ بالبلاء اھ

قولہ تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ الخ ترجمہ (اور اُن کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اُس پر راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے اور اُسکے رسول نے دیا تھا) روح میں ہے کہ اسمیں صادقین وعارفین ومریدین کے آداب کی تعلیم ہے اور اہل رضا کی علامت یہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے اسکو پیش آوے اُسپر شاداں رہے اور بلا سے متلذذ رہے۔

قوله تعالى ومنهم الذين يؤذون النبي ويقولون هو اذن قيل ان مرادهم بكونه عليه الصلوة والسلام اذنا تصديقه بكل ما يسمع من غير فرق بين ما يليق بالقبول لمساعدة امارات الصدق له وبين ما لا يليق قل اذن خير لكم اى هو اذن في الخير والحق وفيما يجب سماعه وقبوله وليس باذن في غير ذلك وقوله ورحمة للذين امنوا منكم اى للذين اظهروا الايمان حيث يقبله منهم لكن لا تصديقا لهم في ذلك بل رفقا بهم وترحما عليهم ولا يكشف اسرارهم ولا يهتك استارهم وقد غرهم قاتلهم الله تعالى حتى قالوا ما قالوا كرم النبي صلى الله عليه وسلم حيث لم يشافههم برد ما يقولون رحمة منه بهم وهو عليه الصلوة والسلام الرحمة الواسعة وعن بعضهم انه سئل عن العاقل فقال الفطن المتغافل وانشد ؎

واذا الكريم اتيته بخديعة
فرايته فيما تروم يسارع
فاعلم بانك لم تخادع جاهلا
ان الكريم بفضله متخادع

قولہ تعالیٰ۔ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن قل اذن خیر لکم یؤمن باللہ ویؤمن للمؤمنین ورحمۃ للذین امنوا منکم ترجمہ (اور اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اذن سے اُن کی مراد یہ تھی کہ ہر جا بیجا بات کو قبول کر لیتے ہیں اور واقعی اور غیر واقعی میں فرق نہیں کرتے حق تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ آپ صرف حق بات کو قبول کرتے ہیں باقی غیر حق کو جو متکلم کے منہ پر رد نہیں فرماتے تو اُسکی یہ وجہ نہیں کہ آپ فرق نہیں کرتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کی شان رحمت کی ہے کسیکو رسوا نہیں کرتے۔ پس الذین امنوا سے مراد اظہروا الایمان ہے ہذا خلاصۃ ما فی الروح پس اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کرم کا بیان ہے۔

کذا فی الروح

قوله تعالیٰ ورضوان من الله اکبر فی الروح لانه مبدأ الحلول دار الاقامة ووصول کل سعادة وکرامة وهو غاية ارب المحبين منتهى امنية الراغبين فكان اكبر[۲۸۳] من هاتيك الجنات والمساكن اهـ مختصرًا

قوله تعالیٰ ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصلحين

فی الروح اشارة[۲۸۴] الى وصف المغرورين الذين ما ذاقوا طعم المحبة ولا هب عليهم نسيم العرفان ومن هنا صححوا لانفسهم افعالًا فقالوا لنصدقن فلما آتاهم من فضله بخلوا به ای انهم نقضوا العهد لما ظهر لهم ما سألوه والبخل كما قال ابو حفص ترك الايثار عند الحاجة اليه اهـ

قوله تعالیٰ الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين فى الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم

فی الجلالین لما نزلت اية الصدقة جاء رجل فتصدق بشئ كثير فقال المنافقون مراءٍ وجاء رجل فتصدق بصاع فقالوا ان الله لغنى عن صدقة هذا فنزل اهـ وهكذا حال[۲۸۶] المنكرين لاولياء الله يعيبونهم على كل عمل وحال كبيرًا كان او صغيرًا

قوله تعالیٰ وقالوا لا تنفروا فى الحر

قولہ تعالیٰ ورضوان من الله اکبر ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے)

روح میں اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ تو وجنت میں[۲۸۳] جانے اور ہر قسم کی سعادت وکرامت پانے کا مبداء یہی رضا ہے نیز عشاق کا غایۃ مقصود یہی رضا ہے اھ

قولہ تعالیٰ ومنہم من عاہد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصلحین

ترجمہ (اور اُن میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب نیک نیک کام کیا کریں) روح میں ہے یہ اشارہ[۲۸۴] ہے اُن لوگوں کی حالت کی طرف جن میں ذوق محبت تو ہے نہیں اور اپنے نفوس کے لئے بعض مقامات کو حاصل سمجھ جاتے ہیں پھر امتحان کے موقع میں پورے نہیں اترتے۔

قولہ تعالیٰ الذین یلمزون المطوعین من المومنین فے الصدقات والذین لایجدون الا جہدہم فیسخرون منہم

ترجمہ (یہ ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارہ میں طعن کرتے ہیں اور اُن لوگوں پر جن کو بجز مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی اُن سے تمسخر کرتے ہیں)

یہی حال[۲۸۶] منکرین اولیاء کا ہے کہ اُن کے ہر عمل اور ہر حال پر عیب گیری کرتے ہیں خواہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا ہو۔

قولہ تعالیٰ وقالوا لا تنفروا فے الحر

۲۸۳ کون الرضوان اکبر من الجنات — رضا مقصود عشاق ہے

۲۸۴، ۲۸۵ الاغترار فی الصحو ببعض المقامات وظہوره عند الامتحان — بعض مقامات کو حاصل سمجھ کر امتحان کے وقت پورے نہ اترنا

۲۸۶، ۲۸۷ حال الطاعنین علی الاولیاء — اولیاء پر عیب گیری کرنے والوں کا حال

فی الروح ویشبه هؤلاء المنافقین فی هذا التثبط اهل البطالة الذین یثبطون السالکین عن السلوک ببیان شدائد السلوک وفوات اللذائذ الدنیویة اھ

قوله تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا قد وقع البعض فی الغلط بهذه الایة حیث ظنوا ان البکاء مامور به ثم شکوا الی الشیوخ انهم ما یتاتی منهم البکاء فهو من بناء الفاسد علی الفاسد و دلیل الفساد والغلط قوله تعالیٰ متصلا جزاء بما کانوا یکسبون فانه نص فی ان المراد بالانشاء الجزای لا یضحکون و یبکون یوم الجزاء جزاءً بما کانوا یکسبون والبکاء ان کان من الخشیة او المحبة محمود لکن المحمودیة لا یستلزم کونه مامورًا به فان الامر یختص بالاختیاری وهذا غیر اختیاری۔

قوله تعالیٰ ولا تقم علی قبره قرن القیام علی قبر للزیارة والدعاء بالصلوٰة علی صاحبه دل ظاهرًا علی کونه نافعًا للمیت کهی ومن ثم نهی عنه لمن لم یکن اهلا لذلک النفع وهذا النفع زائد علی نفع الدعاء من الغیبة والله اعلم

قوله تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

ترجمہ (اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو) روح میں ہے اِن ہی منافقین کی حالت کے مشابہ اُن اہل بطالت کا حال ہے جو سالکین کو سلوک سے اسطرح روکتے ہیں کہ شدائد سلوک کو اور لذائذ دنیویہ کے فوت ہونے کو بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون ترجمہ (سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں اُن کاموں کے بدلہ جو کچھ کیا کرتے تھے) بعض نے اس کو امر کا صیغہ سمجھا پھر اس بنا پر شیوخ سے شکایت کیجاتی ہے کہ ہمکو رونا نہیں آتا حالانکہ اس آیت میں مراد خبر بصورت انشا ہے یعنی قیامت میں اُن کو ہنسنا نصیب نہ ہوگا رونا ہی پڑے گا قرینہ اسکا جزاء بما کانوا یکسبون ہے اور بکا ر اگر محبت یا خشیت سے ہو محمود ضرور ہے لیکن محمود ہونا مامور بہ ہونے کو مستلزم نہیں اس لئے کہ امر خاص ہے اختیاری کے ساتھ اور بکا غیر اختیاری ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا تقم علی قبرہ ترجمہ (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہو جیے) قیام علی القبر بغرض زیارت و دعاء کو صلوٰۃ علی المیت کے ساتھ مقرون کرنا دلیل ظاہر ہے اسپر کہ نماز جنازہ کی طرح یہ قیام مذکور بھی میت کے لئے نافع ہے اور اسی لئے ایسے شخص کی قبر پر جو کہ اس نفع کا اہل نہیں قیام کرنے کو منع فرمایا گیا اور یہ نفع قبر پر حاضر ہو کر دعا وغیرہ کرنے کا اُس نفع سے زائد ہے جو غیبت میں دعا کرنے سے ہوتا ہے واللہ اعلم۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

۲۹۰ نفع النیۃ کالعمل
۲۹۰ نیت کا عمل کی طرح نافع ہونا

حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ فیہ دلالۃ[۲۹۰] علی ان من قصر عن العمل بعذر وکان من نیتہ ان یفعل لو قدر لا یحرم من البرکات

حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ ترجمہ (کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جنکو خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھیں) اس میں دلیل[۲۹۰] ہے اسپر کہ جو شخص کسی عذر کے سبب کسی عمل سے قاصر ہو مگر نیت اسکی یہ ہو کہ اگر مجھکو قدرت ہوتی تو یہ عمل ضرور کرتا تو وہ برکات سے محروم نہیں رہتا۔

۲۹۱ دخل الصحبۃ فی الخیر والشر
۲۹۱ خیر و شر میں صحبت کا دخل ہونا

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا

فیہ اشارۃ الی ان البعد[۲۹۱] عن صحبۃ الصلحاء سبب عظیم لقلۃ المناسبۃ بطریق الخیر ومن ثم تری اھل الطریق یھتمون بالصحبۃ اھتماما بلیغا۔

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا ترجمہ (دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں) اس میں اشارہ ہے کہ صحبت صالحین[۲۹۱] سے بعید ہونے سے طریق خیر کے ساتھ مناسبت میں کمی ہوجاتی ہے اسی لئے اہل طریق صحبت کا اہتمام بلیغ کرتے ہیں۔

۲۹۲ تدبیر لسہولۃ الانفاق
۲۹۲ سہولت انفاق کی تدبیر

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ فی الروح قیل کل من یری الملک[۲۹۲] لنفسہ یکون ما ینفق غرامۃ عندہ وکل من یری الاشیاء للہ تعالیٰ وھی عاریۃ عندہ یکون ما ینفق غنما عندہ اھ

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ ترجمہ (اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اسکو جرمانہ سمجھتا ہے) الخ روح میں ہے جو شخص[۲۹۲] اپنے کو مالک سمجھے گا اس کو خرچ کرنا تاوان معلوم ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مالک سمجھے گا اور اپنے پاس اشیاء کو عاریت سمجھے گا اسکو خرچ کرنا غنیمت معلوم ہوگا۔

۲۹۳ دعوی کشف الغیبات
۲۹۳ کشف مغیبات کا دعوی

قولہ تعالیٰ لا تعلمھم نحن نعلمھم فی الروح واستدل بالایۃ علی انہ لا ینبغی[۲۹۳] الاقدام علی دعوی الامور الخفیۃ من اعمال القلب ونحوھا وھذہ الآیات ونحوھا اقوی دلیل فی الرد علی من یزعم الکشف والاطلاع علی المغیبات بمجرد صفاء القلب وتجرد النفس عن الشواغل وبعضھم یتساھلون فی ھذا الباب جدا اھ ملخصا ووردت الآیۃ فی نفی علم الغیب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحا۔

قولہ تعالیٰ لا تعلمھم نحن نعلمھم ترجمہ (آپ ان کو نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں) روح میں ہے کہ اس آیت سے اسپر استدلال[۲۹۳] کیا گیا ہے کہ امور خفیہ مثل اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونے کا دعوی نازیبا ہے اور اس قسم کی آیتیں قوی دلیل ہیں اس شخص کے اوپر جو بمجرد صفاء قلب اور تجرد نفس کے کشف اور اطلاع علی المغیبات کا دعوی کرنے لگتا ہے اھ اور اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی صریح نفی کی گئی ہے۔

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبھم

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبھم

وهم الذين لم ترسخ فيهم ملكة الذنب وبقي
فيهم نور الاستعداد ولهذا الانت شيمتهم
خلطوا عملاً صالحاً وآخر سيئاً حيث كانوا في
رتبة النفس اللوامة التي لم يصر اتصالها
بالقلب وبنورها بنوره ملكة لها ولذا تنقاد
له تارة وتعمل الاعمال الصالحة وتنفر عنه اخرى
وهي دائما بين هذا وذاك حتى يقوى
اتصالها بالقلب ويصير ذلك ملكة لها
وحينئذٍ يصلح امرها وتنجو من المخالفات
ولعل قوله سبحانه عسى الله ان يتوب عليهم
اشارة الى ذلك وقد يكون ترجح جانب
الاتصال باسباب اخر كما يشير اليه قوله
سبحانه وتعالى خذ من اموالهم صدقة
تطهرهم وتزكيهم بها لان المال مادة الشهوات
فامر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالاخذ
من ذلك ليكون اول حالهم التجرد لتنكسر
قوى النفس وتضعف اهوائها وصفاتها
وصل عليهم بامداد الهمة وافاضة
انوار الصحبة ان صلوتك سكن لهم اى
سبب لنزول السكينة فيهم وفسر السكينة
بنور يستقر في القلب وبه يثبت على التوجه
الى الحق ويتخلص عن الطيش كذا في روح
المعاني. وفي الآيات فضل الاعتراف و
قبول العذر رمز المعترف وبركة العمل من
الصدقة ونحوها وبركة الشيخ حيث سند
التزكية اليه صلى الله عليه وسلم بواسطة
الصدقة وارشاد للشيخ ان يسلي المريد

ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے)
یہ وہ لوگ تھے جن میں گناہ کا ملکہ راسخ نہ تھا اور اُن میں
نور استعداد باقی تھا اور اسی واسطے ان کی طبیعتیں نرم
ہوگئیں اور اُن کی یہ شان تھی کہ خلطوا عملاً صالحاً
وآخر سیئاً (جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے) جسکی
وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نفس لوامہ کے مرتبہ میں تھے جس کا
اتصال بالقلب اور اُس کے نور سے منور ہونا اُسکا ملکہ
نہ ہوا تھا اور اسی لئے کبھی اُسکا منقاد ہو کر اعمال صالحہ
کرنے لگتا تھا اور کبھی اُس سے بھاگنے لگتا تھا اور وہ
اسی بین بین حالت میں رہتا ہے جب تک کہ اُس کا
اتصال بالقلب، قوی ہو کر اسکا ملکہ نہ ہو جاوے اور جب
ایسا ہو جاوے تو پھر مخالفات سے نجات پالیتا ہے اور
شاید یہ ارشاد کہ عسی اللہ ان یتوب علیہم (اللہ سے
امید ہے کہ اُنپر توجہ فرمادیں) اسی طرف اشارہ ہو۔ اور کبھی
اُسکے اتصال بالقلب کے جانب کو دوسرے اسباب سے
بھی ترجیح ہو جاتی ہے جیسا اس قول میں اشارہ ہے۔
خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا
(آپ اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جسکے ذریعہ سے
آپ اُنکو پاک صاف کر دینگے) کیونکہ مال ہی تمام شہوات
کا مادہ ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے اموال
لینے کا حکم کیا گیا تاکہ اُنکا اول مرحلہ تجرد ہو جس سے نفس کے
قوی منکسر ہوں اور اُسکی خواہشیں اور صفات ضعیف
ہوں۔ اور صل علیہم (اور اُنکے لئے دعا کیجئے) میں امداد
ہمت اور افاضہ انوار صحبت کا امر ہے۔ اور ان صلوتک
سکن لہم (بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان
ہے) میں اسکا بیان ہے کہ یہ ہمت اور افاضہ اُنپر نزول
سکینہ کا سبب ہے۔ اور سکینہ کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ ایک

تحقیق اسباب اصلاح النفس و فضیلت اعتراف و بعض آداب الشیخ ۹۹

معالجہ نفس [illegible]

فی قوله تعالیٰ ان صلوتك سكن لهم۔

نور ہے جو قلب میں مستقر ہوتا ہے اور توجہ الی الحق پر اُس سے ثبات ہوتا ہے اور بے استقلالی سے اُسکے سبب نجات ہوتی ہے یہ سب مضمون روح المعانی میں ہے۔ اور ان آیات میں یہ امور بھی ہیں۔ اعتراف بالذنب کی فضیلت۔ معترف کا قبول عذر۔ اعمال مثلاً صدقہ وغیرہ کی برکات شیخ کی برکات چنانچہ تزکیہ کو بواسطہ صدقہ کے آپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ شیخ کو یہ ارشاد کہ مرید کو تسلی دیا کرے اس قول میں ان صلوتك سكن لهم

اصل الكون ...‌ ظهور سيماء الصالحين على التائب ۴۹۵ — ظہور سیماء صالحین کا تائب پر ... قبول

قوله تعالیٰ وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون فی قوله والمؤمنون اشارة[۴۹۵] الی ما قالوا فی حد التوبة انه ظهور سيماء الصالحين على التائب لانه هو الذی يراه المومنون۔

قوله تعالیٰ وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمومنون ترجمہ (اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول اور اہل ایمان) والمومنون میں اشارہ ہے[۴۹۵] اس قول کی طرف جو حد توبہ میں علماء نے فرمایا ہے کہ تائب پر سیماء صالحین ظاہر ہونے لگے کیونکہ مومنین کی رویت اسی سے متعلق ہو سکتی ہے۔

جعل حالة المريد بين ... القبول و عدمه ۴۹۶ — مرید کے عذر کو قبول و رد کے درمیان معلق چھوڑ دینا

قوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله۔ فيه اصل[۴۹۶] لجعل امر المريد معلقا دائرا بين الخوف والرجاء لا يصرح بقبول العذر منه ولا برده فان الاول فيه ضعف اثر النصح والثانی فيه الوحشة ثم الياس ثم البعد وكله مضر وفی هذا التعليق مصالح له۔

قوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جنکا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے) اس میں اسکی اصل ہے[۴۹۶] کہ بعض اوقات مرید کے معاملہ کو خوف و رجاء کے درمیان معلق چھوڑ دیا جاتا ہے اُسکے عذر کو نہ صریحاً قبول کیا جاتا ہے کہ اس میں نصیحت کا اثر ضعیف ہو جاتا ہے اور نہ صریحاً رد کیا جاتا ہے کہ اس سے اول توحش ہوتا ہے پھر یاس پھر بعد اور یہ سب اُسکے لئے مضر ہیں اور اس معلق رکھنے میں اُسکی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

اتخاذ الدين آلة الغرض الفاسد ۴۹۷ — دین کو غرض فاسد کا آلہ بنانا

قوله تعالیٰ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا يوخذ منه شناعة[۴۹۷] فعل من يتخذ الدين آلة لغرض الفاسد۔

قوله تعالیٰ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا۔ ترجمہ (اور بعضے ایسے ہیں جنھوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچاویں) اس سے[۴۹۷] اُس شخص کے فعل کی شناعت مفہوم ہوتی ہے جو دین کو اپنی غرض فاسد کا آلہ بنا دے۔

النهی عن التسبب للمذموم ۴۹۸ — امر مذموم کا سبب بننے سے ممانعت

قوله تعالیٰ لا تقم فيه ابدا حيث يروج امره بقيامك وفيه[۴۹۸] دليل على التحرز من التسبب للمكروه الشرعی۔

قوله تعالیٰ لا تقم فيه ابدا ترجمہ (آپ اُس میں کبھی کھڑے نہ ہوں) کیونکہ آپ کا وہاں پر نماز پڑھ لینا اُسکی ترویج و تقویت کا سبب ہو جاویگا اور اس میں دلیل ہے کہ امر مکروہ شرعی کیلئے سبب بننے سے بھی تحرز ضروری ہے۔

قوله تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه فی الروح لان النفس تتاثر فیه بصفاء الوقت و طیب الحال وذوق الوجدان بخلاف ما اذا کان مبنیا علی ضد ذٰلک فانها تتاثر فیه بالکدورۃ والتفرقۃ والقبض واصل ذٰلک ان عالم الملک تحت قہر عالم الملکوت وتسخیرہ فیلزم ان یکون لتبات النفوس وهیاتها تاثیر فیما تباشر من الاعمال الاتری الکعبۃ کیف شرفت وعظمت وجعلت محلا للتبرک لما انها کانت مبنیۃ بید خلیل اللّٰہ تعالیٰ علیه الصلوٰۃ والسلام بنیۃ صادقۃ ونفس شریفۃ ونحن نجد ایضا اثر الصفاء والجمعیۃ فی بعض المواضع والبقاع وضد ذٰلک فی بعضها فیه رجال یحبون ان یتطهروا ای اهل ارادۃ وسعی فی التطهر عن الذنوب وهو اشارۃ الی ان صحبۃ الصالحین لها اثر عظیم ویتحصص من هذا وما قبله الاشارۃ الی انه ینبغی رعایۃ المکان والاخوان فی حصول الجمعیۃ وجاء عن القوم انه یجب مراعاۃ ذٰلک مع مراعاۃ الزمان فی حصول ماذکر اھ ملخصًا۔

قولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه ترجمہ (البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اسمیں کھڑے ہوں) وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سے نفس میں صفاء وقت وطیب حال وذوق وجدان کا اثر پیدا ہوتا ہے بخلاف اسکے جو خلاف تقوی پر مبنی ہو کہ اس میں کدورت اور تفرقہ اور قبض کا اثر نفس میں پیدا ہوتا ہے اور فیه رجال یحبون ان یتطهروا (اسمیں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونیکو پسند کرتے ہیں) میں اشارہ ہے کہ صالحین کی صحبت کو بھی اثر عظیم ہے (کہ اس مسجد میں قیام کی ترجیح کی علت کے موقع میں اسکو بھی فرمایا) اور اس مجموعہ سے یہ امر حاصل ہوا کہ حصول جمعیت میں مکان اور اخوان اور اہل طریق سے منقول ہے کہ اسکے زمان کی بھی رعایت کو دخل ہے کذا فی الروح ملخصًا

۲۹۹ دخل المکان والاخوان والزمان فی حصول الجمعیۃ

قوله تعالیٰ التائبون العابدون الی قوله تعالیٰ وبشر المومنین فی الروح وفی الاٰیۃ نعی علی اناس ادعوا الانتظام فی حزب اللّٰہ تعالیٰ وزمرۃ اولیاءه وهم قد ضیعوا الحدود وخرقوا سفینۃ الشریعۃ وتکلموا بالکلمات الباطلۃ حتی عند الصوفیۃ اھ

قولہ تعالیٰ التائبون العابدون الی قولہ وبشر المومنین ۔ ترجمہ (وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنے والے الی قولہ۔ اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سُنا دیجئے) روح میں ہے کہ اس آیت میں اُن لوگوں کی بدحالی کا اظہار ہے جو اپنے کو سالکین کے زمرہ میں داخل سمجھتے ہیں اور پھر حدود کو ضائع کرتے ہیں اور ایسے کلمات کے ساتھ تکلم کرتے ہیں جو صوفیہ کے نزدیک بھی باطل ہیں۔

۳۰۰ ذم المضیعین للحدود

قوله تعالیٰ ماکان للنبی والذین اٰمنوا

قولہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان

عدم نفع البرکات بدون الایمان — برکات کا نافع نہ ہونا بدون ایمان کے

ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی نص فی عدم نفع البرکات بدون الایمان فای برکة تکون اعظم من برکة قرابة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال تعالی ما قال

یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی ترجمہ (پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ بدون ایمان کے محض برکات کام نہیں آتے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بڑھکر کونسی برکت ہوگی پھر بھی یہ حکم دیا گیا۔

بیان الشیخ عذرہ اذا فعل ما نہی المرید عنہ

قولہ تعالی وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدة الخ دلیل علی بیان الشیخ عذرہ اجمالا او تفصیلا عند المرید اذا احتمل منہ الاقتداء فی فعل نہاہ الشیخ عنہ۔

قولہ تعالی وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدة الخ ترجمہ (اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے دعاء مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا الخ) یہ دلیل ہے اسپر کہ اگر شیخ کسی فعل سے مرید کو منع کرے اور کسی عارض سے وہی فعل خود کرنا پڑے تو مرید کے سامنے اپنا عذر اجمالا یا تفصیلا بیان کردے تاکہ وہ اسکا اقتدا نہ کرے۔

تشدد الشیخ علی المرید — شیخ کا تشدد مرید پر

قولہ تعالی حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ ودلت القصة علی جواز التشدد علی المرید حسب ما یراہ الشیخ من المصلحة

قولہ تعالی حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ ترجمہ (یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی) یہ قصہ اسپر دال ہے کہ مرید پر حسب مصلحت شیخ کو تشدد جائز ہے۔

معاملة الحق تعالی مع المحبین اذا صدر منہم زلة

قولہ تعالی ثم تاب اللہ علیہم فی الروح وقد جرت عادتہ تعالی مع اہل محبتہ اذا صدر منہم ما ینافی مقامہم ادبہم بنوع من الحجاب حتی اذا قواطم الجنایة واحتجبوا عن المشاہدة وعراہم ما عراہم امطر علیہم وابل سحاب الکرم واشرق علی آفاق اسرارہم انوار القدم فیؤنسہم بعد ایاسہم ویمن علیہم بعد قنوطہم۔

قولہ تعالی ثم تاب اللہ علیہم ترجمہ (پھر انکے حال پر توجہ فرمائی) حق تعالی کی عادت اپنے محبین کے ساتھ جاری ہے کہ جب ان سے کوئی امر ان کے مقام کے منافی صادر ہو جاتا ہے تو ایک نوع کے حجاب سے ان کی تادیب کیجاتی ہے اور جب وہ اسکی تلخی چکھ چکتے ہیں تو ابر کرم کی بارش فرمائی جاتی ہے۔ کذا فی الروح ملخصاً

برکات صحبة الشیخ — برکات صحبت شیخ

قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ فی الروح قیل خالطوہم لتکونوا مثلہم فکل قرین بالمقارن یقتدی اہ ففیہ ترغیب لصحبة الصالحین

قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ترجمہ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) بعض نے معیت کی تفسیر مخالطت اور مقارنت سے کی ہے کذا فی الروح پس اسمیں ترغیب ہے صحبت صالحین کی۔

قولہ تعالیٰ وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ الخ دلیل ان المطلوب ان یکون انتظام المھم الدینی بحیث لا یخل بہ مھم اخر (من المھم المعاش الواجب۔

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار۔ ای الذین یقربون منکم ویوخذ منہ ان الاقرب من الجمیع النفس کما ورد اعدی عدولک نفسک التی بین جنبیک فکن مبتدئا باصلاحہ کما قیل

ع ابدا بنفسک فانھھا عن غیھا

قولہ تعالیٰ اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ اومرتین ثم لایتوبون الخ فی الروح ای یصیبھم بالبلاء لیتوبوا وفی الاثر البلاء سوط من سیاط اللہ تعالیٰ یسوق بہ عبادہ الیہ وان البلاء یکسر سورۃ النفس فیلین القلب فیتوجہ الی مولاہ اھ

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ لما کان الشیخ من نوابہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبغی ان یکون فیہ نحو صفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ذکرت فی ھذہ الایۃ۔ تمت سورۃ التوبۃ

قولہ تعالیٰ وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ ترجمہ (اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں) اسمیں دلیل ہے کہ مہم دینی کا انتظام ایسا ہونا چاہئے کہ دوسری ضروریات میں جنمیں امر معاش بھی ہے مخل نہ ہوں۔

قولہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ترجمہ (اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ چونکہ سب سے قریب تر نفس ہے ابتدا اسکے مجاہدہ سے کرے۔

فاذا انتھت عنہ فانت حکیم

قولہ تعالیٰ اولا یرون انھم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ترجمہ (اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایکبار دوبار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے) اس سے بلا کی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ مولی کی طرف توجہ ہوجاوے۔

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے الخ) یہ صفات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چونکہ شیخ بھی نائب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلئے یہ صفات اسمیں بھی ہونا ضروری ہیں۔ سورۂ توبہ ختم ہوئی۔

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی التمہید

سورۃ التوبۃ

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ التوبۃ

سورة التوبة

قوله تعالیٰ اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ای بالنصرة والعصمة لا بالذات لان الله تعالیٰ مع کل مخذول ومنصور وظالم ومظلوم بالذات لکن الحزن انما ينفی اذا علم انه تعالیٰ معه بالنصرة لا بالخذلان ولان الظاهر من حال الصديق رضی الله عنه انه کان يعلم ان الله تعالیٰ قريب منهما اقرب من حبل الوريد انما کان خوفه حيث لم يعلم النصرة والعصمة من الله تعالیٰ لانه ربما لا ينصر۔

سورۃ التوبۃ

قوله تعالیٰ اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ترجمہ (یعنی جبکہ آپ اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ غم نہ کرو بالیقین اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، یعنی مدد اور حفاظت سے نہ ذات سے کیونکہ ذات سے تو اللہ تعالیٰ ہر مخذول اور منصور اور ظالم اور مظلوم کی ساتھ ہے لیکن غم جب ہی دور ہوتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت نصرت کے ساتھ ہے خذلان کے ساتھ نہیں اور اسلئے کہ ظاہر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حال سے یہ ہے کہ ان کو یہ تو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ دونوں سے قریب بلکہ رگ گردن سے بھی قریب تر ہے صرف خوف اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و حفاظت کا ہونا معلوم نہ تھا کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں اور کبھی نہیں بھی کرتے کیونکہ وہ انکا اختیاری فعل ہے۔

قوله تعالیٰ قاتلوا الذين يلونکم من الکفار يعنی ابدأ بنفسك ان کانت کافرة تسلم وتنقاد وتطمئن ثم قاتل سائر اعدائك الهوی والشهوات والشياطين الاقرب فالاقرب

قوله تعالیٰ قاتلوا الذين يلونکم من الکفار ترجمہ (اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) یعنی ابتداً اپنے نفس سے کرا گر وہ کافر (بالمعنی اللغوی) ہو اس سے وہ مطیع اور فرمان بردار اور مطمئنہ ہو جاویگا پھر اپنے باقی دشمنوں یعنی ہوائی نفسانی اور شہوات اور شیاطین سے مقابلہ کر اول جو سب سے اقرب ہو پھر باقی میں جو اقرب ہو۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزيز عليه ما عنتم حريص عليکم بالمؤمنين رؤف رحيم ۵ هکذا يجب ان يکون المربی فی التصوف۔ انتهت الملحقت۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں)، ایسا ہی تصوف میں تربیت کرنے والے کو ہونا واجب ہے۔ اضافہ تمام ہوا۔

سورة يونس

قوله تعالیٰ ان الذين لا يرجون لقاءنا

سورہ یونس علیہ السلام

قوله تعالیٰ ان الذين لا يرجون لقاءنا

ورضوا بالحیوة الدنیا واطمأنوا بها الخ تعلیق الذم بالرضی بالدنیا والاطمینان بها دلیل ظاهر علی ذمهما۔

ورضوا بالحیوة الدنیا واطمأنوا بها ترجمہ (جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں اور اُس میں جی لگا بیٹھے ہیں) مذمت کا رضا بالدنیا واطمینان بالدنیا پر مرتب کرنا ان دونوں کے مذموم ہونے پر دلیل ظاہر ہے۔

قوله تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا الی ضر مسه فی الروح هذا وصف الذین لم یدرکوا حقایق العبودیة فی مشاهد الربوبیة فانهم اذا ظلم علیهم لیل البلاء قاموا الی ایقاد مصباح التضرع فاذا انجلت عنهم الغیاهب بسطوع انوار فجر الفرج نسوا ما کانوا فیه ومروا کان لم یدعوا الی مولاهم الی کشف ما عناهم ولو کانوا عارفین لم یبرحوا دائرة التضرع واظهار العبودیة بین یدیه تعالیٰ فی کل حین اه قلت ولو ارید بالانسان الکافرون علی ان الدعاء ان لم یکن عن ایمان بل عن اضطرار لا ینفع وهو المذکور فی قوله تعالیٰ الآتی فاذا رکبوا فی الفلک دعوا الله مخلصین له الدین۔

قوله تعالیٰ واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا ترجمہ (اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہمکو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اُسکی وہ تکلیف اُس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اُسکو پہونچی ہی نہ تھی اُسکے ہٹانے کیلئے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا) روح میں ہے کہ یہ اون لوگوں کی حالت ہے جنھوں نے مشاہد ربوبیت میں حقایق عبودیت کا ادراک نہیں کیا اُن پر جب بلا آتی ہے تو تضرع کرنے لگتے ہیں اور جب بلا دور ہو جاتی ہے تو گویا بے تعلق ہو جاتے ہیں اور اگر عارف ہوتے برابر تضرع اور عبودیت کرتے رہتے اھ بحاصلہ اور اگر انسان سے مراد کافر لیا جاوے تو اسپر دال ہے کہ دعا وعبادت اگر ایمان سے نہ ہو بلکہ محض اضطرار سے ہو تو (شرعاً) نافع نہیں اور ایسی ہی دعا وعبادت اس آیت میں مذکور ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

قوله تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک الی قوله دعوا الله مخلصین له الدین فی الروح ... خبیر بان الناس الیوم اذا اعتراهم ... خطیر وخطب جسیم

قوله تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بهم الی قوله دعوا الله مخلصین له الدین ترجمہ (یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر

فی برا و بحر دعوا من لا یضر ولا ینفع ولا یری ولا یسمع فمنہم من یدعو الخضر والیاس ومنہم من ینادی ابا الخمیس والعباس الی اخر ما قال واطال۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة وھی النظر الی وجہ ربہم الکریم جل جلالہ رواہ مسلم مرفوعًا وتسمیتہ زیادة تدل علی کونہا افضل من سائر النعم الاخرویة۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرہم الا ظنا فی الروح ولا یکاد ینجو من ھذا الذم الا قلیل فان ادلة اھل الرسوم من المتکلمین وغیرہم متعارضة وکلماتہم متجاذبة فلا تکاد تری دلیلا سالمًا من قیل وقال ونزاع وجدال فمن اراد النجاة فلیتبع السلف الصالح فیما کانوا علیہ فی امر دینہم غیر مکترث بمقالات الفلاسفة ومن حذا حذوہم من المتکلمین التی لا تزید طالب الحق الا شکا اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ۔ فی الروح ذم لہم بالمسارعة الی تکذیب الحق قبل التامل والتدبر والاطلاع علی الحقیقة وھذہ عادة المنکرین اھل الحجاب مع کلمات القوم حیث انہم یسارعون الی انکارھا قبل التامل فیہا وتدبر مواضعہا والوقوف علی الاصطلاحات التی بنیت

چلتی ہیں۔ الی قولہ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں) روح میں ہے تمکو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایسے وقت میں بزرگوں کو پکارتے ہیں اھ تو اس حیثیت سے یہ لوگ ان مشرکین سے بھی زیادہ قابل افسوس ہوئے۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة ترجمہ (جن لوگوں نے نیکی کی ہے اُن کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی) حدیث مسلم میں اسکی تفسیر رویت باری تعالیٰ سے آئی ہے اور اسکو زیادت فرمانا اسپر دلیل ہے کہ یہ تمام نعم اخرویہ سے افضل ہے۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرہم الا ظنا ترجمہ (اور اُن میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں) روح میں ہے کہ اس سے علماء رسوم بہت کم محفوظ ہیں چنانچہ اکثر اہل ظاہر متکلمین کے دلائل (ذات و صفات کے متعلق) متعارض پائے جاتے ہیں (جو شان ہوتی ہے ظنیات کی) پس جو شخص اس سے بچنا چاہے وسلف صالح کا اتباع کرے اور فلسفیات میں مشغول نہ ہو جس سے بجز شک بڑھنے کے کوئی حاصل نہیں اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ ترجمہ (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز اُن کو اسکا اخیر نتیجہ نہیں ملا) روح میں ہے یہ اُن کی مذمت ہے اسپر کہ وہ قبل تامل و تدبر و اطلاع علی الحقیقة کے تکذیب حق میں مسارعت کرتے ہیں اور یہی عادت ہے منکرین اہل حجاب کی بزرگوں کے کلام کے ساتھ کہ اُنمیں تامل نہ غور کرتے ہیں نہ ان اصطلاحات کو جانتے ہیں جن پر کلام

علیہا وکان الحری لہم التثبت والتدبر اھ

بنی ہے اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں ان کو تو ایسی حالت میں تحقیق اور تدبر کی ضرورت تھی اھ

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون وھذا ھو عین سیر القوم فی المناظرۃ اذا راوا الاصرار واللجاج من الخصم بخلاف خدام الالفاظ لا یرضون بمثل ھذہ المقالۃ۔

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون **ترجمہ** (اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہدیجئے کہ میرا کیا ہوا مجھکو ملیگا اور تمھارا کیا ہوا تمکو ملیگا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں) (اور یہی عادت ہے اہل طریق کی مناظرہ میں جسوقت وہ خصم کی جانب سے ضد اور ہٹ دیکھتے ہیں بخلاف الفاظ پرستوں کے کہ وہ مناظرہ کے موقع پر کبھی ایسی بات نہ کہیں (بلکہ اس کہنے کو ہارنا سمجھیں)۔

٥١٧

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول اخذ منہ المحققون الاحتیاط بکف اللسان عن من لم یعلم حالہ من القرون الاولیٰ فی اقالیم لم یعرف بعث الرسل فیہا لاحتمال کونہم رسلا الی اھل تلک الاقالیم لان الظاھر عدم خلو امۃ عن المرسل۔

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول **ترجمہ** (اور ہر امت کیلئے ایک حکم پہونچانے والا ہے) محققین نے اس سے اخذ کیا ہے کہ قرون اولیٰ میں جو لوگ غیر معلوم الحال ایسے اقالیم میں گذرے ہیں جن میں رسولوں کا مبعوث ہونا معلوم نہیں ہوا احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے کف لسان کیا جاوے احتمال ہے کہ وہ رسول ہوں کیونکہ ظاہر تو یہی ہے کہ وہاں کی امت بھی رسول سے خالی نہیں رہی (بعض اکابر اہل طریق نے اس احتیاط اور احتمال کی تصریح فرمائی ہے)

٥١٨

قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ دلیل علی ان فی القلوب امراضا وھی اشد من امراض الابدان کالشک والنفاق والحسد والحقد وامثال ذلک۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ **ترجمہ** (اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں انکے لئے شفا ہے) اسپر دلیل ہے کہ قلوب میں بھی امراض ہوتے ہیں اور وہ امراض بدن سے اشد ہیں جیسے شک ونفاق وحسد وغیرہ۔

٥١٩

قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اذا بلغ الفرح اقصاہ ا[illegible] ولم یقدر علی السکوت عن اظہار الفضل

قولہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا **ترجمہ** (آپ کہدیجئے کہ بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے ایسی فرح کبھی

٥٢٠

وقد یکون ھذا الاظھار فی صورۃ تخالف الادب لکن یعذر بغلبۃ الحال۔

اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ غایت انبساط سے اُس فضل کے اظہار سے سکوت پر قدرت نہیں رہتی اور کبھی یہ اظہار ایسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ ظاہر خلاف ادب ہوتی ہے لیکن غلبہ حال سے معذور ہوتا ہے۔

الرد علی من حرم بعض المباحات ۵۲۱ — ترک مباحات سے تقرب پر رد

قولہ تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا۔ فیہ[۵۲۱] رد علی من حرم بعض المباحات علی نفسہ اعتقادا او عملا تقشفا وتزھدا ویخص منہ من ترکہ علاجا

قولہ تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا۔ ترجمہ آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اُسکا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا) اس میں[۵۲۱] اُن لوگوں پر رد ہے جو بعض مباحات کو اعتقاداً یا عملاً بطور تقشف وتزہد کے اپنے نفس پر حرام کر لیتے ہیں البتہ جو شخص بطور معالجہ کے ترک کر دے وہ مستثنیٰ ہے۔

مدار الولایۃ ۵۲۲ — ولایت کا مدار

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون انظرھا قد منا تحت قولہ تعالیٰ فی وسط[۵۲۲] الانفال ان اولیاءہ الا المتقون وبناءہ علی الایمان والتقوی الکاملین دلیل علی انہ لا یشترط فیہ صدور کرامۃ علی یدہ۔

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ (یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں) سورہ انفال میں آیت ان اولیاءہ الا المتقون کے تحت میں جو لکھا گیا ہے اُسکو دیکھ لو اور ولایت کا ایمان[۵۲۲] وتقویٰ پر مبنی کرنا اسکی دلیل ہے کہ ولایت کے لئے یہ شرط نہیں کہ اُسکے ہاتھ پر کوئی کرامت بھی صادر ہوا کرے۔

مسئلۃ المظھریۃ ۵۲۳ — مسئلہ مظہریت

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للہ جمیعا وما یری لغیرہ ھو لہ حقیقۃ وانما ذلک الغیر لہ مظاھر عزتہ فحسب کالضیاء ھو للشمس حقیقۃ ویظھر فی الارض بنوع من التعلق ففیہ اصل لمسئلۃ[۵۲۳] المظھریۃ۔

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للہ جمیعا ترجمہ (تمام تر غلبہ خدا ہی کیلئے ہے) اور دوسرے میں جو عزت نظر آتی ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور وہ غیر اُسکی عزت کا ایک مظہر ہے جیسے ضیاء حقیقت آفتاب کی صفت ہے اور زمین ایک گونہ تعلق کے سبب اُسکا ظہور ہوجاتا ہے پس اسمیں مسئلہ[۵۲۳] مظہریت کی اصل ہے۔

الادب بنوم شیء من اللیل ۵۲۴ — بوقت شب کچھ سو رہنا ادب ہے

قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ دال علی ان الاولی[۵۲۴] ان ینام شیئا من اللیل فان فیہ موافقۃ للمصلحۃ الالھیۃ وفی ھذہ الموافقۃ من رعایۃ الادب ما لا یخفی۔

قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ ترجمہ (وہ ایسا ہے کہ جسنے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو) اس میں دلیل[۵۲۴] ہے اسپر کہ رات کو کسیقدر سو رہنا اولیٰ ہے کیونکہ اسمیں مصلحت الٰہیہ کی موافقت ہے اور اس موافقت میں ظاہر ہے کہ ادب

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله ما لا تعلمون
فیه انکار علی الکلام فی الذات الالٰهی والصفات
الالٰهیة بالتخمینیات والمجازفات استدلالیة
کانت او ذوقیة وابتلی بهذا اکثر من
ینسب الی العلم والتصوف والی الله المشتکی

قوله تعالیٰ کذلک نطبع علی قلوب
المعتدین وهذا الطبع هو الذی یعبر عنه
بفساد الاستعداد
ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون - ای فی
مقابلة اهل الحق ویقاس علیه حال المشائخ
المبطلین لا یتمشی امرهم۔
کہ ان کی بات چلتی نہیں (یعنی اس میں برکت اور بقا نہیں)

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم
الظٰلمین - فی الروح ولا یتوهمن ان التوکل
مناف للدعاء لان المراد بذلک قطع النظر
عن الاسباب العادیة وقصره علی مسببها عز وجل
وقد صرحوا ان الشخص اذا تعاطی الاسباب
معتقدًا ذلک یعد متوکلًا ایضًا اه ای فی بعض
الدرجات۔
کہ ان میں دعا بھی ہے توکل بدرجہ اولیٰ باقی رہیگا)

قوله تعالیٰ لما اٰمنوا کشفنا عنهم عذاب
الخزی فیه امکان ان یفیض علی المرید
من الکرامات ما لا یطلع علیه الشیخ کما لم
یشعر یونس علیه السلام بقبول ایمانهم

کی کیسی رعایت ہے

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله ما لا تعلمون
ترجمہ (کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں
رکھتے) اس میں ذات وصفات کے متعلق تخمینات و
مجازفات سے خواہ وہ استدلالی ہوں یا ذوقی ہوں
کلام کرنے پر انکار ہے اور اس میں اہل علم و اہل تصوف
کثرت سے مبتلا ہیں۔

قوله تعالیٰ کذلک نطبع علی قلوب المعتدین
ترجمہ (اللہ تعالیٰ اسیطرح کافروں کے دلوں پر بند لگا
دیتے ہیں) یہ طبع وہی ہے جس سے فساد استعداد کے

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون **ترجمہ** (حالانکہ
جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے) یعنی اہل حق کے مقابلہ
میں اور اسی پر مشائخ اہل باطل کا حال قیاس کر لیا جاوے

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم
الظٰلمین **ترجمہ** (اے ہمارے پروردگار ہمکو ان ظالم
لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا) روح میں ہے کہ کوئی شخص یہ وہم
نہ کرے کہ توکل دعا کے منافی ہے کیونکہ حاصل توکل کا یہ ہے
کہ اسباب عادیہ پر نظر نہو صرف مسبب پر نظر ہو اور اس
اعتقاد کے ساتھ اگر اسباب کو اختیار بھی کرے تب بھی
متوکل قرار دیا جاویگا اھ (تو اسباب غیر عادیہ کے ساتھ

قوله تعالیٰ لما اٰمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی
ترجمہ (جب وہ ایمان لے آئے تو ہمنے رسوائی کے
عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا) اس میں
دلالت ہے اسپر کہ یہ امر ممکن ہے کہ مرید پر کوئی ایسا فیض امر

وان کانت ھذہ الافاضۃ ببرکۃ الشیخ کایمانہم کان من برکاتہ علیہ السلام

جسکی خبر شیخ کو نہو جیسا حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے قوم ایمان کی اطلاع نہ ہوئی گو وہ فیض شیخ ہی کی برکت سے ہو جیسا انکا ایمان حضرت یونس علیہ السلام ہی کی برکات سے تھا۔

قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین انکار علی التصدی لایمانہم بعد ان بلغہم مایجب علیہ۔

قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین ترجمہ: سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں) اس میں دلالت ہے کہ بعد تبلیغ کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں۔

قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض لعل ان النظر فی الخلق للحق لاینافی النظر الی الحق

قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں) اسپر دلیل ہے کہ خلق پر نظر کرنا حق کیلئے نظر الی الحق کے منافی نہیں۔

تمت سورہ یونس

سورہ یونس تمام ہوئی

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ یونس

سورہ یونس

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ھذہ کلمۃ عامۃ وان نزلت بسبب تکذیبہم القرآن والغالب فی سجایا بنی اٰدم ان یکفروا ویکذبوا علم ما لم یعلموا ومنہ قیل الناس اعداء ما جھلوا وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاحقاف فی ھذا المعنی ایضا واذ لم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم فان کل ذلک توبیخ لکل مکذب یکذب الانبیاء والاولیاء فیما یعلمون منہم

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ترجمہ بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے) یہ کلمہ عام ہے گو سبب نزول اسکا صرف انکا قرآن کو جھٹلانا ہے اور اکثر آدمیوں میں غالب خصلت یہی ہے کہ جسکو وہ نہیں جانتے اسکی تکذیب اور انکار کرتے ہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ لوگ جس کو نہیں جانتے اسکے دشمن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورہ احقاف میں بھی مضمون کو ارشاد فرمایا ہے (اسطرح) اور جبکہ یہ کفار قرآن کو نہیں سمجھ سکے تو اب یہی کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹی باتیں ہیں تو یہ سب ہر ایسے شخص کی توبیخ ہے جو ایسے امر کا انکار کرے جسکو انبیاء

اضافہ تمام ہوا

سورۃ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا
حسنا یراد بہ الحیوۃ الطیبۃ التی تکون لمن
عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن
وفی الروح والمعنی کما قیل یعشکم فی امن
وراحۃ ولعل ھذا لاینافی کون الدنیا
سجن المؤمن وجنۃ الکافر ولاکون اشد الناس
بلاء الامثل فالامثل لان المراد بالامن امنہ
من غیر اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو
حسبہ وبالراحۃ طیب عیشہ برجاء اللہ
تعالیٰ والتقرب الیہ حتی بعد المحنۃ منحۃ
سہ وتعذیبکم عذب لدی وجورکم
علی بما یقضی الہوی لکم عدل

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی
اللہ رزقھا فیہ حمل بلیغ للعباد علی التوکل
فی الرزق فی الروح ولا یمنع من التوکل مباشرۃ
الاسباب مع العلم بانہ سبحانہ مسبب لہا
ولا ینبغی ان یعتقد انہ لا یحصل الرزق
بدون مباشرۃ سبب وبالجملہ ینبغی الوثوق
باللہ تعالیٰ وربط القلب بہ سبحانہ فما شاء
کان وما لم یشأ لم یکن اھ

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ
ثم نزعناھا منہ انہ لیؤس کفور ولئن اذقناہ

سورہ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا
ترجمہ (پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تمکو وقت مقرر تک
خوش عیشی دیگا) مراد اس سے حیوۃ طیبہ ہے جو ایسے
شخص کے لئے مخصوص ہے جو ایمان اور عمل صالح کے
ساتھ موصوف ہو اور روح میں ہے کہ مراد اس سے
امن و راحت کی زندگی ہے اور یہ حدیث الدنیا سجن المؤمن
اور حدیث اشد الناس بلاء الامثل فالامثل
کے منافی نہیں کیونکہ امن سے مراد امن من غیر اللہ ہے اور
راحت سے مراد حق تعالیٰ پر نظر رکھنے اور اسکا قرب
حاصل کرنے سے خوش عیشی ہونا ہے ایسا شخص مشقت
کو نعمت سمجھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی
اللہ رزقھا ترجمہ (اور کوئی جاندار روئے زمین پر
چلنے والا ایسا نہیں کہ اسکی روزی اللہ کے ذمہ ہو) اسمیں
ترغیب عظیم ہے توکل فی الرزق کی اور روح میں ہے کہ
اگر اسباب کو اس اعتقاد کے ساتھ اختیار کرے کہ اللہ
تعالیٰ مسبب ہے اور یہ اعتقاد نہو کہ بدون اسباب کے رزق
نہیں حاصل ہوتا تو یہ توکل کے منافی نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ
وثوق اور ربط قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان الی قولہ تعالیٰ
عملوا الصلحت ترجمہ (اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی

نعماء بعد ضراء مسته لیقولن ذهب السیٰات
عنی انه لفرح فخور الا الذین صبروا وعملوا
الصلحٰت۔ فی الروح تضمن الاشارة الی انه ینبغی
للعبد ان یکون فی السراء والضراء واثقا بربه
تعالیٰ متوکلاً علیه غیر محتجب عنه برویة الاسباب
لئلا یحصل له الیاس والکفران والبطر والفخر
بذلک وجودا وعدماً وقد افاد سبحانه ان
من سجایا الانسان فی الشدة بعد الرحمة
الیاس والکفران وبالنعماء بعد الضراء الفرح
والفخر الا الذین صبروا مع الله تعالیٰ فی حالتی
النعماء والضراء والشدة والرخاء اھ ملخصاً

آداب البلاء والنعماء — بلاء اور نعماء کے آداب

قوله تعالیٰ فلعلک تارک بعض ما یوحیٰ
الیک وضایق بہ صدرک۔ فی الروح ای
تارک تبلیغ بعض ما یوحی الیک اھ قلت لضیق
الصدر الذی یمنع عن الکلام کما فی الروح لما
کان مقتضی الطباع البشریة عدم نشاط المتکلم
اذا لم یجد محلاً قابلاً لکلامه وضیق صدره
من ذلک حیث جل شانه نشط نبیه بما انزل
علیه من هذه الایة الکریمة اھ قلت
والترجی فی لعل طبعی ای هذا الترجی مقتضی
الطبع وان لم یقع الترک ففیه امران الاول
انقباض قلب الشیخ اذا لم یرغب المرید فی
کلامه والثانی اذا کان الارشاد ضروریا ینبغی
للشیخ ان لا یعمل بمقتضی ذلک الانقباض

انقباض المرشد لقلة رغبة المسترشد — مرشد کا مسترشد کی بے رغبتی سے منقبض ہونا

عدم اعمال الشیخ مقتضی الانقباض عند ضرورة الارشاد — شیخ کا ارشاد ضروری ہو تو انقباض کے مقتضا پر عمل نہ کرنا

قوله تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا
انما انزل بعلم الله وهذا العلم وان کان
حاصلا للمخاطبین المؤمنین قبل ظهور

کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ نا امید اور ناشکر
ہو جاتا ہے اور اگر اسکو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع
ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو کہنے لگتا ہے کہ میرا
سب دکھ درد رخصت ہوا وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے
لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں)
روح میں ہے اس شکایت میں اس طرف اشارہ ہے
کہ بندہ کو ہر حالت میں عیش ہو یا ابتلا ہو حق تعالیٰ ہی پر وثوق
اور توکل چاہیئے چنانچہ انسان کی طبعی حالت کو بیان فرما کر
(کہ رحمت کے بعد شدت ہونے پر یاس و کفران اور مصیبت کے
بعد نعمت ہونے سے فرح اور فخر کرتا ہے) صابرین کو مستثنیٰ
فرمانا مضمون بالا کی طرف مشیر ہے۔

قولہ تعالیٰ فلعلک تارک بعض ما یوحیٰ الیک
وضایق بہ صدرک ترجمہ (سو شاید آپ ان احکام
میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے
ہیں بعض کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپکا دل اس بات سے
تنگ ہوتا ہے) ترک بعض وحی سے مراد ترک تبلیغ بعض
وحی ہے اور سبب اسکا ضیق صدر ہے جو کلام سے
مانع ہوتا ہے جبکہ متکلم مخاطب صحیح و محل قابل نہیں پاتا
اور یہ لعل ترجی طبعی کیلئے ہے گو اسکے مقتضا یعنی ترک
کا وقوع نہیں ہوا۔ تو اس میں دو امر پر دلالت ہوئی
ایک یہ کہ مرید کو جب کلام شیخ کی طرف رغبت و توجہ
نہیں ہوتی شیخ کا قلب منقبض ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ
اگر ارشاد ضروری ہو تو شیخ کو اس انقباض کے مقتضا
یعنی ترک کلام پر عمل نہ کرنا چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل
بعلم اللہ ترجمہ (پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں
تو تم یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اترا ہے)

عجز الکفار لکن المراد قوۃ ھذا العلم فدل علی ان الخوارق لھا دخل فی قوۃ الاعتقاد۔

اور یہ علم تو مومنین کو عجز کفار کے ظاہر ہونے کے قبل بھی حاصل تھا تو مراد اس سے اس علم کی قوت ہے تو اس میں دلالت ہوئی کہ خوارق کو قوت اعتقاد میں خاص دخل ہے۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا الخ فی الروح یرید بعلمہ الذی ھو بظاھرہ من اعمال الاخرۃ الحیٰوۃ الدنیا کالجاہ والملاہ نوف الیھم اعمالھم ای جزاءھا فیھا ان شئنا وھم فیھا لایبخسون ای لاینقصون شیئا منھا الی اخر ما قال قلت ودخل فی عمومہ اللذات النفسانیۃ والمواجید الطبعیۃ لکونھا من الدنیا۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا الخ ترجمہ (جو شخص محض حیات دنیوی اور اسکی رونق چاہتا ہے) روح میں اسطرح تفسیر کی ہے کہ جو شخص اپنے عمل اخروی سے حیات دنیا کا مثل جاہ اور روح کا قصد کرے ہم انکو اُن کے اعمال کی جزاء دنیا میں پوری ویدیتے ہیں بشرطیکہ ہم چاہیں الخ اھ میں کہتا ہوں کہ اسکے عموم میں لذات نفسانیہ اور مواجید طبعیہ بھی داخل ہو گئے کیونکہ یہ بھی دنیا ہی میں داخل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ ونظیرہ من یظھر الولایۃ من زیہ ودعواہ ویتکلم بکلام اھلھا وھو فی الباطن افسق واجھل۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ترجمہ (اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے) اور اسی کی نظیر وہ شخص ہے جو اپنی وضع و دعوی سے ولایت ظاہر کرتا ہو اور اولیاء اللہ کے کلمات کے ساتھ تکلم کرتا ہو مگر باطن میں فاسق اور جاہل ہو۔

قولہ تعالیٰ حاکیا عن قوم نوح علیہ السلام وما نرٰک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا فیہ رد علی من خص الولایۃ بالشریف النسبی نعم خص اللہ تعالیٰ النبوۃ باھل الشرف لما فیہ من الحکم المختصۃ بالنبوۃ

قولہ تعالیٰ وما نرٰک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا ترجمہ (اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع اُن ہی لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں) اس میں اُس شخص پر رد ہے جو ولایت کو شریف عرفی کے ساتھ خاص سمجھتا ہے البتہ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے شرفاء کے ساتھ خاص فرمایا ہے چونکہ اسمیں وہ مصلحتیں ہیں جو نبوت سے مقصود ہیں (کہ لوگ انکا اتباع کریں اور شرفاء کے اتباع سے شرفاء کو بھی عار نہیں آتی)

قولہ تعالیٰ انلزمکموھا وانتم لھا کارھون فی الروح کانہ علیہ السلام اراد انہ لایکون الزام ذلک مع الکراھۃ لکن ان شئتم تلقیہ فزکوا انفسکم واترکوا انکارکم حتی یظھر علیکم

قولہ تعالیٰ انلزمکموھا وانتم لھا کارھون ترجمہ (تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے منڈھدیں اور تم اُس سے نفرت کئے چلے جاؤ) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے اسطرف کہ منکر کو اہل اللہ سے استفادہ نہیں ہو سکتا

اثر نور الارادة فتقبلوا ذلك۔ وفیه اشارة الی ان المنکر لا یمکن له الاستفاضة من اهل الله تعالی ولا یکاد ینتفع بهم مادام منکرا ومن لم یعتقد لم ینتفع اھ

اور جب تک وہ منکر رہیگا اُن سے منتفع نہیں ہو سکتا

قوله تعالی ویا قوم لا اسالکم علیه مالا هکذا ینبغی ان یکون علیه الشیوخ فان طلب المال من اقوی موانع الناس عن الاسترشاد واری فی زمانی التجنب عنه ولو بمصارف الخیر فان العقول ضعیفة والشح غالب فیقعون فی ریبة بادنی شبهة حب الدنیا والله متولی امور الخیر من غیر توقفها علی هذا السوال۔

قوله تعالی ویا قوم لا اسالکم علیه مالا ترجمہ (اور اے میری قوم میں تم سے اسپر کچھ مال نہیں مانگتا) مشائخ کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے کیونکہ مال کی طلب لوگوں کو استرشاد سے اقوی موانع سے ہے۔ اور میری رائے میں تو مصارف خیر کے لئے بھی چندہ کرنا شیخ کو نازیبا ہے عقول ضعیف ہیں اور بخل وحرص غالب ہے حب دنیا کے ادنی شبہ سے بھی لوگ شک میں پڑجاتے ہیں اور امور خیر کا اللہ تعالی کفیل ہے وہ ہمارے چندہ مانگنے پر موقوف نہیں

قوله تعالی ویقوم من ینصرنی من الله ان طردتهم فی الروح قال ابو عثمان فی الآیة ما انا بمعرض عمن اقبل علی الله تعالی فان من اقبل علی الله تعالی بالحقیقة اقبل الله تعالی علیه ومن اعرض عمن اقبل الله تعالی علیه فقد اعرض عن الله سبحانه اھ ففیه من حقوق الطالب علی الشیخ ما لا یخفی۔

قوله تعالی ویقوم من ینصرنی من الله ان طردتهم ترجمہ (اور اے میری قوم اگر میں انکو نکال بھی دوں تو مجھکو خدا کی گرفت سے کون بچالیگا) اسمیں طالب کے حقوق شیخ پر مذکور ہیں یعنی جو شخص حق تعالی کی طرف متوجہ ہو اُس سے اعراض نہ چاہیئے کیونکہ اُسکی طرف حق تعالی بھی متوجہ ہوتے ہیں تو اُس سے اعراض کرنا حق تعالی سے اعراض کرنا ہے۔

قوله تعالی ولا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول انی ملك نص علی ان المرشد لا یلزم ان یکون صاحب تصرف ولا صاحب الکشف ولا ممتازا عامة الناس فی الضروریات البشریة وانما یلزم کونه صاحب العلم والعمل۔

قوله تعالی ولا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقول انی ملك ترجمہ (اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ صاحب ارشاد کا صاحب تصرف یا صاحب کشف یا ضروریات بشریہ میں عامہ بشر سے ممتاز ہونا ضروری نہیں البتہ اُسکا علم وعمل کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے

قوله تعالی قال انما یاتیکم به الله ان شاء وهذا هو شان المحققین بخلاف المبطلین

قوله تعالی انما یاتیکم به الله ان شاء ترجمہ (انہوں نے فرمایا کہ اسکو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اسکو منظور ہو

عدم نفع المنکر من اهل الله — منکر کا اہل اللہ سے نفع نہ ہونا
اجتناب الاخیار عن طلب المال ولو لغیره — شیخ کا چندہ وغیرہ مانگنا نازیبا ہے
حقوق الطالب الصادق علی الشیخ — طالب صادق کے حقوق شیخ پر
الشیخ لا یلزم کونه صاحب الخوارق — شیخ کا صاحب تصرف ہونا لازم نہیں

حیث یدعون ان من خالفنی یکون حالہ کذا وما لہ کذا۔

تمہارے سامنے لاوے گا)، اور ایسا کہنا بھی شان ہے محققین کی بخلاف اہل باطل کے کہ وہ ایسے دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص میری مخالفت کریگا اُسکا ایسا حال ہوگا اور ایسا مآل ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم فیہ ان الھدایۃ لیست بید الشیخ۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم ترجمہ (اور میری خیرخواہی تمہارے کام نہیں آ سکتی گو میں تمہاری کیسی ہی خیرخواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ہدایت شیخ کے قبضہ میں نہیں ہے۔

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فیہ ان الانتقام بالجواب بالمثل لا ینافی مکارم الاخلاق۔

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ترجمہ (آپ فرماتے کہ اگر تم ہمپر ہنستے ہو تو ہم تمپر ہنستے ہیں جیسا تم ہمپر ہنستے ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جواب بالمثل سے انتقام لینا مکارم اخلاق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم دل علی ان مباشرۃ الاسباب الماذون فیھا لا یخالف التوکل و انما یخالفہ مباشرۃ الاسباب الغیر الماذون فیھا کانضمام کنعان الی الجبل ح

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم ترجمہ (اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ مع قولہ تعالیٰ۔ نوحؑ نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جسپر وہی رحم کرے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب ماذون فیہا کی مباشرت توکل کے مخالف نہیں جیسے کشتی نوحؑ میں سوار ہونا البتہ اسباب غیر ماذون فیہا کی مباشرت منافی توکل ہے جیسے کنعان کا پہاڑ کی پناہ لینا۔

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ فی الروح اشار الی ان النسب اذا لم یحط بالصلاح کان غریقا فی بحر العدم فما ینفع الاصل من ھاشم اذا کانت النفس من باھلہ اھ

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح ترجمہ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوحؑ یہ شخص تمہارے گھر والوں میں نہیں یہ تباہ کار ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے اسطرف کہ جب شرف نسب کے ساتھ صلاح نہو وہ کالعدم ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم فی الروح عن القاضی ما لیس لک علم بانہ صواب او غیر صواب فیکون النھی واردا

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم ترجمہ (سو مجھسے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جسکی تم کو خبر نہیں)، یعنی جسکے صواب وغیر صواب ہونیکا علم نہ ہو تو بہ

فی مشتبہہ الحال ویفہم منہ حال معلوم الفساد بالطریق الاولی اھ وعلم بہ حال ادعیۃ مشایخ زماننا یدعون بکل ما یطلب منہم الدعاء لہ حلالا کان او حراما من الخصومات او المناصب وحال دعاء بعض المشتغلین بالطریق ببعض الاحوال التی لا علم لہم بنفعہا وضرہا۔

قولہ تعالیٰ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم۔ فیہ دلیل علی ان للطاعۃ مدخلا فی راحۃ الدنیا وطیب عیشہا وھو مشاھد

۵۵۱

قولہ تعالیٰ فکیدونی جمیعا وھذا من القول من التوکل بمکان اقصی کما لا یخفی لانہ علیہ السلام کما فی الروح کان مفردا بین جمع عتاۃ جبابرۃ عطاش الی اراقۃ دمہ یرمونہ عن قوس واحدۃ وقد خاطبہم بما خاطبہم وحقرہم والہتہم وھیجہم علی ما ھیجہم الخ

۵۵۲

قولہ تعالیٰ وعصوا رسلہ۔ سمی عصیان ھود علیہ السلام عصیان الرسل بناء علی ان عصیان رسول واحد بمنزلۃ عصیان الرسل جمیعہم لان الجمیع متفقون علی المقصود وفیہ اشارۃ الی ان الانکار علی بعض المقبولین کالانکار علی جمیعہم لاتحاد مسلکہم مستتمام

۵۵۳

قولہ تعالیٰ الا بعدا لعاد قوم ھود۔ دلیل

مشتبہ الحال دعا سے نہی ہے اور جو امر معلوم الفساد ہو اسکی دعا سے نہی بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوگی کذا فی الروح اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ کی دعاؤں کا حال معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے جس امر کے لئے دعا کی درخواست کیجاوے وہ اُسکے لئے دعا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح بعض سالکین بعض احوال و مواجید کی دعا کرتے ہیں حالانکہ انکا ضرر و نفع کچھ معلوم نہیں

قولہ تعالیٰ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم **ترجمہ** (اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسکی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا اور تمکو اور قوۃ دیکر تمہاری قوۃ میں ترقی کردیگا) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ طاعات کو راحت دنیویہ و خوش عیشی میں بھی دخل ہے اور اسکا مشاہدہ ہوتا ہے

قولہ تعالیٰ فکیدونی جمیعا **ترجمہ** (سو تم سب ملکر میرے ساتھ داؤگھات کرلو) اس سے ہود علیہ السلام کا بڑا قوی توکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ان تمام جبابرہ متمردین میں تنہا تھے پھر بھی آپ نے اُن کی اور اُن کے معبودوں کی کیسی مذمت کی اور اُن کو کیسے مشتعل کیا۔

قولہ تعالیٰ وعصوا رسلہ۔ **ترجمہ** (اور اُسکے رسولوں کا کہنا نہ مانا) ایک رسول کے عصیان کو سب رسل کا عصیان اس لئے کہا گیا کہ مقصود سب کا واحد ہے اور اس میں اشارہ ہو گیا کہ بعض مقبولین پر انکار ایسا ہی ہے جیسے سب مقبولین پر کیونکہ ان سب کا مقصود ایک ہی ہے۔

قولہ تعالیٰ الا بعدا لعاد قوم ھود **ترجمہ** (خوب سنا

على ان الدعاء على المعاندين للحق بالهلاك لا ينافي الكمال۔

رحمت سے دوری ہو یعنی عاد کو جو کہ ہود کی قوم تھی) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ معاندین حق پر ہلاکت کی دعا کرنا کمال کے منافی نہیں

قوله تعالى فما لبث ان جاء بعجل حنيذ في الروح وقيما قص الله تعالى ههنا عن ابراهيم عليه السلام اشارة الى بعض آداب الفتوة فقد قالوا ان من آدابها اذا نزل الضيفان يبدأ بالكرامة في الانزال ثم يثني بالكرامة بالطعام۔ وفي هذه القصة دليل على انه قد ينسد باب الفراسة على الكاملين لحكم يريدها الله تعالى ومن ذلك لم يعرف ابراهيم عليه السلام وكذا لوط عليه السلام الملئكة عليهم السلام اه

قوله تعالى فما لبث ان جاء بعجل حنيذ ترجمہ (پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے) اس میں دو امر پر دلالت ہے۔ ایک بعض آداب ضیافت پر کہ پہلے نزول میں اکرام کرے پھر طعام سے اکرام کرے۔ دوسرے اس امر پر کہ بعض اوقات بعض حکمتوں کے سبب کاملین کو بھی کشف نہیں ہوتا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسیطرح حضرت لوط علیہ السلام نے اول وہلہ میں ملئکہ کو نہیں پہچانا۔

قوله تعالى االد وانا عجوز وهذا بعلي شيخا دل على ان التعجب بالنظر الى الاسباب لا ينافي كمال اليقين بالمسبب۔

قوله تعالى االد وانا عجوز وهذا بعلي شيخا ترجمہ (اب میں بچہ جنونگی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں ہیں بالکل بوڑھے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب کے اعتبار سے تعجب کرنا مسبب الاسباب کے ساتھ کامل یقین رکھنے کے منافی نہیں۔

قوله تعالى اتعجبين من امر الله الخ دليل على ان الملئكة يصح ان تتكلم مع غير النبي۔

قوله تعالى اتعجبين من امر الله ترجمہ (فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو) یہ دلیل ہے کہ ملائکہ کا غیر نبی کے ساتھ کلام کرنا ممکن ہے۔

قوله تعالى فلما ذهب عن ابراهيم الروع وجاءته البشرى يجادلنا في قوم لوط۔ في الروح وكانت مجادلته عليه السلام من آثار مقام الادلال على ما قيل اه

قوله تعالى۔ فلما ذهب عن ابراهيم الروع وجاءته البشرى يجادلنا في قوم لوط ترجمہ (پھر جب ابراہیم کا وہ خوف زائل ہو گیا اور اُن کو خوشی کی خبر ملی تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کیا) روح میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہ مجادلہ آثار مقام ادلال سے ہے۔

قوله تعالى قال يقوم هؤلاء بناتي في الروح اي فتزوجوهن فقد اراد عليه السلام بذلك وقاية ضيفه وهو غاية الكرم اه وفيه دلالة على تقديم المصلحة الشرعية

قوله تعالى قال يقوم هؤلاء بناتي ترجمہ (لوط نے فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں) روح میں ہے کہ مطلب یہ کہ اُن سے نکاح کر لو اور مقصود اس سے اپنے مہمانوں کی ابرو کا بچانا تھا اھ اور اس میں

علی المعروف وعدم اعتداد العرف بمقابلة الشرع فان عرض البنات بنفسه وان کان خلاف المتعارف لکن لم یبال به فی تحصیل المقصود الشرعی الذی هو وقایة الضیف۔

دلالت ہے کیونکہ عرف دیکھ بھی مصلحت شرعیہ ہے اور شرع کے مقابلہ میں عرف کا اعتبار نہیں چنانچہ اپنی لڑکیوں کا جو پیش کرنا عرف کے خلاف تھا لیکن آپ نے بمقابلہ حفاظت ضیف کے کہ مقصود شرعی ہے اسکی کچھ پروا نہ کی۔

قوله تعالیٰ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا بالله۔ فیه جمع بین وظائف المرشد من السعی فی الاصلاح مع الاخلاص ومن التوکل فیه فلا یتکاسل علی السعی ولا یترک السعی لاجل التوکل۔

قوله تعالیٰ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا بالله۔ ترجمہ (میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہانتک میرے امکان میں ہے اور مجھکو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے) اس میں وظائف شیخ کے جمع کئے گئے ہیں کہ خلوص کے ساتھ اصلاح میں سعی بھی کرے اور اُس سعی میں توکل بھی کرے نہ توکل کے سبب سعی چھوڑے اور نہ صرف سعی پر بھروسہ کرے

قوله تعالیٰ فاما الذین شقوا ففی النار الی قوله الا ما شاء ربک وقوله تعالیٰ واما الذین سعدوا ففی الجنة الی قوله الا ما شاء ربک احسن ما قیل فی الآیتین من التوجیهات ان المراد بالشقی والسعید المسئ والمحسن عملا سواء کان مؤمنا اوکافرا ویکون ما بمعنی من فالمعنی ان العصاة فی النار الا من شاء ربک منهم فینجو من النار وهو المؤمن والمطیع فی الجنة الا من شاء ربک وهو الذی ختم له علی معصیة ویجوز ان یقال کل شقی ای کافر فی النار الا من صار سعیدا ای مؤمنا وکل سعید ای مؤمن فی الجنة الا من صار شقیا ای کافرا فدلت الآیة علی انه لا ینبغی الاغترار بالطاعة ولا الیاس بالعصیان فالامر بید الله تعالیٰ وفی الروح ومن الناس من تمسک بهذه الآیة انه لا یبقی فی النار احد ولم یقل بذلک فی الجنة وتقوی مطلبه ذلک بما اخرجه

قوله تعالیٰ فاما الذین شقوا ففی النار الی قوله الا ما شاء ربک وقوله تعالیٰ واما الذین سعدوا ففی الجنة الی قوله الا ما شاء ربک۔

ترجمہ (سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ ویسے حال میں۔ الی قولہ ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے وقولہ تعالیٰ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں۔ سو وہ جنت میں ہوں گے الی قولہ ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے) سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ سعید وشقی سے مراد نیک کار اور بدکار لیا جاوے خواہ مومن ہو یا کافر اور ما کو من کے معنے میں کہا جاوے پس معنی یہ ہیں کہ عاصی دوزخ میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی ایمان لے آوے اور مطیع جنت میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی اسکا خاتمہ کفر پر ہو جاوے پس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ نہ طاعت پر ناز

تقدیم الشرع علی العرف ۵۴۰

وظائف الشیخ ۵۴۱

عدم الاغترار بالطاعة والیاس بالمعصیة ۵۴۲

بطلان الاستدلال ۵۴۳

ابن المنذر عن الحسن قال قال عمر لو لبث اھل النار فی النار کقدر رمل عالج لکان لھم یوم یخرجون فیہ۔ وبما اخرج اسحق بن راھویہ عن ابی ھریرۃ قال سیاتی علی جھنم یوم لا یبقی فیھا احد وقرأ واما الذین شقوا الایۃ واخرج ابن المنذر وابو الشیخ عن ابراھیم قال ما فی القراٰن ایۃ ارجی لاھل النار من ھذہ الایۃ خالدین فیھا ما دامت السموٰت والارض الا ما شاء ربک قال وقال ابن مسعود لیاتین علیھا زمان تصفق فیہ ابوابھا واخرج ابن جریر عن الشعبی قال جھنم اسرع الدارین عمرانا واسرعھما خرابا الی غیر ذلک من الاٰثار وقد نص ابن الجوزی علی وضع بعضھا کخبر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یاتی علی جھنم یوم ما فیھا من ابن اٰدم احد تصفق ابوابھا کانھا ابواب الموحدین۔ واول البعض بعضھا ومر شیٔ من الکلام فی ذلک۔ وانت تعلم ان خلود الکفار مما اجمع علیہ المسلمون ولا عبرۃ بالمخالف والقواطع اکثر من ان تحصی ولا یقاوم واحدا منھا کثیر من ھذہ الاخبار ولا دلیل فی الایۃ علی ما یقول المخالف لما علمتہ من الوجوہ فیھا اھ

کرے اور نہ عصیان میں مایوس ہو۔ اور جنھوں نے اس آیت سے فناء نار پر استدلال کیا ہے اُن کے جواب میں اتنا کہدینا کافی ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر اجماع وقواطع اسکے خلاف پر اُسکے بطلان کی مستقل دلیل ہیں۔ اور تفصیل اصل عربی میں ہے۔

قولہ تعالیٰ فاستقم کما امرت - فی الروح ای فی القیام بحقوق الحق والخلق وذلک بالمحافظۃ علی حقوقہ تعالیٰ والتعظیم لامرہ والتسدید لخلقہ مع شھود الکثرۃ فی الوحدۃ والوحدۃ فی الکثرۃ من غیر اخلال بما من شرائط التعظیم۔ وان الاستقامۃ المامور بھا صلی اللہ علیہ وسلم فوق الاستقامۃ المامور بھا من معہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والعطف لا یقتضی اکثر من المشارکۃ فی مطلق الفعل اھ

قولہ تعالیٰ فاستقم کما امرت ومن تاب معک ترجمہ (تو آپ جسطرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیئے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی ہیں) حاصل استقامت کا یہ ہے حقوق خلق وحق کا ادا کرنا اور کثرت کا وحدت میں اور وحدت کا کثرت میں شاہد کرنا اور آپ کی استقامت اور ہے اور آپکے اتباع کی اور

قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار - فی الروح ویشمل النھی حینئذ مداھنتھم وترک التغییر علیھم مع القدرۃ والتزیی بزیھم وتعظیم ذکرھم ومجالستھم من غیر داع شرعی وکذا القیام لھم ونحو ذلک قال الحسن جمع الدین فی لائین

قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ترجمہ (اور ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تمکو دوزخ کی آگ لگ جاوے) اسمیں مداہنت اور باوجود قدرت کے نکیر نہ کرنا اور اُن کی وضع اختیار کرنا اور اُن کی تعظیم اور بدون ضرورت شرعیہ کے اُن کی مجالست سب اس نہی میں داخل ہوگیا کذا فی الروح

اضمحلال مادة المعصية بغلبة ملكة الطاعة
طاعات سے مادہ معصیت کا اضمحلال

یعنی لا تطغوا ولا ترکنوا اھ

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت

فی الروح قال الواسطی انوار الطاعات تذھب بظلم المعاصی۔ وقال یحیی بن معاذ ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یرض للمؤمن بالذنب حتی ستر ولم یرض بالستر حتی غفر ولم یرض بالغفران حتی بدل فقال سبحانہ ان الحسنات یذھبن السیاٰت وقال تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات اھ والکلام باطلاقہ یشمل انقلاع مادة المعصیة بغلبة ملکة الطاعة وھو مشاھد

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیاٰت

ترجمہ (بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو) یعنی انوار طاعت سے ظلمات معصیت کی دور ہوجاتی ہیں کذا فی الروح۔ اور اسمیں یہ بھی داخل ہے کہ طاعت کے ملکہ کے غلبہ سے معصیت کا مادہ مضمحل ہوجاوے

سر ظهور الصفات المتقابلة
صفات متقابلہ کے ظہور کی حکمت

قولہ تعالیٰ ولذالک خلقہم۔ فی الروح وذلک الاختلاف خلقہم وذلک لیکونوا مظاہر جمالہ وجلالہ ولطفہ وقہرہ اھ ولا منافات بینہ وبین قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لان الاول غایة تکوینیة والثانی غایة تشریعیة۔

قولہ تعالیٰ ولذلک خلقہم ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسیواسطے پیدا کیا ہے) روح میں ہے کہ اس اختلاف کیلئے اُن کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ اُسکے جمال یعنی لطف اور اُسکے جلال یعنی قہر کے مظاہر ہوں اھ اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے منافی نہیں ایک غایة تکوینیہ ہے ایک غایة تشریعیہ۔

اصل جمع حكايات الصلحاء
حکایات صالحین کے جمع کرنے کی اصل

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک۔ دل علی ان لقصص المقبولین تاثیرة فی القلوب تثبیتا وتقویة وتنشیطا ومن ثم اھتم القوم بسرد حکایات الاولیاء وجمعہم

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ترجمہ (اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے ہم آپکے دل کو تقویت دیتے ہیں) اسمیں دلیل ہے کہ مقبولین کے قصص کو قلوب کے تثبیت وتقویت وتنشیط میں خاص اثر اور دخل ہے اسی لئے بزرگوں نے اولیاء کی حکایات جمع کرنیکا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

تمت سورة ھود

ملحقہ من رسالة التائید المذکورة فی اٰخر التمھید

سورة ھود

سورہ ہود تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ ہود

قوله تعالىٰ وكلا نقص عليك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك ان ذلك يدل على ان احوال الاولياء والعرفاء لا تخلوا ايضا عن مثل ذلك التشكك سيما عند اجتماع الناس على تشكيكهم فيما هم فيه ان ذلك خيالات وما خوليات ووساوس الشياطين وهواجس النفوس والقاء العفاريت وامثالها وكان قصص الانبياء وحكايات المشايخ المتقدمة والتفكر في احوالهم تثبيتا لفؤادهم على ما هم فيه كما للانبياء ولهذا قالوا لابد للسالك من الشيخ الماهر الفاضل العارف بواقعات المشايخ واحوالهم و اوقاتهم فافهم۔

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک **ترجمہ** (اور اخبار انبیاء میں سے ہم ایسی خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو ہم مضبوط کر دیں) یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ احوال اولیا اور عارفین کے بھی اس قسم کے شکوک سے خالی نہیں ہوتے (یعنی اثناء سلوک میں ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ انکے تدبر کے لئے اکابر کے حالات یاد دلانے کی ضرورت ہوتی ہے) بالخصوص جب لوگ انکے واردات میں شک ڈالنے پر جمع ہوں کہ یہ خیالات اور مالیخولیا اور وسوسہ شیطانی اور خطرات نفسانی اور القاء شیطانی ہیں اور اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور انبیاء کے قصے اور مشایخ متقدمین کی حکایتیں اور ان حضرات کے حالات میں غور کرنا یہ سب ان کے واردات وحالات موجودہ پر ان کی ثبات قلب کا سبب ہو جاتے ہیں جسطرح انبیاء کے لئے تھا اور اسی لئے مشایخ نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے ایسا شیخ ضرور ہونا چاہیے جو ماہر ہو فاضل ہو واقعات مشایخ کو اور ان کے حالات اور اوقات کو خوب جانتا ہو خوب سمجھ لو۔

قوله تعالىٰ واليه يرجع الامر كله۔ دلالة على صحة ما يقوله المشايخ في السير الى الله تعالىٰ ان كل شئ في السير والرجوع الى الله دائما حتى يصل اليه واذا وصل الى الله جل وعلا فقد انتهى سيره الى الله تعالى۔ ومن هنا قال ان الى ربك المنتهى وان الصالحين يتنعمون في صفات الالطاف والكرم وان الطالحين يحترقون بنيران القهر والنقم

قولہ تعالیٰ والیہ یرجع الامر کلہ **ترجمہ** (اور اسی کیطرف ہر امر لوٹتا ہے) اس میں مشایخ کے اس مقولہ کی صحت پر دلالت ہے جو انہوں نے سیر الی اللہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ہر شے اللہ کی طرف سیر اور رجوع میں ہمیشہ رہتی ہے یہانتک کہ اللہ تک پہونچ جاوے پھر جب وہ اللہ تک پہونچ جاتی ہے تو اسکی سیر الی اللہ ختم ہو جاتی ہے۔ اور اسی مقام سے فرمایا ہے بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے اور (بعد منتہی ہونے کے) نیک لوگ صفات الطاف وکرم سے عیش حاصل کرتے ہیں اور بدبخت قہر وغضب کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

انتهت الملحقة
سورة يوسف

اضافہ تمام ہوا
سورہ یوسف علیہ السلام

بیان المرید حالہ علی شیخہ ۵۶۹
شیخ سے اپنے حالات بیان کرنا

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی سجدین ۔ فیہ ان المرید ینبغی لہ ان یقص علی شیخہ ما سنح لہ من حال او وارد فی المنام او فی الیقظۃ۔

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی سجدین ترجمہ (جبکہ یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے)

اس میں دلالت ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اُسکو جو حال یا وارد بیداری میں یا خواب میں پیش آوے اُسکو اپنے شیخ سے بیان کرے۔

علام اظہار حالہ علی غیر شیخہ ۵۷۰
اپنا حال غیر شیخ سے ظاہر نہ کرنا

قولہ تعالیٰ قال یا بنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ۔ فیہ انہ لا یظہر حالہ علی غیر شیخہ لما فیہ من احتمال الضرر وان اختلف الضرر علی اختلاف المقامات

قولہ تعالیٰ قال یا بنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ترجمہ (اُنھوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس وہ تمہارے لئے کوئی خاص تدبیر کرینگے)

اسمیں دلالت ہے کہ اپنا حال غیر شیخ سے نہ کہے کہ اسمیں ضرر کا احتمال ہے گو ضرر اختلاف مقامات سے مختلف ہے۔

حب الشیخ بعض المریدین اکثر من سائرہم ۵۷۱
شیخ کا بعض مریدین سے زیادہ محبت رکھنا

قولہ تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا ۔ فیہ ان الشیخ یجوز لہ ان یحب بعض المریدین اکثر من سائرہم لما یری فیہ من مخایل الخیر ما لا یری فیہم وربما یرون کما رای اخوۃ یوسف علیہ السلام ان الشیخ مخطئ فی اجتہادہ۔

قولہ تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا ترجمہ (وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اُن بھائیوں نے یہ گفتگو کی کہ یوسف اور اُنکا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں) اسمیں دلالت ہے کہ شیخ کو جائز ہے کہ کسی مرید کے ساتھ دوسرے مریدوں سے زیادہ محبت رکھے چونکہ اسمیں اوروں سے زیادہ رشد کے آثار پائے اور بعض اوقات ان مریدوں کو شیخ پر خطاء اجتہادی کا ویسا ہی گمان ہوتا ہے جیسا ان بھائیوں کو یعقوب علیہ السلام پر ہوا تھا۔

تاثیر توجہ الشیخ فی اصلاح المرید ۵۷۲
توجہ شیخ کا اصلاح حال مرید میں موثر ہونا

قولہ تعالیٰ یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہ قوما صالحین مجزومان علی جواب الامر ای یخلص توجہہ الیکم ویزید صلاحکم بہذا التوجہ ولو حمل الصلاح علی الصلاح الدینی دل علی ان توجہ الشیخ دخلا عظیما فی اصلاح حال المرید والمسئلۃ مشہورۃ

قولہ تعالیٰ یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہ قوما صالحین ترجمہ (تو تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاویگا اور تمہارے سب کام بن جاوینگے، یہ دونوں جملے بقرینہ جزم امر کے جواب ہیں یعنی باپ کی توجہ تمہاری طرف خالص ہو جاویگی اور اس توجہ سے تمہاری درست حالی بڑھ جاویگی ۔ اور اگر اس درست حالی کو صلاحیت دینیہ پر محمول کیا جاوے تو اسپر دال ہوگا کہ شیخ کی توجہ کو اصلاح حال مرید میں دخل عظیم ہے ۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔

قوله تعالیٰ ارسله معنا غدا یرتع ویلعب فی الروح بالاستباق والانتصال ونحوهما مما یتداب به لقتال العدو ولیس المراد لعب لهو والا لم یقرهم علیه یعقوب علیه السلام وانما عبروا عن ذلک به لکونه علی هیئته اھ قلت ولو حمل علی ظاهره یجاب عن تقریره علیه السلام بتضمنه مصالح دینیة من النشاة الذی یحمل ویعین علی تحصیل العلم وتکمیل العمل فالهزل الذی یفضی الی الجد جد وفیه اشتغال المرید احیانا بامثال من الفکاهات القولیة او الفعلیة لمثل الغرض المذکور

قولہ تعالیٰ ارسلہ معنا غداً یرتع ویلعب **ترجمہ** (آپ اُن کو کل کے روز ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں) بعض مفسرین نے اسکی تفسیر مسابقت و تیر اندازی سے کی ہے جس سے مقصود اعداد قوت لقتال العدو ہے اسکو لعب باعتبار صورت کے کہدیا ورنہ لعب حقیقی کی کہ عبث ہے یعقوب علیہ السلام اجازت نہ دیتے میں کہتا ہوں کہ لعب حقیقی بھی جو کہ مباح ہو جب اس میں یہ مصلحت ہو کہ اس سے نشاط ہو گا جو تحصیل علم و تکمیل عمل میں معین ہو گا عبث نہیں اور اس صورت میں اس میں دلالت ہو گی کہ مرید کے لئے احیاناً ایسی تفریحات قولیہ یا فعلیہ میں ایسی ہی مصلحت کے لئے مشغول ہو جانا کچھ حرج نہیں۔

قوله تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا فی الموضعین سفی الروح عن ابن عطیة انه علیه السلام صدق ظنه هناک (ای فی الاول) ولم یتحقق هنا واتهام من هو بحیث یتطرق الیه التهمة لا حرج فیه لا سیما فیما یرجع الی الوالد مع الولد اھ وفیه عدم صحة الکشف والفراسة دائما

قولہ تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا **ترجمہ** (یعقوبؑ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے) یہ دو موقعوں میں ہے ابن عطیہ کا قول روح میں ہے کہ ایک جگہ انکا گمان صحیح ہوا دوسری جگہ صحیح نہیں ہوا اور ایسے شخص کو متہم سمجھنا (بطور احتمال غالب کے) جسکے دوسرے افعال تہمت کا شبہ پیدا کرتے ہوں خاصکر باپ کا بیٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ موجب گناہ نہیں اھ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشف و فراست کا ہمیشہ صحیح ہونا ضرور نہیں۔

قوله تعالیٰ وشروه بثمن بخس۔ فی الجلالین وسکت یوسف علیه السلام مخافة ان یقتلوه اھ ودل علیه القرآن بظاهره ویوخذ منه ان السکوت عن الانکار علی المنکر کما کان هذا البیع المحرم اذا خاف الضرر لا ینافی الکمال۔

قولہ تعالیٰ وشروہ بثمن بخس **ترجمہ** (اور انکو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا) جلالین میں ہے اور یوسف علیہ السلام اس خوف سے ساکت رہے کبھی یہ بھائی اُن کو قتل نہ کردیں اھ اور قرآن سے بھی ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساکت رہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر خوف ضرر سے انکار علی المنکر سے جیسا کہ یہاں بیع الحرام منکر تھا سکوت کرے تو منافی کمال نہیں۔

قوله تعالیٰ قال معاذ الله انه ربی احسن

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای

مثوای فی الروح ای ہو ربی ای سید العزیز وفیہ رعایۃ المحسن ولو کان کافرا و لا احد یساوی اہل الطریق فی ذلک

قولہ تعالیٰ قال ہی راودتنی۔ دل علی حسن افشاء سر عدوہ اذا خیف الضرر من الاخفاء ولا ینافی ہذا الافشاء مکارم الاخلاق۔

جب اخفا سے اپنا ضرر محتمل ہو مکارم اخلاق کے خلاف نہیں۔

قولہ تعالیٰ فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن فی الروح عن ابن عطاء وہذہ غلبۃ مشاہدۃ مخلوق لمخلوق فکیف بمن یحظی بمشاہدۃ من الحق فینبغی ان لا ینکر علیہ ان تغیر وصدر عنہ ما صدر اھ

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نباتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما۔ فی الروح ان وصف العالم نفسہ لینتفع بہ لا یحرم ولا یعد ذلک من التزکیۃ المحظورۃ اھ وہذا ہو الباعث لبعضہم علی اظہار کمالات نفسہ غیر خائف من ملامۃ الجاہل بانہ دعوی۔

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک۔ فیہ ان الاستعانۃ بالعباد خصوصا من احسن الیہ منہم فی کشف الشدۃ مما لا باس بہ لانہ نوع من الاسباب المشروعۃ ولا یکون ہذا طلبا للصلۃ ممن احسن الیہ

ترجمہ (یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے کہ مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا) یعنی عزیز میرا آقا ہے اور اسمیں دلالت ہے کہ اگر اپنا محسن کافر بھی ہو اسکی بھی رعایت کرنا چاہئے اور اہل طریق اسمیں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ہی راودتنی ترجمہ (یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھکو پھسلاتی تھی) اسمیں دلالت ہے کہ مخالف کا عیب ایسے وقت ظاہر کر دینا

قولہ تعالیٰ فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن ترجمہ (سو عورتوں نے جو انکو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے) روح میں ابن عطا سے منقول ہے کہ یہ تو مشاہدہ مخلوق کے غلبہ کا اثر ہے سو مشاہدہ حق کا کیسا کچھ اثر ہو سکتا ہے تو اگر ایسے شخص سے کوئی امر خلاف ظاہر صادر ہو جاوے اسپر اعتراض و انکار نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نباتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تمکو کھانے کے لئے ملتا ہے میں اُسکے آنے سے پہلے اُسکی حقیقت تکو بتلا دیا کرتا ہوں) روح میں ہے کہ اگر کوئی عالم اپنے اوصاف اسلئے بیان کرے کہ لوگ اُس سے نفع حاصل کریں تو جائز ہے اور یہ تزکیہ ممنوعہ میں داخل نہیں اھ۔ اور بعض بزرگوں نے جو اپنے کمالات ظاہر کئے ہیں اور اسکی پروا نہیں کی کہ لوگ انکو مدعی کہیں گے اُسکا منشا یہی ہے۔

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک ترجمہ (اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اُس سے یوسف نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا) اسمیں دلالت ہے کہ اگر ازالہ شدت کے لئے کسی مخلوق سے استعانت کرے خصوص جسپر احسان کیا ہو

٥٤٧ رعایۃ المحسن ... (margin note, wording uncertain)
٥٤٨ ... (margin note, wording uncertain)
٥٤٩ ... (margin note, wording uncertain)
٥٥٠ ... (margin note, wording uncertain)
٥٥١ ... (margin note, wording uncertain)

وانما تورث الصلة المحبة والمحبة تسوغ الاستعانة۔

کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ اسباب مشروعہ میں سے ہے اور اسکو احسان کا عوض چاہنا نہ کہا جاویگا احسان سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے یہ استعانت گوارہ ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ قال تزرعون الخ فی المبادرة الی النصح والارشاد من غیر ملامة علی التقصیر فیما امر به من قوله اذکرنی عند ربک من الحلم ومکارم اخلاق مالا یحاط به وهکذا ینبغی ان یکون شان الشیوخ لایقصرون فی حقوق من قصر فی حقهم۔

قولہ تعالیٰ قال تزرعون سبع سنین دابا ترجمہ (آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا) یوسف علیہ السلام نے فوراً ہی اسکو ارشاد فرمانا شروع کر دیا اور اسپر ملامت نہ کی کہ تو نے میری فرمایش اذکرنی عند ربک میں تقصیر کی اس سے غایت درجہ کا حلم وکرم معلوم ہوتا ہے۔ اہل طریق کی بھی یہی شان ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے حقوق میں بھی کمی نہ کریں جو ان کے حق میں کمی کرے۔

قولہ تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربک فاسأله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن قال ما قال نفیا للتهمة وهو اللایق بشان المقتدی به لیترتب النفع علی دعوته وما ورد فی الحدیث من قول نبینا صلی الله علیه وسلم لو لبثت فی السجن ما لبث یوسف لاجبت الداعی تواضع منه صلی الله علیه وسلم وبیان لکمال حلمه واناته کما فی غیر حدیث مما ذکره صلی الله علیه وسلم فیه کمالات الانبیاء علیهم السلام

قولہ تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربک فاسأله ما بال النسوة التی قطعن ایدیهن ترجمہ (پھر جب اُن کے پاس قاصد پہونچا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اُس سے دریافت کر کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے) یہ اسلئے فرمایا کہ تہمت کا ازالہ ہو جاوے اور مقتدا کو یہی مناسب ہے تاکہ اُسکی دعوت الی الحق پر نفع مرتب ہو اور حدیث لاجبت الداعی میں حضور کی تواضع ہے اور بیان ہے یوسف علیہ السلام کے کمال حلم واستقلال کا جیسا بہت سی حدیثوں میں دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

قولہ تعالیٰ ذلک لیعلم الی قوله وما ابرئ نفسی یعنی ان الحکمة فی التثبت اظهار الواقع لا دعوی التزکیة والتنزیه مطلقا عن کل سوء او بدون توفیق من الله تعالی وفیه استحسان غرض التحدیث بکمالات نفسه تعاشیا عن الایهام۔

قولہ تعالیٰ ذلک لیعلم انی لم اخنه الی قوله وما ابرئ نفسی ترجمہ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اسوجہ سے تھا تاکہ عزیز کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اُسکی عدم موجودگی میں اُسکی آبرو میں دست اندازی نہیں کی (الی قولہ) اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا) مقصود یہ ہے کہ اس

تحقیق میں حکمت واقع کا اظہار ہے نہ کہ علی الاطلاق یعنی ہر نقص سے یا علی الاستقلال یعنی بدون توفیق حق کے نزاہت کا دعوی۔ اور اس میں دلالت ہے کہ اگر اپنے کمالات کبھی بیان کرنا پڑیں تو اس بیان کی حکمت بھی ظاہر کردینا بہتر ہے تاکہ ایہام سے محفوظ رہے۔

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض فیہ ان سوال المناصب الحکم اذا کان منفعۃ للخلق ولم یکن فیہ مضرۃ لنفسہ من الاشتغال بغیر اللہ لایقدح فی الکمال۔

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھکو مامور کردو) اسمیں دلالت ہے کہ منصب و حکومت کی درخواست جبکہ اسمیں مخلوق کا نفع ہو اور خود اپنا ضرر نہ ہو کہ غیر اللہ میں مشغول ہوجاوے قادح فی الکمال نہیں۔

قولہ تعالیٰ الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین۔ فیہ ان اظہار حسن معاملتہ اذا کان فیہ مصلحۃ ولا یراد بہ التمدح لاینافی التواضع۔

قولہ تعالیٰ الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین ترجمہ (تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کردیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر اُس سے اپنی مدح مقصود نہ ہو بلکہ اسمیں کوئی مصلحت ہو منافی تواضع نہیں۔

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا۔ فیہ ان التدبیر الماذون فیہ لاینافی کمال التوکل۔

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا ترجمہ (یعقوب نے فرمایا کہ اُسوقت تک ہرگز اسکو تمہارے ہمراہ نہ بھیجونگا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھکو پکا قول نہ دوگے) اسمیں دلالت ہے کہ تدبیر ماذون فیہ توکل کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف۔ فیہ استئناس لکون افعال الکامل مظہر الافعال الحق تعالیٰ کما ھو ظاھر۔

قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف ترجمہ (ہم نے یوسف کی خاطر سے اسطرح تدبیر فرمائی) اس عنوان میں اشارہ ہے اسطرف کہ کامل کے افعال افعال حق کے مظاہر ہیں

قولہ تعالیٰ وتولی عنھم وقال یا اسفی علی یوسف قال بعضھم لا یرد ان ھذا مناف لمنصب النبوۃ اذ یقتضی ذلک معرفۃ اللہ تعالی ومن عرفہ سبحانہ احبہ ومن احبہ لم یتفرغ قلبہ لحب ما سواہ لما قیل ان ھذہ محبۃ طبعیۃ ولا تابی الاجتماع مع حبہ تعالی۔ وقال الامام ان مثل ھذہ المحبۃ الشدیدۃ تزیل عن القلب الخواطر

قولہ تعالیٰ وتولی عنھم وقال یا اسفی علی یوسف ترجمہ (اور اُن سے دوسری طرف رخ کرلیا اور کہنے لگے ہائے یوسف) یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ معرفت کاملہ اُسکے لوازم سے ہے اور اُسکے لوازم سے محبت کاملہ ہے اور اُسکے ساتھ غیر کی گنجایش کہاں۔ جواب یہ ہے کہ یہ محبت طبعیہ ہے اور یہ حب حق کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے اور کاملین میں یہ

ایہام دعوے استغنا
سوال المناصب لاینافی الکامل — ناصبوں کا سوال کرنا
اظہار حسن معاملتہ للمصلحۃ — اپنی خوبیوں کا اظہار کسی مصلحت سے
عدم التنافی بین التدبیر وبین التوکل — تدبیر و توکل میں منافات نہ ہونا
کون افعال العبد مظہر الافعال الحق — بندے کے افعال کا مظہر افعال حق ہونا
الحب الطبعی لاینافی کمال الحب للحق — محبت طبعی کا محبت حق کے منافی نہ ہونا

ویکون صاحبہا کثیر الرجوع الیہ تعالٰی کثیر الدعاء والتضرع فیصیر ذلک سبب الکمال الاستغراق اھ قلت والکاملون لا یشغلہم ھذا الحب عن اللہ تعالٰی ورضاہ بل یعینہم فی ذلک کما یفصح عنہ قولہ علیہ السلام انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

یہ محبت انکو حق تعالٰی کی رضا سے غافل نہیں کرتی بلکہ اسمیں معین ہوتی ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کا یہ قول اسپر دال ہے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

قولہ تعالٰی قال لا تثریب علیکم الیوم الخ فی الروح عن شاہ الکرمانی من نظر الی الخلق بعین الحق لم یعبأ بمخالفتہم ومن نظر الیہم بعینہ افنی ایامہ بمخاصمتہم الا تری یوسف علیہ السلام لما علم مجاری القضاء کیف عذر اخوتہ اھ

قولہ تعالٰی قال لا تثریب علیکم الیوم الخ ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج کوئی الزام ... الخ) روح میں شاہ کرمانی سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق کو نظر حق سے دیکھیگا وہ اُن کی مخالفت کی پروا نہ کریگا اور جو شخص اُنکو اپنی نظر سے دیکھیگا اپنی عمر اُن کی بحث وتکرار میں ختم کردیگا دیکھئے یوسف علیہ السلام کو چونکہ مجاری قضا کا علم تھا اُنھوں نے اپنے بھائیوں کا کسطرح عذر قبول کرلیا۔ اھ

قولہ تعالٰی ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف۔ فی الروح انما وجد علیہ السلام ھذا الریح حیث بلغ الکتاب اجلہ والافلم یجدہ علیہ السلام لما کان یوسف فی الجب لیس بینہ وبینہ الا سویعۃ من نہار وما ذلک الا لان الامور مرھونۃ باوقاتہا وعلٰی ھذا کشوفات الاولیاء فانہم اونۃ یکشف لہم علٰی ما قیل للوح المحفوظ واخری لا یعرفون ما تحت اقدامہم اھ

گہے بر طارم اعلٰی نشینم

قولہ تعالٰی ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف ترجمہ (اور جب قافلہ چلا تو اُن کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھکو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھکو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے) روح میں ہے کہ چونکہ ملاقات کا وقت آچکا تھا اسلئے یہ خوشبو مدرک ہوگئی اور جب وہ کنوئیں میں بہت ہی قریب تھے چونکہ وقت نہ آیا تھا یہ خوشبو مدرک نہ ہوئی اور یہی حال ہے اولیاء کے مکاشفات کا کہ ع

گہے بر پشت پای خود نہ بینم

قولہ تعالٰی توفنی مسلما۔ فیہ مسئلتان الاولٰی خوف الانبیاء مع عصمتہم وامتناع الکفر علیہم فکیف یصح لغیرہم ان یغتر بصلاحہ والثانیۃ جواز تمنی الموت اشتیاقا الی لقاء اللہ تعالٰی علٰی تفسیر بعضہم

قولہ تعالٰی توفنی مسلما ترجمہ (مجھکو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیجئے) اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک باوجود عصمت اور امتناع کفر کے انبیاء علیہم السلام کا خوف کرنا۔ دوسرے بعض تفاسیر پر شوق لقاء میں موت کی تمنا کرنا۔

قوله تعالى وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون

في الروح عن الحسن انهم المراؤن باعمالهم والرياء شرك۔ وقيل هم الناظرون الى الاسباب المعتمدون عليها وقيل هم الذين يطيعون الخلق بمعصية الخالق۔ وقد يقال نظرا الى مفهوم الاية انهم يندرج فيهم كل من اقر بالله تعالى وخالقيته مثلا وكان مرتكبا ما يعد شركا كيفما كان ومن اولئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع والضر ممن الله تعالى اعلم بحاله فيها وهم اليوم اكثر من الدود وفيه من باب الاشارة في هذه الاية قال غير واحد من الصوفية من التفت الى غير الله تعالى فهو مشرك اھ

قوله تعالى وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون ترجمہ (اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے ہیں تو اسطرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں) بعض نے ریا مراد لی ہے اور بعض نے نظر الی الاسباب واعتماد علی الاسباب سے تاویل کی ہے۔ بعض نے خلق کی اطاعت خالق کی معصیت کے ساتھ مراد لی ہے۔ بعض نے ہر قسم کے شرک کو اسمیں داخل کیا ہے اُسمیں قبر پرستی ونذر لغیر اللہ اور غیر اللہ کے نافع وضار ہونے کا اعتقاد بھی آگیا اور بعض صوفیہ نے مطلق التفات الی غیر اللہ کو شرک کہا ہے۔

قوله تعالى قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا۔ في الروح اشارة الى انه ينبغي للداعي الى الله تعالى ان يكون عارفا بطريق الايصال اليه سبحانه عالما بما يجب له تعالى وما يجوز وما يمتنع عليه جل شانه والدعاة الى الله تعالى اليوم من هؤلاء الذين نصبوا انفسهم الى الارشاد بزعمهم اجهل من حمار الحكيم توما وهم لعمري في ضلال لتمه لهمة ومهامة يحار فيها الخريت وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولبئس ما كانوا يصنعون۔ اھ

قوله تعالى قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ترجمہ (آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف اسطور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ داعی الی اللہ کو طرق ایصال کا ماہر اور حق تعالی کی ذات وصفات کا عارف ہونا چاہئے۔ اھ

ضميمه من الروح المعاني

وقد افادت (هذه السورة) انه لا دافع لقضاء الله تعالى ولا مانع من قدره وانه سبحانه اذا قضى للانسان بخير ومكرمة فلو ان اهل العالم اجتمعوا على دفع ذلك لم يقدروا وان الحسد سبب الخذلان والنقصان وان الصبر مفتاح الفرج۔ وان التدبير من العقل

ضمیمہ از روح المعانی

اس سورت سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں ۱ قضا کا کوئی دافع نہیں ۲ قدر کے مقابلہ میں کچھ نافع نہیں ۳ حق تعالی جب کسی بندہ کے لئے فضل وکرم کرنا چاہتا ہے تمام عالم جمع ہو کر بھی اگر ہٹانا چاہے تو قادر نہیں ہو سکتے ۴ حسد خذلان ونقصان کا سبب ہے ۵ صبر کلید کشادگی کی ہے ۶ تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اور عقل سے

ويه يصلح امر المعاش الى غير ذلك مما يعجز عن بيانه بيان التحرير۔ وفيها ايضا عبرة للملوك في بسط العدل وللاهل التقوى في ترك ما تراوده النفس الشهوانية عليه۔ وللمماليك في حفظ حرم السادة۔ وللقادرين في العفو عمن اساء اليهم ولغيرهم في غير ذلك ولكن اين المعتبرون اھ

تمت سورة يوسف

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة في اٰخر التمهيد

سورة يوسف

قوله تعالیٰ اذ قال يوسف لابيه يا ابت انی رايت احد عشر كوكبا الى اٰخر الايات الثلثة فيها علوم كثيرة من علوم التصوف۔ الاول قوله تعالى انی رايت دال على بطلان من يقول ان رؤيا الصوفية في واقعاتهم وواقعاتهم و احوالهم خيالات لا وجود لها۔ الثانی ان المريد المبتدی لابد له من شيخ ناصح يرشده الى مطلوبه ويعلم صلاحه وفساده فان يوسف عليه السلام رجع الى ابيه ثم ارشده وامره باخفاءه عن حسادہ۔ الثالث دلت الاية على انه يجب على المريد اخفاء واقعاته عن جميع الناس غير شيخه۔ الرابع دلت الاية على ان الشيطان اذا راى اٰثار النبوة والولاية وامثالها عند انسان فانه يقوم بافساد ذلك عليه قال

امر معاش کی اصلاح ہوتی ہے الخ مضامین سورت میں خاص خاص عبرتیں بھی ہیں۔ سلاطین کیلئے تو بسط عدل میں۔ اور اہل تقوی کیلئے شہوات نفسانیہ کے ترک میں۔ اور غلاموں اور نوکروں کیلئے اپنے آقاؤں کی آبرو کی حفاظت میں۔ اور اہل قدرت کیلئے خطاوار سے معاف کر دینے میں اسیطرح دوسروں کی اور عبرتیں بھی ہیں

سورہ یوسف تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ یوسف

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا الی اٰخر ایات الثلثة ترجمہ (جبکہ کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ ستارے آخر ایات ثلثہ تک) ان آیتوں میں علوم تصوف میں سے بہت سے علوم ہیں اول قول اللہ تعالی کا رایت اُن لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ صوفیہ کے خواب اُن کی واردات اور واقعات اور احوال کے بارہ میں خیالات ہیں جنکا واقعی وجود نہیں۔ دوسرے یہ کہ مبتدی مرید کیلئے ایک ایسا شیخ خیرخواہ ہونا ضرور ہے کہ اُسکو اُسکے مقصود کی ہدایت کر سکے اور اُسکے صلاح و فساد کو جان سکے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کیطرف رجوع کیا پھر اُنہوں نے اُنکو مصلحت کی بات بتلائی اور اُن کو وہ خواب حاسدوں سے چھپانے

ان الشیطان للانسان عدو مبین الی آخر

قولہ تعالیٰ قد جعلہا ربی حقا دل فحواہ ان منہا ما لا یجعلہ اللہ تعالیٰ حقا و صدقا فدلت علی انہ قد یکون من الرؤیا ما یکون خیالا و اضغاث احلام

حکم فرمایا۔ تیسرے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے واقعات بجز شیخ کے اور سب لوگوں سے چھپاوے۔ چوتھے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ شیطان جب کسی میں نبوت اور ولایت یا اور اسطرح آثار دیکھتا ہے تو وہ اس حالت کے بگاڑنے کیلئے مستعد ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ پانچویں قول اللہ تعالیٰ کا قد جعلہا ربی حقا یعنی میرے پروردگار نے اُس خواب کو سچ کر دیا۔ اسکا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعضے خواب ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنکو سچ اور مطابق واقع نہیں کرتا تو آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ بعضے خواب خیال اور پریشان خواب ہوتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا۔ ھذا دلیل علی ان الشیخ یجب ان یکون بصیرا داعیا لما یدعوا الیہ مریدہ۔

قولہ تعالیٰ ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ترجمہ (بلاتا ہوں اللہ کیطرف اسطور پر کہ میں بصیرت پر ہوں) یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ کو صاحب بصیرۃ صاحب عوت ہونا ضرور ہے اُس امر میں جسکی طرف مرید کو بلاتا ہے۔

تمت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الرعد

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات الی قولہ تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل علم بہ ان اختلاف القوابل فی الاستعداد مع اتحاد الفاعل یورث ثمرات مختلفۃ متفاضلۃ کذلک القلوب المختلفۃ استعدادا مع اتحاد المربی یورث حالات مختلفۃ ولیس ھذا بید المربی ولا دلیل بخل منہ۔ وفی الروح عن الحسن ما یقرب من ھذا قال ھذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ لقلوب بنی آدم خلقوا من آدم علیہ السلام فینزل علیہم من السماء تذکرۃ فترق قلوب فتخشع وتخضع وتقسو قلوب فتلھو وتسھو اھ ملخصا وفیہ بعد ما نقل عنہ قال ابو حیان وھو شبیہ بکلام الصوفیۃ

قولہ تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات الی قولہ تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل ترجمہ (اور زمین میں پاس پاس مختلف قطع ہیں الی قولہ سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاعل واحد بھی ہو تب بھی قوابل کے اختلاف فی الاستعداد سے ثمرات مختلف پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی حال ہے قلوب مختلفۃ الاستعداد کا کہ باوجود مربی کے واحد ہونے کے اُن میں حالات مختلفہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ مربی کے نہ اختیار میں ہے نہ اُسکے بخل کی دلیل ہے۔

اختلاف القوابل مع اتحاد المربی

باوجود اتحاد مربی کے قوابل کا اختلاف

قولہ تعالیٰ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم فی الروح قال النصرآبادی ان ھذا الحکم عام لکن مناقشة الخواص فوق مناقشة العوام وعن بعض السلف انہ قال ان الفارة مزقت خفی وما اعلم ذلک الا بذنب احدثتہ والا لما سلطہا علی وتمثل بقول الشاعر

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی

قولہ تعالیٰ۔ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ترجمہ: واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے) روح میں نصرآبادی سے منقول ہے کہ یہ حکم عوام وخواص سب کو عام ہے اور خواص کیلئے زیادہ کاوش ہوتی ہے۔

بنو اللقیطة من ذھل بن شیبانا

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعلم بہ خیبة المستغیثین بغیر الله ولو کان ولیا حیا او میتا وقد شاع ھذا البلاء وعم البلواء

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ ترجمہ (اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو ان سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اُس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلائے ہو تاکہ وہ اُسکے مونہہ تک آجاوے اور وہ اُسکے مونہہ تک آنیوالا نہیں) اس سے غیر اللہ احیاء واموات سے استغاثہ کرنے والوں کا خسران معلوم ہوتا ہے اور یہ بلا کثرت سے پھیل گئی۔

قولہ تعالیٰ ولله یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا الاول انقیاد تشریعی والثانی تکوینی۔

قولہ تعالیٰ ولله یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرہا ترجمہ (اور اللہ ہی کے سامنے سب سرخم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے) اول انقیاد تشریعی ہے دوسرا انقیاد تکوینی۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد الله الخ وصف اولی الالباب بجملة الجمل دلیل علی ان العقل المعتبر ھو عقل المعاد وصاحبہ حری بان یسمی عاقلا وان کان عن الدنیا غمرا غافلا۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد الله الخ ترجمہ (پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انھوں نے عہد کیا ہے اسکو پورا کرتے ہیں الخ) اولوا الالباب کو ان جملوں سے موصوف کرنا اسپر دلیل ہے کہ عقل معتبر عقل معاد ہی ہے اور ایسا ہی شخص عاقل کہنے کے لایق ہے گو دنیا سے ناواقف ہو۔

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر الله بہ ان یوصل۔ فی الروح الظاھر العموم فی کل ما امر الله تعالی بہ ومن ذھب الی العموم ادخل فی ذلک

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر الله بہ ان یوصل۔ ترجمہ (اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قایم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قایم رکھتے ہیں) روح

الانبیاء علیہم السلام ووصلہم ان یعمّ من
بہم جمیعا وادخل الناس علی اختلاف طبقاتہم
ووصلہم بمراعاۃ حقوقہم بل سائر الحیوانات
ووصلہا بمراعاۃ مایطلب فی حقہا وجوبا
اوندبا۔ وعن الفضیل بن عیاض ان جماعۃ
دخلوا علیہ بمکۃ فقال من این انتم قالوا من
اہل خراسان قال اتقوا اللہ وکونوا من حیث

میں ہے کہ اسمیں سب اوامر آگئے اور اس عموم میں
سب اہل حقوق داخل ہیں یہانتک کہ حضرت فضیل
بن عیاض کا قول ہے کہ اگر کوئی سب نیک کام کرے
اور اسکے پاس ایک مرغی ہو اسکا حق ادا نہ کرے تو
وہ نکوکار نہیں اھ میں کہتا ہوں کہ جب مرغی کے حق میں
یہ کہا گیا ہے تو پیر کا کیا کچھ حق وادب ہوگا جس میں سخت
کوتاہی کیجاتی ہے۔

شئتم واعلموا ان العبد لو احسن الاحسان کلہ وکانت لہ دجاجۃ فاساء الیہا لم یکن محسنا اھ قلت
فاذا کان ہذا من حق الدجاجۃ فکیف بحق الشیوخ الذین ہم مصابیح فی زجاجۃ وقد قصر المتکبرون
فی حقوقہم ما قصروا۔ وبدلوا الطریق وغیروا۔

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فی
الروح ان سبب الطمانینۃ نور یفیضہ اللہ تعالیٰ
علی قلب المؤمنین فیذہب ما فیہا من القلق
والوحشۃ اھ وفیہ ولا تنافی بین ہذہ الایۃ وبین
قولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم لان المراد

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ترجمہ
(خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا
ہے) روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور
ہے جسکو اللہ تعالیٰ مؤمنین کے قلب پر فائض فرماتا ہے
جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے۔

ہناک وجلت من ہیبتہ تعالیٰ واستعظامہ جلت عظمتہ اھ قلت والہیبۃ غیر الوحشۃ الا تری
ان المعشوق یہاب ولا یوحش منہ۔ وفی الروح باب الاشارۃ قال الہجویری قلوب الاولیاء مطمئنۃ
لا تتحرک دائما خشیۃ ان یتجلی اللہ تعالیٰ علیہا فجاءۃ فیجدہا غیر متسمۃ بالادب اھ قلت وہذا
من الحسن بمکان ای مکان وہذا حکمۃ الاطمینان لا علۃ لہ فہو فرع لمدلول الایۃ لا شرح لہا الایۃ

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ فی الروح
ما اخرج سبحانہ احدا من العبودیۃ حتی سید
احرار البریۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفسرہا
ابوحفص بانہا ترک کل ملک وملازمۃ المامور
بہ۔ وقال الجنید قدس سرہ لا یرتقی احد فی
درجات العبودیۃ حتی یحکم فیما بینہ وبین
اللہ تعالیٰ اوائل البدایات وہی الفروض والواجبات

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ مع قولہ تعالیٰ
ولئن اتبعت اہواءہم الخ ترجمہ (آپ فرماتے
کہ مجھکو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں مع
قولہ اور اگر آپ انکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں)
صریح ہے اس باب میں کہ عبادت کسی سے ساقط نہیں
ہوتیں۔ اور دوسرا ارشاد نص ہے اس باب میں کہ
وہ امر ندب کا نہیں وجوب کا ہے جسکے ترک پر وعید ہے

والسنن والاوراد ومطایا الفضل عن اثم الامور فمن احکم علی نفسہ ہذا من اللہ تعالیٰ علیہ

٣٩٩ الامر برعاية الحقوق ... حقوق کی رعایت کا حکم
٤٠٠ دخول حقوق الشیوخ فی الامر بالتقوی ... حقوق مشائخ کا ...
٤٠١ اطمینان القلب بالذکر — ذکر سے قلب کا اطمینان
٤٠٢ بطلان زعم سقوط التکلیفات عن الکامل — سقوط تکلیف کا بطلان

بما بعدہ اھ قلت انظر الی الآیتین ھی مما یتفوہ بہ الجھلۃ من سقوط وظائف العبودیۃ عن الکاملین واصرح منہ ما سیلیہ من قولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءھم الآیۃ لتضمنہ الوعید القاطع لاحتمال کون العبودیۃ منافیا وترکھا غیر حرام

۴۰۳

قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔ فی الروح فیہ علی ما قیل اشارۃ الی انہ اذا شرف اللہ تعالیٰ شخصا بولایتہ لم یضرہ مباشرۃ احکام البشریۃ من الاھل والولد ولم یکن بسط اللہ نیالہ قدحا فی ولایتہ اھ

قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔ ترجمہ (اور ہم نے یقینا آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انکو بیبیاں اور بچے بھی دئے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ کامل کو تعلقات اہل وولد ودنیا کے مضر نہیں ہوتے اور یہ منافی ولایت نہیں۔

۴۰۴

قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ۔ فی الروح فیہ منع طلب الکرامات واقتراحھا من المشایخ اھ قلت المذکورون فی الآیۃ ھم الرسل الذین یلزمھم کونھم اصحاب الخوارق فکیف بالاولیاء الذین لیس من لوازمھم الخوارق۔

قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ۔ ترجمہ (اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدوں خدا کے حکم کے لاسکے) اسمیں خوارق کے مطالبہ کی ممانعت ہے۔ اور جب انبیاء سے اسکی ممانعت ہے جنکا صاحب خوارق ہونا ضرور ہے تو اولیا سے تو کب اجازت ہوگی جنکا صاحب خوارق ہونا بھی ضرور نہیں۔

۴۰۵

قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب حملہ بعضھم علی محو السعادۃ او الشقاوۃ الازلیتین المقدرتین ویوافقہ ظاھر ما عن بعض الصحابۃ والتابعین کانوا یتضرعون الی اللہ تعالیٰ ان یجعلھم سعداء فقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود وعبد بن حمید وغیرہ عن عمر وابن جریر عن شقیق ابی وائل نحوہ اورد الروایات فی الروح۔ ونقل عن بعض الاولیاء مثل ھذا الدعاء لبعض احبابہ وحقیقۃ الامر انہ یمکن محوہ من دیوان الملائکۃ لا من علم اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ترجمہ (خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کردیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے) بعض نے اسکو سعادت وشقاوت پر محمول کیا ہے اور بعض سلف سے ایسی دعا منقول بھی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دفتر ملائکہ تو یہ محو ممکن ہے مگر علم الٰہی سے ممکن نہیں اور لوح محفوظ اگر علم الٰہی سے حاکی ہے تو اسمیں تغیر جائز نہیں اور اگر وہ ملائکہ کا دفتر ہے تو اسمیں تغیر ممکن ہے اور محفوظ کے معنی یہ ہوں گے کہ تغیر مخلوق سے محفوظ ہے۔

سورہ رعد تمام ہوئی۔

واما اللوح المحفوظ فان کان حاکیا عن علم اللہ تعالیٰ فلا یتغیر وان کان جامعا لما فی ایدی الملئکۃ یمکن تغیرہ وتسمیتہ محفوظا لانہ محفوظ عن تغییر الخلق ۔ تمت سورۃ الرعد

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمھید

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم دخل فی عمومہ حجاب اولیاءہ عن المشاھدۃ ما لم یغیروا اورادھم ومعاملاتہم۔

قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ ۔ ای یذکرونہ باللسان والقلب ویطمئنون الی ذلک ویفرحون بہ۔

انتہت الملحقۃ

سورۃ ابراھیم

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ۔ فی الروح لما کان اشرف الاقوام وا ولادھم بدا عوتہ علیہ السلام قومہ الذین بعث بین ظہرانیہم ولغتہم افضل اللغات نزل الکتب المبین بلسان عربی مبین وانتشرت احکامہ بین الامم اجمعین ثم انہ لا یلزم خصاص بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم بھم اھ ۔ قلت لانہ

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الرعد

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ترجمہ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلدیں) (اسکے عموم میں) یہ بھی داخل ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو مشاہدہ سے محجوب نہیں کرتا جب تک وہ اپنے اوراد اور معاملات کو نہ بدلدیں۔

قولہ تعالیٰ الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ (جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کی یاد سے) یعنی زبان اور دل سے اُسکا ذکر کرتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور اُس سے مطمئن ہوتے ہیں اور اُس سے خوش ہوتے ہیں

اضافہ تمام ہوا

سورہ ابراہیم

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ۔ ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ شیخ کے خلفاء وہی ہوتے ہیں جنکو اُن کے ساتھ بہ نسبت تمام مستفیدین کے مناسبت زیادہ ہو اور شیخ کے اول مخاطب وہی ہوتے ہیں جیسے قرآن کا اول خطاب عرب کو ہوا پھر باقی اقوام کو۔

لم يقل بلسان امته فامته عليه السلام جميع الثقلين وقومه هم العرب خاصة۔ ويستنبط منه ان خلفاء الشيخ هم الذين يكون مناسبتهم به اقوى من سائر المستفيدين وهم المخاطبون الاولون لتكما ان العرب خوطبوا اولا بالقرآن ثم بقية الاقوام۔

قوله تعالى ان اخرج قومك من الظلمات الى النور۔ اسناد الاخراج الى النبي مع كون المخرج الحقيقي هو الله تعالى اقوى دليل على ان للشيخ مدخلا عظيما في تكميل المريد۔

قوله تعالى ان اخرج قومك من الظلمات الى النور۔ ترجمہ (کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کیطرف لاؤ) باوجود اسکے کہ مخرج حقیقی حق تعالی ہے پھر اخراج کی نسبت نبی کی طرف کرنا قوی دلیل ہے اسکی کہ تکمیل مریدین شیخ کو عظیم دخل ہے۔

قوله تعالى وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم اذا قيل ان الاشارة الى سوء العذاب والبلاء بمعنى الانعام فوجه الاية ان ابتلاء المؤمن تربية له ونفع في الحقيقة

قوله تعالى وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم ترجمہ (اور اسمیں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا) اگر ذلکم کا مشار الیہ سوء عذاب ہو اور بلاء کی تفسیر انعام سے کیجاوے تو آیت سے یہ معلوم ہوگا کہ مومن کیلئے مصیبت بھی نفع اور تربیت ہے۔

قوله تعالى جاءتهم رسلهم بالبينت فردوا ايديهم في افواههم۔ قال روح عن الحسن انهم وضعوا ايديهم على افواه الرسل منعا لهم من الكلام وفيه لما حاولوا انكار على الرسل عليهم السلام كل الانكار جمعوا في الانكار بين الفعل والقول اھ قلت ايراده مع اغناء قوله قالوا انا كفرنا عنه في اصل المقصود دليل على كون سوء الادب جريمة مستقلة زائدة على الكفر ومن ثم ترى اهل الطريق ينهون عن سوء الادب بالشيخ اشد النهي۔

قوله تعالى جاءتهم رسلهم بالبينت فردوا ايديهم في افواههم ترجمہ (ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دیدئے) روح میں حسن سے ہے کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو پیغمبر کے منہ پر رکھدیا تاکہ ان کو بولنے نہ دیں اھ میں کہتا ہوں کہ اسکا قصدا ذکر کرنا حالانکہ اصل مقصود کیلئے قالوا انا کفرنا کافی تھا اسکی دلیل ہے کہ سوء ادب کفر کے علاوہ ایک مستقل جرم ہے اسیواسطے اہل طریق سوء ادب سے سخت ممانعت کرتے ہیں۔

قوله تعالى وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم في الروح ما كان لي تسلط عليكم الا بالوسوسة لا بالضرب ونحوه اھ فيه هدم لعذر من يقول كيف اصنع و

قوله تعالى وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم ترجمہ (اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اسکے کہ میں نے تمکو بلایا تھا) اسمیں اس شخص کے عذر کا ابطال ہے جو کہتا ہے میں کیا کروں کمبخت شیطان

والشیطان لا ید خلی حتی یوقعنی فی المعصیۃ

شیطان نے گناہ کرانے دیا اس سے واضح ہو گیا کہ شیطان کا بجز وسوسہ کے اور کچھ زور نہیں۔

قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا قلت حتی علی اہل النار کما فی الروح المعانی بروایۃ ابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن مسعودؓ قال ان اللہ تعالیٰ علی اہل النار منۃ فلو شاء ان یعذبہم باشد من النار لعذبہم اھ

قولہ تعالیٰ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے) یہ نعمت اہل نار تک پر ہے چنانچہ روح میں ابن مسعود رضی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اہل نار پر بھی احسان ہے کیونکہ نار سے بھی زیادہ عذاب سے سزا دینے پر قادر ہے اھ

قولہ تعالیٰ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام دل علی ان الانبیاء علیہم السلام لم یامنوا فکیف بمن ہو فی تقلب بین الشیطان والنفس کل ان فلا ینبغی لاحد ان یغتر بکمال حالہ

قولہ تعالیٰ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام ترجمہ (اور مجھکو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے) اس میں دلالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام تک بے خوف نہیں ہوئے سو انکا تو کیا ذکر ہے جو ہر وقت نفس و شیطان کے پھندوں میں پھنسے ہیں تو کسیکو اپنے حال کمال پر ناز نہ کرنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع استدل بعض علماء المتصوفۃ بہا علی انہ یجوز للانسان ان یضع ولدہ وعیالہ فی ارض مضیعۃ اتکالا علی اللہ تعالیٰ والجواب ان الوضع بلا وحی لیس کالوضع بوحی وھذا کان بوحی کما فی الحدیث فقالت ہاجرۃ لہ علیہ السلام اللہ امرک بھذا قال نعم قالت اذن لا یضیعنا۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں) بعض علماء صوفیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سر و سامان نہو مگر یہ استدلال اسلئے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اسپر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو وہ ہمکو ضائع نہ کریگا۔

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات دل علی ان القدر الضروری من الجاہ والمال لا بد مطلبہ لنفسہ

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب اُن کی طرف مائل کر دیجئے اور اُن کو پھل کھانیکو دیجئے

للاهل والعيال لا سيما اذا كان للاعانة على الدين كما في هذه الاية من قوله ليقيموا الصلوة ومن قوله لعلهم يشكرون۔

الصلوة اور لعلهم يشكرون سے معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالى وان كان مكرهم لتزول منه الجبال۔ ان كان مكرهم في غاية الشدة والمتانة كذا في الروح دل على ان المبالغة التي حقيقتها قصد ضرب المثل لا ينافي الصدق وقد وقع في كلام كثير من الصادقين لا سيما في وقت غلبة الحال التي تخرج عباراتهم عن الظاهر مع كون مدلولاتها واضحة لمن له مناسبة ما بكلامهم۔

الضميمة من روح المعاني

قوله تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم۔ اي بكلام يناسب حالهم واستعدادهم وقدر عقولهم و لا تكلم لم يفهموا وعن علي رض كلموا الناس بما يفهمون اتريدون ان يكذب الله تعالى و رسوله صلى الله عليه وسلم وعلى هذا لا ينبغي ان يخاطب العامة باصطلاحات الصوفية لانهم لا يعرفونها ومنشأ ضلال كثير من الناس الناظرين في كتب القوم جهلهم باصطلاحاتهم فلا ينبغي للجاهل بذلك النظر فيها۔

قوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم۔ قال الجوزجاني اي لئن شكرتم الاحسان لازيدنكم المعرفة ولئن شكرتم المعرفة لازيدنكم

اسمیں دلالت ہے کہ بقدر ضرورت مال وجاہ کا اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے طلب کرنا مذموم نہیں خصوصاً جبکہ اعانت علی الدین کیلئے ہو جیسا اس آیت میں لیقیموا

قوله تعالى وان كان مكرهم لتزول منه الجبال ترجمہ (اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاویں) روح میں ہے کہ انکا مکر غایت شدت وقوت میں تھا اھ اور اسمیں دلالت ہے کہ مبالغہ جسکی حقیقت ضرب المثل ہے صدق کے منافی نہیں خصوص غلبۂ حال کے وقت جس سے عبارت اپنے ظاہر سے خارج ہوجاتی ہے مگر اہل مناسبت کے نزدیک مدلول اسکا ظاہر ہوتا ہے۔

ضمیمہ از روح المعانی

قوله تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بناکر بھیجا)، یعنی ایسے کلام سے بیان کرے جو ان کے حال واستعداد اور عقل کے مناسب ہو ورنہ ان کی سمجھ میں نہ آتا۔ تو اس بناپر عوام الناس کے سامنے صوفیہ کی اصطلاح میں کلام کرنا مناسب نہیں اور بہت لوگوں کے ضلال کا منشا یہی ہوا کہ انھوں نے صوفیہ کی کتابیں دیکھیں اور ان کی اصطلاحوں کو نہ جانا سو ایسوں کو ایسی کتابیں دیکھنا مناسب نہیں۔

قوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم ترجمہ (اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا)، بعضے لوگ اپنے کمالات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں

الوصلة ولئن شکرتم الوصلة لازیدنکم القرب ولئن شکرتم القرب لازیدنکم

اور عطاء حق نہیں سمجھتے اور چونکہ یہ شکر کے خلاف ہے لہذا مذموم اور مانع ترقی ہے

الانس قلت وبعض المغترین المعجبین ینسبون کمالاتهم الی مجاهداتهم وهو عین الکفران۔

قوله تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا الی قوله تعالیٰ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده وکثیرا ما یقول المنکرون فی حق اجلة المشایخ مثل ما قال هولاء الکفرة فی حق رسلهم والجواب هو هذا الجواب۔

قوله تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا مع قوله ولکن الله یمن علی من یشاء من عباده ترجمہ (انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں مع قوله تعالیٰ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرماوے) اسی طرح منکرین مشائخ انکے حق میں کہتے ہیں یہی انکا جواب ہے آگے ارشاد ہے۔

قوله تعالیٰ وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن الله جواب عن قول اولئک فأتونا بسلطان مبین ویقال نحو ذلک للمنکرین الطالبین من الولی الکرامة تعنتا ولجاجا

قوله تعالیٰ وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن الله ترجمہ (اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے) یہی جواب اس شخص کو دیا جاویگا جو اولیا سے کرامت کا طالب ہو۔

قوله تعالیٰ ولوموا انفسکم۔ قال محمد بن حامد النفس محل کل لائمة فمن لم یلم نفسه علی الدوام ورضی عنها فی حال من الاحوال فقد اهلکها۔

قوله تعالیٰ ولوموا انفسکم۔ ترجمہ (اور ملامت اپنے آپکو کرو) محمد ابن حامد نے کہا ہے کہ ہر ملامت کا محل نفس ہے جو اس پر ملامت نہ کرے اور اس سے ہمیشہ راضی رہے اُسنے اسکو ہلاک کیا۔

قوله تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ قیل امره الله تعالیٰ ان یبتلی خلیله بالعطاش لیزهد عن نفسه وعن جمیع الخلیقة لئلا یبقی بینه وبینه حجاب من الحدثان فلذا امر جل شانه هذا الخلیل ان یسکن من ذریته فی واد الحرم بلا ماء ولا زاد لینقطع الیه ولا یعتمد الا علیه۔

قوله تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں ہے آباد کرتا ہوں) حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے خاص مقبولین کے بڑے بڑے امتحان لیتا ہے تاکہ اُسکو سب مخلوق سے یکسو کر دے اسی لئے حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کو یہ حکم کیا کہ اپنی ذریت کو ایسے وادی میں رکھے جہاں پانی تک نہ ہو تاکہ خالص اسی پر اعتماد ہو کیونکہ وہاں اسباب ہی نہ تھے جس پر نظر ہوتی

قوله تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم۔ قال ابن عطاء من انقطع عن الخلق بالکلیة

قوله تعالیٰ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے

صرف اللہ تعالیٰ الیہ وجوہ الخلق وجعل مودتہ فی صدورھم ومحبتہ فی قلوبہم وذلک من دعاء الخلیل علیہ السلام لما قطع اہلہ عن الخلق والاسباب - انتہت الضمیمۃ

وتمت ایضا سورۃ ابراھیم

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمہید

..... سورۃ ابراھیم لیست فی الرسالۃ وکذا لیس فیہا سورۃ الاحقاف و سورۃ محمد والحجرات الی سورۃ الطور - بادخال الغایۃ والرحمن والصف الی سورۃ القیامۃ والمرسلات الی سورۃ البلد و اللیل اذا یغشٰی الی الفلق -

انتہت الملحقۃ

ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص مخلوق سے بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہے حق تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو اسکی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اسکی محبت انکے قلوب میں ڈال دیتا ہے۔

ضمیمہ کے ساتھ سورۂ ابراہیم تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورۂ ابراہیم - اس رسالہ میں سورۂ ابراہیم کے متعلق کوئی مضمون نہیں - اسیطرح سورۂ احقاف اور سورہ محمد اور حجرات سے لیکر سورہ طور تک - اور الرحمن اور سورۂ صف سے سورہ قیامت تک اور سورۂ مرسلات سے سورۂ بلد تک اور واللیل اذا یغشٰی سے سورۂ فلق تک نہیں۔

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھہم الامل - فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم من کان ھمہ بطنہ وتنفیذ شہواتہ قال ابو عثمان اسوء الناس حالا من کان ھمہ ذلک، فانہ محروم من الوصول الی حرم القرب اھ

سورۂ حجر

قولہ تعالیٰ ذرھم یاکلوا ویتمتعوا ویلھہم الامل **ترجمہ** (آپ ان کو انکے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ کھالیں اور چین اڑالیں اور خیالی منصوبے انکو غفلت میں ڈالے رکھیں) اسمیں ایسے شخص کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جسکو بڑی فکر شکم پری و شہوت رانی کی رہتی ہو ایسا شخص حریم قرب میں پہونچنے سے محروم رہتا ہے کذا فی الروح۔

قولہ تعالیٰ وقالوا یایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون فی الروح والاشارۃ فی ذلک انہ لا ینبغی لمن لم یتسع عقلہ لما من اللہ سبحانہ علی اولیاءہ من الاسرار ان یبادرھم

قولہ تعالیٰ وقالوا یایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون - **ترجمہ** (اور ان کفار نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جسپر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو) روح میں ہے کہ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص

بالانكار ويرمونهم بما لا ينبغي كما هو عادة كثير
من المنكرين اليوم على الاولياء الكاملين حيث
نسبوهم فيما تكلموا به من الاسرار الالهية و
المعارف الربانية الى الجنون وزعموا ان ما
تكلموا به من خيالات ترهات واباطيل خيلت
لهم من الرياضات ولا اعني بالاولياء
الكاملين سوى من تحقق لدى المنصفين
موافقتهم للشرع فيما ياتون ويذرون دون الذين يزعمون انتظامهم في سلكهم وهم اولياء الشيطان
وحزبهم حزبه كبعض متصوفة هذا الزمان فان الزنادقة بالنسبة اليهم اتقياء موحدون
كما لا يخفى على من سبر احوالهم اه

اسرار و حقائق کو نہ سمجھا ہو اُسکو چاہیے کہ اولیاء اللہ
پر اُن کے علوم و معارف یا احوال پر انکار نہ کرے جیسے
بعضے منکرین اُن کو جنون کی طرف منسوب کرتے ہیں
کہ ریاضات کے سبب تخیلات فاسدہ کا اثر غلبہ ہوگیا
ہے اور مراد اِن اولیاء سے محققین راسخین فی الشرع
ہیں نہ کہ جہلاء بددین جیسے اس زمانہ میں بکثرت ایسے
ہیں اھ ملخصاً

قوله تعالى لو ما تاتينا بالملئكة ان كنت من الصادقين

٢٢٣ فيه رد على من يطلب الخوارق
ممن له بينة على الصدق۔

قولہ تعالیٰ لو ما تاتینا بالملائکۃ ان کنت من
الصادقین ترجمہ (اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس
فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے) اسمیں ایسے شخص پر
رد ہے جو ایسے شخص سے خوارق کا طالب ہو جسکے صدق پر دلائل صحیحہ قائم ہیں۔

قوله تعالى ولو فتحنا عليهم بابا من السماء فظلوا

٢٢٥ فيه يعرجون لقالوا انما سكرت ابصارنا وهكذا
حال المنكرين للاولياء ولو رأوا منهم الخوارق كما
كانوا يقترحون لقالوا هي سحر او شعبذة۔

قولہ تعالیٰ ولو فتحنا علیہم بابا من السماء فظلوا
فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا ترجمہ
(اور اگر ہم اُن کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھولدیں
پھر یہ دن کے وقت اُس میں چڑھ جاویں تب بھی یوں
کہدیں کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی) یہی حال ہے منکرین اولیاء کا کہ اگر خوارق کا بھی مشاہدہ کرلیں تو اُسکو سحر یا
شعبدہ بتلاتے ہیں۔

قوله تعالى وان من شئ الا عندنا خزائنه

٢٢٦ وما ننزله الا بقدر معلوم۔ في الروح قيل
ان الاشارة في ذلك الى دعوة العباد الى حقائق
التوكل وقطع الاسباب والاعراض عن الاغيار
ومن هنا قال حمدون انه سبحانه قطع اطماع
عبيده جل وعلا بهذه الاية فمن رفع

قولہ تعالیٰ وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما
ننزلہ الا بقدر معلوم ترجمہ (اور جتنی چیزیں ہیں
ہمارے پاس سب کے خزانے ہیں اور ہم اُسکو
ایک معین مقدار سے اتارتے ہیں) اسمیں اشارہ ہے
حقائق توکل و قطع اسباب و اعراض عن الالتفات
الی الاغیار کی طرف۔ کذا فی الروح ملخصاً

بعلمه هذا احتاجه الى غيره تعالى شانه فهو جاهل ملوم وكان الجنيد قدس سره اذا قرأ هذه

...ولا يلحقوا ان يكون له شوق الى العلماء ﴿

قوله تعالى فاذا سويته ونفخت فيه من روحى الى الروح اضافة تشريف للروح فانه من نفخه تشريفا ... اولا انه ... من ... حل وعلا ولذا قيل من عرف نفسه فقد عرف ربه ... الى العلماء ﴿

ترجمہ (سو جب میں اسکو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی جان ڈالدوں) روح کو اپنی طرف اضافت فرمانا اسکی تشریف ہے اسلئے کہ وہ اسرار الٰہیہ میں سے ایک سر ہے ... کہا گیا ہے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

قوله تعالى وان عليك اللعنة الى يوم الدين فى الروح استدل بعض ... لعنة ذلك يحصل له القرب حالا وبعض آه قلت لكن المراد انه الابد لان الملعون فى عالم العمل لم يحصل له القرب فى عالم الجزاء ...

ترجمہ (اور بیشک تجھ پر لعنت رہے گی قیامت کے دن تک) بعض نے جل سے الى يوم الدين سے استدلال کیا ہے کہ اسکے بعد ملعون نہ رہیگا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے تابید ہے کیونکہ جب دار العمل میں مقبول نہ ہوا تو دار الجزاء میں کیسے مقبول ہوگا

قوله تعالى نبئ عبادى انى انا الغفور الرحيم وان عذابى هو العذاب الاليم فى الروح قال ابن عطاء هذه الاية ارشاد له صلى الله عليه وسلم الى كيفية الارشاد كانه قيل اقم عبادى بين الخوف والرجاء ليصح لهم سبيل الاستقامة فى الطاعة فان من غلب عليه رجاءه عطله ومن غلب عليه خوفه اقنطه اه

ترجمہ (آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے) اس میں طریق ارشاد کی تعلیم ہے کہ اسیطرح خوف و رجاء سے تربیت کرنا چاہیئے کیونکہ رجاء محض سے تعطل اور خوف محض سے قنوط محتمل ہے۔

قلت وتعطيل غالب الرجاء اذا لم يكن محبا لله تعالى والا فيزداد عملا لاجل الشوق۔

قوله تعالى قال فما خطبكم ايها المرسلون فى الروح ان العادة الجارية بين الناس ذلك فيرسل الواحد للبشارة والجمع لتعيين مثل حرب واخذ ونحو ذلك والله تعالى يجرى الامور للناس على ما اعتادوه اه ويؤخذ منه حسن الانتظام فى كل شئ وهذا فى اهل الله اكثر لطافة طبعهم بذكر الله تعالى۔

قوله تعالى قال فما خطبكم ايها المرسلون ترجمہ (فرمانے لگے کہ تو اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو) وجہ اس سوال کی یہ تھی کہ معمولی و سرسری کام کیلئے مجمع کو نہیں بھیجا جاتا اور حق تعالی بندوں کے ساتھ انہی کی عادات کے موافق معاملہ فرماتے ہیں۔ اس حکایت سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ ہر کام میں انتظام مناسب امر مستحسن ہے اور یہ اہل اللہ کی عادات طبعیہ سے ہوجاتا ہے

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد۔ علم به فیه المنع الی آثار الغضب والمغضوب علیهم فیه للفکاهة ویدخل فی حکمها کل محرم اللهو والمنکر کفرا وبدعة

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد۔ ترجمہ (اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے) اس سے معلوم ہوا کہ آثار غضب اور مغضوبین کی طرف تفریح کے طور پر بھی نہ دیکھے اور اس میں لہو و منکر کفری یا بدعی سب ہی داخل ہو گئے۔

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین فی الروح عن جعفر بن محمد للمتفرسین وهذه الآیة علی ما قال الجلال السیوطی اصل فی الفراسة فقد اخرج الترمذی من حدیث ابی سعید مرفوعا اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ ثم قرأ الآیة اه وفیه وذکروا ان للفراسة مراتب فبعضها یحصل بعین الظاهر وبعضها ما یدرکه اذان العارفین وبعضها ما یبدو فی صورة المتفرس وبعضها ما یحصل بحواس الباطن وبعضها ما یحصل للقلب اما بالالهام واما بالکشف وبعضها ما یحصل للعقل وبعضها

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین ترجمہ (اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کیلئے) حدیث ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی تو اس بنا پر یہ آیت اصل ہے فراست کی اور اس میں ادراک عقلی و کشفی وغیرہ سب آ گیا اور اس سے ان سب ہی کی قطعیت لازم نہیں آتی جیسا ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون یا یعقلون سے مطلقاً عقل و فکر کی قطعیت لازم نہیں آتی۔ مقصود صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ طرق نافع ہیں حدود شرعیہ کی رعایت سے ان سے کام لیا جاوے۔

ما یحصل للروح وبعضها ما یحصل بعین السر وسمعه وبعضها ما یحصل فی سر السر وهناک منتهی الکشف والفراسة اه ملخصا ولا یلزم من الآیة کون الفراسة قطعیة کما لا یلزم کون الفکر والعقل دلیلا قطعیا من قوله تعالیٰ ان فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون ویعقلون انما المقصود بهذه الآیة کون هذه الطرق نافعة والحمل علی استعمالها بجد واجتهاد فقط

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل فی الروح روی عن عمرو بن دینار عن محمد ابن الحنفیة عن ابیه علی کرم الله تعالیٰ وجهه انه قال

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل ترجمہ (سو آپ خوبی کے ساتھ درگزر کیجئے) اس میں بعض اخلاق کی تعلیم ہے۔

الصفح الجمیل صفح لا توبیخ فیه ولا حقد بعده مع الرجوع الی ما کان قبل ملابسة المخالفة وقیل الصفح الجمیل مواساة المذنب برفع الخجل عنه ومداراة موضع الالم فی قلبه اه

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیک الخ فی الروح

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیک الخ ترجمہ (آپ

قال بعضہم غار الحق سبحانہ علیہ علیہ الصلوۃ والسلام ان یستحسن من الکون شیئا ویعبرہ طرفہ واراد منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

اپنی آنکھ اُٹھا کر بھی اُس چیز کو نہ دیکھئے الخ) اس میں حق تعالیٰ کی غیرت معلوم ہوتی ہے اغیار کی طرف نظر کرنے سے۔

تکون اوقاتہ مصروفۃ الیہ وحالاتہ موقوفۃ علیہ وانفاسہ حبیسۃ عندہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم کما اراد منہ سبحانہ اھ

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر فیہ ان الحق ینبغی ان یقال بحیث لا یکون فیہ شیٔ من الخفاء۔

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر ترجمہ (سو آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اُسکو صاف صاف سنا دیجئے) اسمیں دلالت ہے کہ حق بات کو بہت صفائی سے کہنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین فالروح وفی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ذکر ارشاد لہ الی ما یکشف بہ الغم الذی یجدہ کانہ قیل افعل ذلک یکشف عنک ربک

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین ترجمہ (اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اُس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے اور نماز پڑھنے والوں میں رہئے) اسمیں غم و ضیق کا علاج بتلایا گیا ہے کہ ذکر و توجہ الی الحق ہے۔

قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین فالروح ای الموت کما روی عن ابن عمر والحسن وقتادۃ وابن زید والمعنی دم علی العبادۃ ما دمت حیا من غیر اخلال بہا لحظۃ۔ فلیس المراد ما زعمہ بعض الملحدین ممن یسمعونہ بالکشف والشہود وقالوا ان العبد متی حصل لہ ذلک

قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ترجمہ (اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے) یقین کی تفسیر موت ہے۔ تو اسمیں اُن لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی مرتبہ سلوک میں ایسا ہے جسمیں تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔ سورۂ حجر تمام ہوئی

سقط عنہ التکلیف بالعبادۃ وہی لیست الا للمحجوبین ولقد مرقوا بذلک من الدین وخرجوا من ربقۃ الاسلام وجماعۃ المسلمین ولم یزل صلی اللہ علیہ وسلم ما دام حیا اتیا بہم اسم العبادۃ افیقال انہ لم یاتہ علیہ السلام ذلک الیقین حتی توفی لا اری احدا یخطر لہ ذلک بجنان اھ **تمت سورۃ الحجر**

ملحق من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اخر التمہید

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین
روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتقوا
فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ ثم قرأ ان
فی ذلک لآیٰت للمتوسمین فدلت الآیۃ علی
صحۃ ما للعرفاء من الفراسۃ وھی الامور
التی لا یرھا عامۃ الناس۔

سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیٰت للمتوسمین
ترجمہ (بیشک اس قصہ میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں
کے لئے جو فراست رکھتے ہیں) روایت ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فراست مومن سے
ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت
پڑھی ان فی ذلک لآیٰت للمتوسمین۔ پس آیت
فراست عارفین کے صحیح ہونے پر دال ہے اور فراست ایسے امور کا نام ہے جنکو عام لوگ نہیں دیکھتے

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین
ای ادالرسالۃ ثم ارجع الی الخلوۃ وراقب مشاھدۃ
الحق تعالیٰ ومن ھنا اخذ المشایخ المحافظۃ علی
الخلوۃ عن الناس (بعد اداء ما علیھم للخلق من
النصح والارشاد) انتھت الملحقۃ

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین
ترجمہ (سو آپ کو جو حکم ہے اسکو ظاہر کر دیجئے اور مشرکوں
سے الگ ہو جایئے) یعنی پیغام حق ادا کر دیجئے پھر خلوت
کیطرف رجوع کیجئے اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا مراقبہ کیجئے
اور اسی مقام سے مشایخ نے خلوت پر محافظت رکھنے
کو اخذ کیا ہے (یعنی خلائق کا جو آپ پر حق ہے نصیحت اور ہدایت کرنا اُسکے ادا کرنے کے بعد یہ ہونا چاہئے) اضافہ تمام ہوا

سورۃ النحل

قولہ تعالیٰ ولکم فیھا جمال الی قولہ تعالیٰ
وزینۃ ایرادہ بعد سرد الضروریات من الدفأ
وسائر المنافع والاکل دلیل علی عدم اضرار
قصد المصالح الزائدۃ کالزینۃ والجمال
اذا کان فیھا مصلحۃ من دفع المذلۃ او
مسرۃ القلب ولم یکن فیہ محذور من التفاخر
والاستکبار واذ قلما یخلو عنہ المبتدی صلح
لہ ان یکون منہ علی جانب بعیدا ما لم
تتھذب نفسہ ویشھد بتھذبھا الشیخ الفطن

سورۃ نحل

قولہ تعالیٰ ولکم فیھا جمال الی قولہ تعالیٰ وزینۃ
ترجمہ (اور اُن کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے الی قولہ تعالیٰ
اور نیز زینت کے لئے بھی ہیں) دفا و رکوب و اکل وغیرہ
منافع ضروریہ کے بعد اسکا لانا دلیل ہے اسپر کہ زینت
وجمال وغیرہ مصالح زائد کا قصد بھی مضر نہیں جب اسمیں
کوئی شرعی مصلحت ہو جیسے دفع ذلت یا مسرت اور فخر
وتکبر نہ ہو مگر چونکہ مبتدی اس سے کم خالی ہوتا ہے اسلئے
اسکو کنارہ کشی ہی مناسب ہے جب تک کہ تہذیب نفس
حاصل نہ ہو جاوے اور اس تہذیب کی شیخ کامل
شہادت نہ دیدے۔

قوله تعالى وتستخرجوا منه حلية تلبسونها الى قوله تعالى ولتبتغوا من فضله دل على ان لبس الزينة وكذا التجارة ليسا خلاف الطريق حالو يكن فيه ما يحجب عن الله تعالى۔

قوله تعالى وتستخرجوا منه حلية تلبسونها الى قوله تعالى ولتبتغوا من فضله ترجمہ (اور اس میں سے گہنا نکالو جسکو تم پہنتے ہو الی قوله تعالى اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو) اس سے بھی وہی اوپر والا مسئلہ ظاہر ہوتا ہے کہ زینت کا لباس اور تجارت وغیرہ جبکہ حاجب عن الحق نہ ہو خلاف طریق نہیں۔

قوله تعالى قلوبهم منكرة وهم مستكبرون فيه من ذم الاستكبار ما لا يخفى حيث انه اصل للكفر والانكار۔ في الروح قال بعض العلماء كل ذنب يمكن اخفاءه الا التكبر فانه فسق يلزمه الاعلان اھ

قوله تعالى قلوبهم منكرة وهم مستكبرون ترجمہ (ان کے دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں) اس سے تکبر کی مذمت جسقدر معلوم ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کفر و انکار کی اصل وہی ہے۔

قوله تعالى للذين احسنوا في هذه الدنيا حسنة في الروح قال الامام يحتمل ان يكون فتح باب المكاشفات والمشاهدات والالطاف قلت او يكون كقوله تعالى فلنحيينه حيوة طيبة

قوله تعالى للذين احسنوا في هذه الدنيا حسنة ترجمہ (جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے) روح میں امام کا قول منقول ہے کہ اس حسنہ سے مراد فتح باب مکاشفات ومشاہدات والطاف بھی ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں یا حیوۃ طیبہ مراد ہو۔

قوله تعالى الذين تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة۔ في الروح روى البيهقي عن محمد بن كعب القرظي اذا استدعيت نفس المؤمن جاءه ملك الموت عليه السلام فقال السلام عليك يا ولي الله ان الله تعالى يقرء عليك السلام وبشره بالجنة وهو المروي عن ابن مسعود اھ من رح ضعيف وفيه كلام الملئكة مع غير النبي وبعض ثمرات الطاعة في الدنيا۔

قوله تعالى الذين تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة ترجمہ (جنکی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ دنیا میں غیر نبی کے ساتھ بھی کلام کرتے ہیں۔ اور نیز اس سے طاعات کے بعض ثمرات دنیا میں حاصل ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالى والذين هاجروا الى قوله اكبر وفي حكمهم من هجر ما نهى الله عنه ورسوله وسماه في الحديث مهاجرا ففيه بشارة المتقي بحسنات

قوله تعالى والذين هاجروا الى قوله ولاجر الآخرة اكبر۔ ترجمہ (اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا الی قوله تعالى اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے)

الداریین۔

آیت میں متقی کی بھی بشارت ہے حسنات دارین کے ساتھ۔

اور حدیث میں تارک منہیات کو مہاجر فرمایا ہے تو اس

(۲۲۲ تقویٰ پر دونوں جہاں میں حسنات کا وعدہ)

قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ودخل فیہ اتباع المرید للشیخ فانہ لا یعلم ما یعلم الشیخ وھذا ھو التقلید ای الاتباع بدون التفحص عن الدلیل ولا تغلط فی فہم قولہ تعالیٰ بالبینات انہ متعلق بقولہ فاسئلوا الاٰیۃ متعلق بارسلنا المقدر الدال علیہ قولہ وما ارسلنا۔

قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترجمہ (سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو) اسمیں شیخ کامل کی تقلید بھی داخل ہوگئی۔

(۲۲۳ اتباع الشیخ بلا دلیل — تقلید شیخ کامل)

قولہ تعالیٰ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جعلہ کلہ من اللہ تعالیٰ مع کون بعضہ ظاہرا من الخلق یمکن ان یکون اشارۃ الی ان وسائط النعم کلہا مظاہر المنعم وھو مسئلۃ المظاہریۃ

قولہ تعالیٰ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ترجمہ (اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے سب اللہ ہی کیطرف سے ہے) باوجود بعض نعمتوں کے ظاہرا منجانب خلق کے ہونے کے سب کو حق تعالیٰ کیطرف سے فرمانا ممکن ہے کہ اسطرف اشارہ ہو کہ نعم کے سب وسائط منعم حقیقی کے مظاہر ہیں اور یہی مسئلہ ہے مظہریت کا۔

(۲۲۴ مسئلۃ المظہریۃ — مسئلہ مظہریت)

قولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ۔ انظر فیما سیاتی فی مثل ھذہ الاٰیۃ فی سورۃ الروم۔

قولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کیلئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں) سورۂ روم میں ایسی ہی آیت ہے وہاں دیکھ لو۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ فی الروح وفی الاٰیۃ اشارۃ ایضا الی انہ تعالیٰ قد یودع الشخص الحقیر الشئ العزیز فانہ سبحانہ اودع النحل وھی من احقر الحیوانات واضعفہا العسل وھو من الذ المذوقات واحلاھا فلا ینبغی التقید بالصور والاحتجاب بالھیأت وفی الحدیث رب اشعث اغبر ذی طمرین لو اقسم علی اللہ لابرہ اھ۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ترجمہ (اُس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جسکی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اُسمیں لوگوں کے لئے شفا ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ کبھی ظاہری حقیر شئے میں کوئی عزیز شئے رکھدیتا ہے اس لئے صورت پر نظر نہ کرنا چاہئے جیسا حدیث میں ہے کہ بہت سے میلے کچیلے ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر خدا کے بھروسہ قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُنکی قسم پوری کردیتا ہے۔

(۲۲۵ علوم الاعتبار بالصورۃ — صورت کا معتبر نہ ہونا)

قولہ تعالیٰ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون ۰ فی الروح لتقدسہ تعالیٰ عن الاوھام والاشارات وتنزیھہ سبحانہ عن

قولہ تعالیٰ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون ترجمہ (سو تم اللہ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے)

(۲۲۶ التعالی عن الاوہام والاشارات والصفات بالتنزیہ)

عرفت الخلیفة فان الخلق لایدرك الاخلقا (الا) قال علی کرم الله وجهه انما تحد الادوات نفسها وتشیر الالات الی نظائرها فلا یعرف الله تعالیٰ الا الله تعالیٰ وملل النهی بقوله تعالیٰ ان الله یعلم وانتم لا تعلمون اه وسیاتی بعض ما یتعلق بهذه الایة فی قوله تعالیٰ وله المثل الاعلیٰ فی السموات والارض فی سورة الروم۔ وفی الروح وفیه ادماجه ان الاسماء توقیفیة وهو الظاهر اه

اس میں دلالت ہے کہ ذات وصفات میں رائے اور ذوق سے کلام نہ کرنا چاہئے اور اس سے اسماء الٰہیہ کا توقیفی ہونا بھی ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ کون الایة جامعة لاصول الاخلاق اظهر من ان ینبه علیه۔

قوله تعالیٰ ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی ترجمہ (بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں) آیت کا اصول اخلاق کیلئے جامع ہونا ظاہر ہے

قوله تعالیٰ ما عندکم ینفد وما عند الله باق صریح فی ایثار الاخرة علی العاجلة۔

قوله تعالیٰ ما عندکم ینفد وما عند الله باق۔ ترجمہ (اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاوے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہیگا) آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کے باب میں صریح ہے۔

قوله تعالیٰ فلنحیینه حیوة طیبة۔ فی الروح یقال الحیوة الطیبة ما تکون مع المحبوب ومن هھنا قیل ؎ کل عیش ینقضی مالم یکن * مع ملیح مالذاك العیش حلو * اه قلت ویرزقها الاولیاء فی الدنیا ایضا۔

قوله تعالیٰ فلنحیینه حیوة طیبة ترجمہ (تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دینگے) روح میں بعض کا قول نقل کیا ہے کہ حیوۃ طیبہ وہ ہے جو محبوب کے ساتھ ہو اھ اور یہ اولیاء کو دنیا میں بھی میسر ہو جاتا ہے

قوله تعالیٰ انه لیس له سلطان علی الذین امنوا فی الروح وقال البعض (وهو الصواب عندی) المراد نفی ذلك مطلقا قال ابو حیان وهو الذی یقتضیه ظاهر الاخبار وتعقب بانه اذا لم یکن له تسلط فلم امروا بالاستعاذة منه واجیب بان المراد نفی ما عظم من التسلط اه قلت والاقرب ان یقال نفی التسلط اذا اراد المؤمن ان یغلبه فابلیس اضعف من النملة ح وهو مشاهد لمن اراد ان یشاهد۔

قوله تعالیٰ انه لیس له سلطان علی الذین امنوا ترجمہ (یقیناً اسکا قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا مومن پر ذرا بھی زور نہیں چلتا یعنی جب مومن اُسپر غالب آنا چاہے اور یہ امر مشاہد ہے۔

قوله تعالیٰ ولکن من شرح بالکفر صدرا

قوله تعالیٰ۔ ولکن من شرح بالکفر صدرا

واذا لا یکون فی الوسوسۃ شرح الصدر ولا الاختیار بل عدم الاختیار فیہ اشد من الاکراہ فلا شیٔ فیہ من الذم والغم۔

ترجمہ لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے، اور چونکہ وسوسہ میں یہ شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ اختیار ہوتا ہے بلکہ اسکی بے اختیاری اکراہ کی بے اختیاری سے اشد ہے اسلئے اسمیں مطلق ذم نہیں۔

قولہ تعالیٰ ذلک بانہم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ۔ صریح فی ذم حب الدنیا وانما ای حب فدال علی انہ ما فیہ ایثارہا علی الاخرۃ فالحب الطبعی لا یلام علیہ۔

قولہ تعالیٰ ذلک بانہم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ ترجمہ (یہ اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے معاملہ میں عزیز رکھا) حب دنیا کے مذموم ہونے میں صریح ہے اور اسمیں بھی کہ وہ حب مذموم وہ ہے جسمیں دنیا کا ایثار ہو آخرت پر نہ کہ حب طبعی کہ اسپر ملامت نہیں۔

قولہ تعالیٰ فکفرت بانعم اللہ۔ ابتلی فی مثلہ کثیر من المدعین للزہد یحتقرون نعم اللہ تعالیٰ قولا او عملا زعما منہم انہم تارکون للذات ولا یدرون انہم تارکون للذات لقولہ تعالیٰ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ الا تری الی ما یلیہ من قولہ تعالیٰ فکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا واشکروا نعمۃ اللہ الایۃ۔

قولہ تعالیٰ فکفرت بانعم اللہ ترجمہ (سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بیقدری کی) اسی کے قریب بلا میں بہت سے مدعیان زہد مبتلا ہیں کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے کو لذات کا تارک سمجھتے ہیں اور تارک ذات ہو جاتے ہیں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں دیکھتے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ اور فکلوا مما رزقکم اللہ الایۃ

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام۔ علم ان احکام الطریقۃ لیست مغایرۃ للشریعۃ بان یکون شیٔ حلالا فی احدیہما وحراما فی الاخری عینا کان او فعلا۔

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام ترجمہ اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعوی ہے اُن کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ طریقت کے احکام شریعت کے مباین نہیں کہ یہاں کا حلال وہاں حرام ہو یا بالعکس۔

قولہ تعالیٰ واتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین فی الروح حسنۃ وھی الذکر الجمیل والملک العظیم والنبوۃ وھذا (ای قولہ لمن الصالحین) لدفع توہم ان ما اوتیہ فی الدنیا ینقص مقامہ فی العقبی کما قیل ان مقام الولی المشہور دون الولی الذی

قولہ تعالیٰ واتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین ترجمہ (اور ہم نے اُن کو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہونگے) اسمیں دلالت ہے کہ دنیا میں نعمتوں کا ملنا مقام عقبی کا منقص نہیں اور بعض نے جو کہا ہے کہ مشہور ولی کا مقام غیر مشہور سے کم ہے مراد اس سے وہ ہے

فوقها المفضول والیہ الاشارۃ بقولہم الشہرۃ

جسمیں شہرت کی آفات پیدا ہوگئی ہوں۔

آفۃ وقد نص علی ذلک الشعرانی فی بعض کتبہ اھ قلت المراد بالمشہور ہو الذی تلحقہ آفات الشہرۃ واما المحفوظ عن الفتنۃ فلاو القرینۃ علیہ تسمیۃ الشہرۃ آفۃ

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الحجۃ القطعیۃ المزیحۃ للشبہ وقریب من ہذا ما فی البحر انہا الکلام الصواب الواقع من النفس اجمل موقع۔ والموعظۃ الحسنۃ ہی الخطابات المقنعۃ والعبر النافعۃ التی لا یخفی علیہم انک تناصحہم بہا وجادلہم ناظر معاندیہم بالتی ہی احسن بالطریقۃ التی ہی احسن طرق المناظرۃ والمجادلۃ من الرفق

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ الی قولہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ

ترجمہ (آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے الی قولہ تعالیٰ آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اسکے رستہ سے گم ہوا) اسمیں اہل اللہ کے طریق دعوت کی تفصیل ہے اور یہ کہ تبلیغ بعد اصرار کی ضرورت نہیں اور یہی مذاق ہے اہل طریق کا۔

واللین واختیار الوجہ الایسر واستعمال المقدمات المشہورۃ تسکینا لشغبہم واطفاء للہبہم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بالمہتدین قیل المعنی انما علیک البلاغ فلا تلح علیہم ان ابوا بعد الابلاغ لمرۃ او مرتین مثلا فان ربک ہو اعلم بہم فمن کان فیہ خیر کفتہ النصیحۃ الیسیرۃ ومن لا خیر فیہ عجزت عنہ الحیل کذا فی الروح ملخصا قلت وہذا ہو مجتہد اہل الطریق اما علماء القشر فبینہ عنہ بمراحل و بینہما بون عمیق۔

قولہ تعالیٰ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین وکونہ من شیمۃ اہل اللہ بالالتزام شدید ظاہر معروف۔ فی الروح لما فی ذلک قہر النفس المحجوبۃ لترقیہا الی اعلی المقامات اھ۔

قولہ تعالیٰ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین

ترجمہ (اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے) صبر کا خصائل اہل اللہ سے ہونا ظاہر ہے۔

قولہ تعالیٰ واصبر وما صبرک الا باللہ فی الروح قیل الصبر اقسام۔ صبر للہ تعالیٰ۔ وصبر فی اللہ تعالیٰ۔ وصبر مع اللہ تعالیٰ۔ وصبر عن اللہ تعالیٰ۔ وصبر باللہ تعالیٰ۔ فالصبر للہ تعالیٰ ہو اول درجات الاسلام وہو حبس النفس عن الجزع۔ والصبر فی اللہ تعالیٰ ہو الثبات فی سلوک طریق الحق وتوطین النفس علی المجاہدۃ

قولہ تعالیٰ واصبر وما صبرک الا باللہ

ترجمہ (اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے) صبر کے بہت مراتب ہیں صبر للہ صبر فی اللہ صبر مع اللہ صبر عن اللہ صبر باللہ ان سب کی حقیقت اصل رسالہ عربی میں دیکھو، اور یہ صبر باللہ سب سے اکمل ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کیا گیا۔ سورۂ نحل تمام ہوئی۔

والصبر مع الله تعالی ہو لاہل الحضور والکشف عند التجرد عن ملابس الافعال والصفات۔ والصبر عن الله تعالی ہو لاہل العیان والمشاهدة من العشاق کلما لاح لهم نور من سبحات انوار الجمال احترقوا وتفانوا وکلما ضرب لهم حجاب ورد وجودهم تشویقا وتعظیما ذاقوا من الم الشرق وحرقة الفرقة ما سیل به صبرهم وتحقق موتهم والصبر بالله ہو لاہل التمکین فی مقام الاستقامة الذین افناهم الله تعالی بالکلیة ثم وهب لهم وجودا من ذاته حتی قاموا به وفعلوا بصفاته وهو من اخلاق اهل الله لیس لاحد فیه نصیب ولهذا ابعد ان امر سبحانه بنبیه صلی الله تعالی علیه وسلم بین له علیه الصلوة والسلام ان ذلک لا تباشره الابی ولا تطیقه الا بقوتی اه۔ **تمت سورة النحل۔**

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اخر التمهید

سورة النحل

قوله تعالی واذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون۔ دل الایة علی ان الاستعاذة بالله من الشیطان مقعدة الشیطان وما نعة من وساوسه ودلت ایضا علی ان لیس للشیطان قوة وقدرة علی المؤمنین المتوکلین علی الله تعالی۔

قوله تعالی من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیوة طیبة هو العیش مع الله تعالی والفهم عن الله والاستغناء بالله لا یرید بدلا و لا منه حولا۔

اضافہ از رسالہ تائید

سورۂ نحل

قولہ تعالی واذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون۔ **ترجمہ** (اور جب آپ قرآن پڑھنے لگئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے شیطان مردود سے کیونکہ اسکو غلبہ اُن لوگوں پر نہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا شیطان سے شیطان کو عاجز کردینے والا ہے اور اُسکے وسوسوں سے مانع ہے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ شیطان کو قوت اور قدرت اُن مسلمانوں پر نہیں جو اللہ تعالی پر بھروسہ کریں۔

قولہ تعالی من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیوة طیبة **ترجمہ** (جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اُسکو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے) اور وہ اللہ تعالی کے ساتھ آرام پانا اور اللہ تعالی کے معاملہ کو سمجھنے لگنا اور اللہ تعالے کے ساتھ مستغنی ہوجانا ہے پس یہ حالت نہ تبدیل کو مقتضی ہے اور نہ تحویل کو۔

قوله تعالى ادع الى سبيل ربك وذلك هي الطريقة المعروفة عند الصوفية بالحكمة هي فطنة الشيخ المربي وفهمه لكل ما يصلح لكل احد من المريدين فان طاعتهم مختلفة فمنهم من يصلح له كثرة الصوم ومنهم من يصلح له كثرة الصلوة ومنهم من يصلح له القيام والصيام معًا ومنهم من لا يصلح له كثرة ذلك وانما يصلح الزهد عن الدنيا ومنهم من يصلح له الكسب ومنهم من يصلح له الخدمة ومنهم من يصلح له العنف والشدة في المجاهدة على النفس ومنهم من يصلح له الرفق والتسهيل فادراك ذلك هي الحكمة المذكورة هذا والموعظة الحسنة هو استعمالهم في اعمال الطريقة بالمداراة والرفق والشفقة الكاملة عليهم مع اعلامهم بانه لا يريد بذلك الا علو مقاماتهم وارتقاء درجاتهم

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک ترجمہ (آپ اپنے رب کے رستہ کیطرف بلائیے) اور یہ رستہ وہی ہے جو طریقت کے نام سے صوفیہ کے نزدیک مشہور ہے بالحکمۃ (حکمت کے ساتھ) مراد اس سے دانا ہونا ہے شیخ تربیت کنندہ کا اور اسکا ان تمام امور کو سمجھنا جو ہر ایک مرید کے لئے مناسب ہو کیونکہ مریدوں کی طاعتیں مختلف ہوتی ہیں سو ان میں سے بعضے تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے کثرت صوم مناسب ہوتا ہے۔ اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ تکثیر نماز ان کے لیے مناسب ہوتی ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نماز اور روزہ دونوں بہتر ہوتے ہیں۔ اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے ان امور کی کثرت مناسب نہیں ہوتی صرف زہد عن الدنیا انسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کسب مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کیلئے خدمت کرنا مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نفس پر مجاہدہ کرنے میں سختی اور تشدد والے ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے نرمی اور آسانی کرنا لائق ہوتا ہے تو ان امور کا سمجھنا حکمت مذکورہ ہے اسکو یاد رکھو والموعظۃ الحسنۃ (اور اچھی نصیحت کے ساتھ) مراد ان سے کام لینا ہے اعمال طریقہ میں مدارات اور نرمی اور پوری شفقت کے ساتھ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بتلا دے کہ اس سے اسکا بجز اس کے اور کچھ مطلب نہیں کہ ان کے مقامات بلند ہوں اور ان کے درجے رفیع ہوں ؛

قوله تعالى وجادلهم بالتي هي احسن اي كالمهم بعبارات لطيفة وكلمات طيبة ولن لهم وملْ اليهم ولا تثقل عليهم حيث تأمر تنهى وتدعو وتصرف فانه اوقع في قلوبهم انفع لهم وكان تلك تعليم المشايخ الصوفية وكذا قول الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم

قولہ تعالیٰ وجادلھم بالتی ھی احسن ترجمہ (اور ان سے گفتگو ایسے طریق سے کیجئے کہ وہ بہتر ہو) یعنی ان سے گفتگو کیجئے لطیف عبارت سے اور اچھے لفظوں سے اور ان کے ساتھ نرم رہئے اور انکی طرف متوجہ رہئے اور جب ان کو امر و نہی کیجئے اور ان کو بلائیے اور کسی امر سے ہٹائیے تو ان پر بوجھ نہ ڈالیے کیونکہ

الاٰیۃ وکن اکل مافی القراٰن من کیفیۃ المصاحبۃ
مع الاصحاب والشفقۃ علی الامۃ والشفاعۃ
لھم ودعائھم الی اللہ تعالٰی خطاب لمشائخ
الصوفیۃ انھا یجب علیھم استعمالھا مع المریدین

انتھت الملحقۃ

یہ طریق اُن کے دلوں میں زیادہ اثر کرنیوالا ہے اور اُن
کے لیے زیادہ نافع ہے اور اسمیں تعلیم ہے مشائخ
صوفیہ کی اور اسیطرح اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد فبما رحمۃ من
اللہ لنت لھم الاٰیۃ (کہ اللہ ہی کی رحمت سے آپ
اُن کے لیے نرم ہو گئے آخر آیت تک) اور اسیطرح قرآن
میں جو کیفیت اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی اور امت پر شفقت کرنے اور اُن کے لیے سفارش کرنے کی۔ اور
اُنکو اللہ کیطرف بلانے کی مذکور ہے وہ سب مشائخ صوفیہ کو بھی اسبات کا خطاب ہے کہ ان امور کو مریدوں
کے ساتھ عمل میں لانا اُنپر واجب ہے ❊

اضافہ تمام ہوا

سُورۃ بنی اِسرائیل

قولہ تعالٰی سبحان الذی اسری بعبدہ فی
الرھم والعبودیۃ مقتضیۃ علی ما نص علیہ العارفون
اشرف الاوصاف واعلی المراتب وقیل
(حکمۃ اخری) ان فی التعبیر بہ ھھنا دون
حبیبہ مثلاً سدًا لباب الغلو فیہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم کما وقع للنصارٰی فی نبیھم
علیہ السلام وقیل فی موضع اٰخر واصلھا
الذل والخضوع وحیث ان الذل شئ
لا یکون الا بعد معرفتہ دلت العبودیۃ للہ تعالٰی علی معرفتہ سبحانہ وکمالھا علی کمالھا و
من ھھنا فسر ابن عباس قولہ تعالٰی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بقولہ الا لیعرفون۔

سورہ بنی اسرائیل

قولہ تعالٰی سبحان الذی اسری بعبدہ ترجمہ (وہ پاک
ذات ہے جو اپنے بندہ کو) یہاں آپ کی صفت میں
عبد فرمانا اسلئے ہے کہ عبودیت اشرف اوصاف
ہے نیز اسمیں سد باب ہے کہ آپ کے حق میں کوئی
غلو کرنے نپاوے جیسا نصارٰی نے اپنے نبی کی شان
میں کیا اور چونکہ اصل معنی اسکے ذل اور خضوع ہے
اور یہ بعد معرفت کاملہ کے ہوتا ہے تو اس سے آپ
کے کمال معرفت پر بھی دلالت ہوئی ❊

قولہ تعالٰی لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصٰی۔ ومنہ الی ماشاء اللہ وھو مذکور
فی سورۃ النجم ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی عند سدرۃ
المنتھٰی عندھا جنۃ الماوٰی اذ یغشی السدرۃ
ما یغشٰی۔ ووقع تفسیر الاٰیات فی الاحادیث
مفصلًا وقولہ تعالٰی لیلًا مع ضم الاحادیث
الیہ الناطقۃ بان الاسراء الی المسجد الاقصٰی

قولہ تعالٰی لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصٰی ترجمہ (رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد
اقصا تک) اتنی طویل مسافت کا اتنے قصیر زمانہ
میں قطع کرنا کئی وجہ کو محتمل ہے ایک[1] یہ کہ مکان و زمان
دونوں اپنے حال پر رہے ہیں اور سیر میں اسقدر سرعت
ہوا ور ظاہر یہی ہے۔ دوسرے[2] یہ کہ زمانہ[۶۶۲] اپنے حال
پر رہے اور سطے مکان ہوگیا ہو۔ اور صوفیہ نے

---

۶۶۱ کون العبدیۃ اعلی المقامات و دلیلا علی المعرفۃ وبعیدا عن الخطرات والغیرۃ
۶۶۱ عبدیت کا اعلی مقامات ہونا اور دال علی المعرفۃ ہونا اور مانع غلو ہونا
۶۶۲ زمان و مکان کے طے و نشر کا امکان

والعروج الی عالم الملکوت کانا مقترنین یدل
علی وقوعهما فی بعض لیلة واحدة وفی
الروح وکان رجوعه صلی الله علیه وسلم علی
ماکان ذهابه علیه اه کما یدل علیه ظاهر
الاحادیث ایضا وفیه ولم یعین مقدار
ذلک البعض وکیف ما کان فوقوع ما وقع

اور بعض فقہا نے اسکو اولیا کے لئے بھی جائز کہا ہے
تیسرے یہ کہ مکان اپنے حال پر رہے اور زمانہ میں
بسط اور نشر ہوگیا ہو اور صوفیہ نے اولیا کیلئے اسکو
بھی جائز کہا ہے اور اس باب میں عجیب غریب حکایات
ہیں اور اسی طرح نشر مکان وطی زمان بھی خوارق ممکنہ سے
ہیں اور صوفیہ ان کے بھی قائل ہیں۔ واللہ اعلم

فیه من اعجب الآیات واغرب الکائنات وفی بعض الآثار انه صلی الله علیه وسلم لما رجع وجد
فراشه لم یبرد من اثر النوم وقیل ان غصن شجرة اصابه بعمامته فی ذهابه فلما رجع وجده
بعد یتحرک اه قلت الله اعلم بصحة هذه الآثار لکن لیس فیه بعد۔ والیضا لا یبعد فی ان یحمل
روایة عائشة رض الثابت فی الاحادیث من قولها ما فقد جسد محمد صلی الله علیه وسلم لیلة
المعراج علی مثل ما فی هذه الآثار فتتاید بالروایة معنی تقریرها ان الفقد معناه طلب
الشیء الذی غاب بعد ما کان موجودا حاضرا والعادة ان هذا الطلب یکون بعد غیبة
غیر معتادة کما فی قوله تعالی ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملک فمعنی قولها ان غیبته
صلی الله علیه وسلم لم تکن بحیث یعده اهله غریبا یشتغلون بطلبه لها وحاصله غایة السرعة فی
الرجوع ووجه هذه السرعة بعضهم بسرعة السیر مع کون المکان والزمان باقیین علی حالهما
کما فی الروح والظاهر ان المسافة التی قطعها علیه الصلوة والسلام فی مسیره کانت باقیة
علی امتدادها وکانت المسافة فی غایة الطول ففی حقائق الحقائق کانت المسافة من مکة
الی المقام الذی اوحی الله تعالی فیه الی نبیه صلی الله علیه وسلم ما اوحی قدر ثلث مائة
الف سنة وقیل خمسین الفا وقیل غیر ذلک اه وبعضهم بطی المسافة مع کون الزمان علی
حاله ویثبته کما فی الروح الصوفیة وبعض الفقهاء للاولیاء کرامة والکتب ملاٰی من حکایات
الثقات هذه الکرامة لکثیر من الصالحین ثم قال بعد اسطر وجهل بعض الحنفیة مثبتیه لم
وکفرهم آخرون ولیس له وجه ظاهر اه قلت وبجوازه قال بعض الحکماء وسماه طفرة وهو
الوصول من مکان الی مکان آخر بحیث لا یمس المسافة التی بینهما ولا یحاذیها وبعضهم بنشر
الزمان مع بقاء المکان علی حاله۔ وفی الروح وقد اثبت الصوفیة للاولیاء نشر الزمان ولهم
فی ذلک حکایات عجیبة والله تعالی اعلم بصحتها ولم ار من تعرض لذلک من المتشرعین وهو
امر وراء عقولنا المشوبة بالاوهام۔ ومثله فی ذلک من قال الازل والابد نقطة واحدة
الفرق بینهما بالاعتبار ولیس یفهم ذلک عندی الا المتجردون من جلابیب ابدانهم

تحقیق طی المکان والزمان ونشرهما ۲۲۲

وقلیل ماهم اھ۔ وفیہ فی موضع اٰخر علی ان الکرامات کالمعجزات مجہولة الکیفیة فنؤمن بما صح منہما ونفوض کیفیتہ الی من لا یعجزہ شیٔ سبحانہ وتعالٰی ومثل طی المسافة ما یحکونہ من نشر الزمان وانا مؤمن وللہ تعالٰی الحمد بما یصح نقلہ من الامرین والمکفر مجہول والمجہل الیس برسول واللہ تعالٰی الموفق للصواب اھ قلت واطلت فیما نقلت تنبیہا علی مسئلة طی المکان ونشر الزمان ومثلہا نشر المکان وطی الزمان وبجمیعہا قالت الصوفیة۔ ولما کان مقام خبر المعراج مناسبا لہذا التحقیق لاحتمال تنزیلہا علی المسئلتین منہا کما مر اوردتہ فی ہذا المقام واللہ العلام بحقیقة کل مرام

قولہ تعالٰی ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرة ای بالتخریب کما فی تفسیر الجلالین وھو نص فی کون الشرور والقبائح مرادة مقصودة تکوینا لما فیہا من المصالح کما کانت فی ہاتین المرتین من الانتقام من بنی اسرائیل واغاظتہم بخراب بیت المقدس ومن اجل کون ہؤلاء الکفار الة للمصالح قال فیہم عبادا لنا۔

قولہ تعالٰی ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرة ترجمہ (اور جس طرح وہ لوگ مسجد میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اوسمیں گھس پڑیں) یہ آیت نص ہے اس کہ شرور وقبائح بھی مصالح کے سبب تکوینا مراد ہوتے ہیں اور چونکہ یہاں کفار ان مصالح کے واسطہ بنائے گئے اسلئے اونکو عبادا لنا فرمایا۔

قولہ تعالٰی ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا۔ فی الروح فیہ اشارة الی اداب الدعاء وھو عدم الاستعجال فینبغی للسالک ان یصبر حتی یعرف ما یلیق بحالہ فیدعو بہ اھ قلت لاسیما الدعاء بالشر خصوصا فی حق غیرہ ثم خصوصا للانتقام لنفسہ کما تری کثیرا من المدعین للمشیخة المجترئین علی اللہ المغترین بتوہم القبول عندہ یدعون علی المسلمین غیظا لانفسہم ویرون ان ما یجری علی السنتہم لابد ان یقع فکان الملک والملکوت فی ایدیہم ودلالة القران علی ذمہ ظاہر۔

قولہ تعالٰی ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر ترجمہ (اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست) اسمیں اشارہ ہے بعض آداب دعا کی طرف کہ استعجال نہ کرے خصوص بددعا میں خصوص دوسرے کے لیے خصوص اپنے انتقام کے لیے جیسے بہت مدعی مخبط نفس میں مسلمانوں کے لیے بددعا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ضرور قبول ہوگی گویا خدائی ان کے قبضہ میں ہے۔

قولہ تعالٰی واذا اردنا ان نہلک قریة امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول

قولہ تعالٰی واذا اردنا ان نہلک قریة امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول

التنبيه على سبب خراب القلب ۲۲۳ — سبب خرابئ قلب ۲۲۳

فدمرناها تدميرا ـ في الروح فيها اشارة الى انه سبحانه اذا اراد ان يخرب قلب المريد سلط عليه عساكر هوى نفسه وجنود شياطينه فيخرب بسنابك خيول الشهوات وآفات الطبعيات نعوذ بالله تعالى من ذلك۔

فدمرناها تدميرا ترجمہ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اوس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب اون پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اوس بستی کو غارت و تباہ کر ڈالتے ہیں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ اسی طرح جب مرید کے قلب کو خراب کرنا منظور ہوتا ہے تو اوسپر نفس و شیطان کے عساکر کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ پس شہوات و طبعیات کے اتباع سے خراب ہو جاتا ہے ٭

الاستقامة بقيد الشريعة ۲۲۴ — استقامت بقید شریعت ۲۲۴

قوله تعالى ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها ـ في الروح السعي اللائق بها وهو السعي على سبيل الاستقامة وما ترتضيه الشريعة۔

قوله تعالى ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها ترجمہ (اور جو شخص آخرت کی نیت رکھیگا اور اوس کے لئے جیسی سعی کرنا چاہئے ویسی ہی سعی بھی کریگا) روح میں ہے کہ سعی جو آخرت کے لایق ہو وہ ہے جسمیں موافقت شریعت اور استقامت ہو۔

عدم كون التوسع في الدنيا من علامات القبول ۲۲۵ — وسعت دنیا کا علامت قبول نہ ہونا ۲۲۵

قوله تعالى كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا ـ فيه تصريح في ان التوسع من الدنيا ليس علامة للقبول كما اغتر به بعض من ينسب نفسه الى الطريق يفتخر بان من دخل في طريقتنا يفوز بالمال والمناصب ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔ وفيه اصل ايضا لما عليه بعض الاكابر من عدم تخصيص المؤمنين بايصال النفع الدنيوي عليهم فان في هذا التعميم تخلقا بخلق الله ولم يرد فيه نهي بل رغب فيه القرآن بقوله تعالى ليس عليك هداهم الى قوله وما تنفقوا من خير يوف اليكم نعم طعام الدعوة ينبغي ان يخصص باهل التقوى وهو محمل حديث لا يأكل طعامك الا تقي لا طعام الحاجة۔

قوله تعالى۔ كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا ترجمہ (آپکے رب کی عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور اُن کی بھی اور آپ کے رب کی عطا ربند نہیں) یہ صریح ہے اسمیں کہ توسع فی الدنیا قبول کی علامت نہیں جیسے بعض مدعیان طریق فخر کیا کرتے ہیں کہ جو شخص ہمارے سلسلہ میں آجاتا ہے اوسکو مال و عہدہ کی ترقی ہو جاتی ہے اور اسمیں اسکی بھی اصل ہے جو بعض اکابر کی عادت ہوتی ہے کہ ایصال نفع میں مومنین کی تخصیص نہیں کرتے سو یہ تعمیم اخلاق الٰہیہ میں سے ہے اور لیس علیک ہداہم الآیہ میں اسکی ترغیب بھی ہے ہاں ہدیہ وغیرہ میں تقویٰ کی رعایت مناسب ہے۔

عدم التخصيص بالمؤمنين في ايصال النفع الدنيوي ۲۲۶ — ایصال نفع میں مومنین کی عدم تخصیص ۲۲۶

الدعاء للشيخ ۲۲۷ — دعا برائے شیخ ۲۲۷

قوله تعالى وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا ـ يوخذ منه استحسان الدعاء للشيخ

قوله تعالى وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا ترجمہ (اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے

٤٦٠ شیخ کے لیے دعا

المربی لروحہ ۔

پروردگاران دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجکو بچپن میں پالا) اس سے شیخ مربی کے لیے دعا کرنے کا استحسان مستنبط ہوتا ہے ۔

٤٦١ السهولة بالمريدين اذا اصلحت نياتهم — مریدوں کے ساتھ سہولت جب ان کی نیت درست ہو

قوله تعالیٰ ان تکونوا صلحين فانه كان للاوابين غفورا - فی الروح ای قاصدین الصلاح والبردون العقوق والفساد وکان المستمر ذلک ثم اتفق بادرة من غير قصد الی المساءة فلطف الله تعالیٰ یجزون عذابه قائبا بالکائة ام قلت وعلی هذا ينبغي ان يكون معاملة الشيخ مع مريديه ان لا يشدد عليهم فی حقوق نفسه الا فيما يعود علی اصلاحهم

قوله تعالیٰ ان تکونوا صلحين فانه كان للاوابين غفورا ترجمہ (اگر تم سعادتمند ہو تو وہ توبہ کرنیوالوں کی خطا معاف کر دیتا ہے) اسیطرح شیخ کو اپنے مریدوں کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے کہ اپنے حقوق میں اوس پر تشدد نہ کرے ہاں جس میں اون کی اصلاح ہو وہ مستثنیٰ ہے

٤٦٢ اليسر في جواب الطالب — طالب کو نرمی سے جواب دینا

قوله تعالیٰ واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربک ترجوها فقل لهم قولا ميسورا يوخذ منه اليسر فی الجواب للطالب اذا كان له عذر من افادته فی الوقت ومصلحة اصلاحه مستثنیٰ من ذلک ولعل عد ما ذكرت فی الآيات الثلثة الاخيرة من الحاشية اولیٰ واحریٰ

قوله تعالیٰ واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربک ترجوها فقل لهم قولا ميسورا ترجمہ (اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اوس کے انتظار میں تجکو اون سے پہلوتہی کرنا پڑے تو اون سے نرمی کی بات کہدینا) اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جب کسی وقت افادہ طالب سے عذر ہو تو اوسکو نرم جواب دے اور مصلحتِ اصلاح یہاں بھی مستثنیٰ ہے

الحاشية

٤٦٣ التعديل في افادة المريدين — افادۂ مریدین میں اعتدال

قوله تعالیٰ ولا تجعل يدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فی الروح فيه اشارة للمشايخ كيف يكونون مع المريدين ای لا تبخل علی المريد بنشر فضائل المعرفة وحقائق القربة ولا تنثر شيئا لا يحمله فيهلک وکن بين بين ام قلت ويكون فی قوله ملوما محسورا اشارة الی ان من بخل بحق غيره فهو ملوم ومن اهلک واضر غيره فهو محسور ای مغموم اذا شاهد الضرر

قوله تعالیٰ ولا تجعل يدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط ترجمہ (اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے) اسمیں اشارہ ہے مشائخ کو مریدوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے یعنی نہ حقائق و معارف کے ظاہر کرنے میں بخل کرے اور نہ ایسے اسرار بیان کرے جنکا وہ متحمل نہو اور برباد ہوجائے

قولہ تعالیٰ فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل دل علی ضبط النفس وقت القدرة علی الانتقام +

قولہ تعالیٰ فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل ترجمہ (تو ہم نے اوس کے وارث کو اختیار دیا ہے سو اوسکو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے) اسمیں قدرت کے وقت ضبط نفس کی تعلیم ہے +

قولہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک به علم فیه نهی عن القول فی الالٰهیات والنبوات بالتخمین والرای۔ وفی الروح فیه اشارة الی بعض ما یلزم السالک من التثبت والاحتیاط والکف عن الدعاوی العاطلة اھ

قولہ تعالیٰ۔ ولا تقف ما لیس لک به علم ترجمہ (اور جس بات کی تجھکو تحقیق نہ ہو اوسپر عملدرآمد مت کیا کر) اسمیں نہی ہے تخمین ورائی سے الٰہیات اور نبوات میں کلام کرنے سے اور سالک کو دعاوی عاطلہ سے +

قولہ تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمده فی الروح بعد سرد الآثار الدالة علی وقوع التسبیح القالی من الجمادات ما نصه وهی مجموعها متعاضدة فی الدلالة علی ان التسبیح قالی وهو مذهب الصوفیة ذکروا ان

قولہ تعالیٰ۔ وان من شیء الا یسبح بحمده ترجمہ (اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اوسکی پاکی بیان نہ کرتی ہو) اسمیں بعد آثار مؤیدہ اسپر دلالت ہے کہ جمادات تسبیح قالی کرتے ہیں اور اس کے لئے شعور لازم ہے گو ضعیف ہی

السالک عند وصوله الی بعض المقامات یسمع تسبیح الاشیاء بلغات شتی وقد روی عن بعض السلف سماعه بتسبیح بعض الجمادات اھ وفیه عن الشیخ الاکبر قدس سره ان المسمی بالجماد والنبات له عندنا ارواح بطنت عن ادراک غیر الکشف ایاها فی العادة فالکل عندنا حی ناطق ثم بعد اسطر وکم وکم فی الاخبار نحو ذلک قلیل فلا داعی لتاویلها اذلا احد یقول ان شعور الجمادات کشعور الحیوانات الظاهرة بحیث یدرکه کل احد حتی یکون الحمل علی ظاهر اللفظ خلاف حس العقلاء فیجب ارتکاب التاویل التجوز اھ

قولہ تعالیٰ وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن فیه ارشاد بالرفق مع المخالفین وکونه من اخلاق الله ظاهر معلوم +

قولہ تعالیٰ۔ وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن ترجمہ (اور آپ میرے بندوں سے کہدیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو) اسمیں مخالفین کیساتھ نرمی کرنیکی تعلیم ہے

قولہ تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قوله وما ارسلناک علیهم وکیلا۔ ارشاد بعدم التصدی لاحد فی اصلاحه

قولہ تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قوله وما ارسلناک علیهم وکیلا۔ ترجمہ (تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اسے قولہ تعالیٰ۔ اور ہم نے آپ کو اُن کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا) اسمیں دلالت ہے کہ اصلاح میں کسی کے درپے نہ ہو +

قوله تعالى وكفى بربك وكيلا - فى الروح واستدل بالاية على ان المعصوم من عصمه الله تعالى وان الانسان لا يمكنه ان يحترز بنفسه عن مواقع الضلال والا لقيل وكفى بالانسان وكيلا لنفسه هـ ن ۱۱ م

قولہ تعالیٰ وکفیٰ بربك وکیلا۔ ترجمہ (اور آپکا رب کافی کارساز ہے) روح میں ہے کہ اس میں دلالت ہے کہ انسان مواقع ضلال سے بدون حفاظت حق تعالیٰ کے خود نہیں بچ سکتا۔

قوله تعالى ام امنتم ان يعيدكم فيه تارة اخرى ذكرهم ما ذهاهم فى الزمن الماضى ازالة لتماديهم وبهذا اخرج الجواب عما عسى ان يختلج فى نفسك ان ائمة السلوك ينهون عن ذكر الماضى ويعدونه حجابا كذكر المستقبل فينافى مافى القران وجه الجواب ظاهر ان نهيهم ليس عاما بل هو مخصوص بمن زال غفلته واشتغل بالحق سبحانه والامر فى القران لمن هو فى غفلته ومعرض عن الحق سبحانه فلا تنافى بينهما۔

قولہ تعالیٰ ام امنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ اخریٰ ترجمہ (یا تم اس سے بیفکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لیجاوے) یہاں شبہ ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اونکو حالت ماضیہ یاد دلائی اور اہل طریق ماضی کے یاد کو حجاب کہتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اہل طریق کا خطاب اون لوگوں کے لیے ہے جنکی غفلت زائل ہو کر مشغول بحق ہو گئے ہوں اور یہاں خطاب اہل غفلت کو ہے تاکہ اونکی تمادی و غفلت دور ہو تو دونوں خطاب میں امر مشترک مشغول بحق کرنا ہے۔

قوله تعالى - ولولا ان ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا - وهذا كما انه نص فى انه صلى الله عليه وسلم لم يهم باجابتهم ولم يكن كذلك هو نص فى ان عصمة الله تعالى هو الحافظ لا القوة النفسية فاذا كان هذا فى شان سيد الراسخين فكيف بك يا مسكين فكيف تغتر بتقدسك ونسبتك الباطنة التى عسى ان تكون موهومة مزعومة

قولہ تعالیٰ - ولولا ان ثبتناك لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا۔ ترجمہ (اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ اون کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے) یہ نص ہے اسمیں کہ انبیاء کا حافظ بھی حق تعالیٰ ہی ہے بدون اوس کے قوۃ قدسیہ کافی نہیں تو دوسرے کو تو اپنے تقدس و نسبت باطنہ پر ناز کرنیکا کوئی حق ہی نہیں اور ممکن ہے کہ خود وہ نسبت بھی موہومہ ہی ہو۔

قوله تعالى وقل رب ادخلنى مدخل صدق واخرجنى مخرج صدق فى الروح يكون عاما فى جميع الموارد والمصادر فما احوج السالك الى الالتجاء بهذا الدعاء فى تقلبه

قولہ تعالیٰ - وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ترجمہ (اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھکو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھکو خوبی کے ساتھ لیجائیو) اسی طرح سالک کو تقلب

مِن حال الی حال فی کل وقت ولا یدری ای احواله نافع له وایها اضرله

حالات میں ہر وقت اسکی دعا کی حاجت ہے کیونکہ اسکو کچھ خبر نہیں کہ کون سی حالت اسکے لئے نافع ہے اور کونسی حالت مضر

قوله تعالیٰ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔ قبت الجملة الثانیة الواقعة موقع التعلیل علی عموم الاٰیة فی کل حق وباطل۔ فدخل فیه النور والظلمة الباطنیان ودخل فیه حب الله وحب الخلق الی غیر ذلك مما یرومه اهل الطریق ومن ثم قال فارس فی الاٰیة کما فی الروح کل ما یحملك علی سلوك سبیل الحقیقة فهو حق وکل ما یحجبك ویغرق علیك وقتك فهو باطل اھ

قوله تعالیٰ۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔ ترجمہ (اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا گذرا ہوا۔ واقعی باطل چیز تو یونہی آتی جاتی رہتی ہے) اخیر جملہ کا موقع تعلیل میں وارد ہونا اسپر دال ہے کہ آیت ہر حق اور باطل کو عام ہے اسمیں باطنی نور و ظلمت بھی داخل ہو گئے اور حب اللہ و حب الخلق بھی آگئی

قوله تعالیٰ ونتزل من القراٰن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین فی الروح الاول اشارة الی التخلیة والثانی الی التحلیة اھ

قوله تعالیٰ۔ وننزل من القراٰن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ترجمہ (اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے) روح میں ہے کہ شفا اشارہ ہے تخلیہ کیطرف اور رحمت اشارہ ہے تحلیہ کیطرف

قوله تعالیٰ ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فی الروح ای هی من جنس ما استأثر الله تعالیٰ بعلمه من الاسرار الخفیة التی لا تکاد تدرکها عیون عقول البشر وما اوتیتم من العلم الا قلیلا لا یمکن تعلقه بامثال ذلك وهذا علی ما قیل ترك للبیان ونهی لهم عن السوال اھ وفیه ان البحث عن الاسرار التی لیس لنا کثیر فائدة فیها عبث وابتلی به کثیر من المتشیخة الذین یعدون عارا علیهم ان یقولوا فی شیٔ من العلوم انا لا ندری والی الله المشتکی

قوله تعالیٰ ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ترجمہ (اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے) اسمیں دلالت ہے کہ اسرار غیر ضروریہ کا تفحص مذموم ہے جبکہ اس آیت کا مدلول نہی عن السوال کہا جاوے جیسا کہ ظاہر ہے

قوله تعالیٰ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیك فیه اشد الخوف علی سلب ما رزق احد من النسبة والکمال کیف

قوله تعالیٰ۔ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیك۔ ترجمہ (اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کریں) اسی طرح اہل نسبت کو

[حاشیہ: ۶۸۲ زوال التعلق بالخلق بالتعلق مع الواجب — تعلق حق سے تعلق خلق کا زوال]
[حاشیہ: ۶۸۳ التخلیة والتحلیة — تخلیہ و تحلیہ]
[حاشیہ: ۶۸۵ ذم التفحص عن الاسرار الغیر الضروریة — اسرار غیر ضروریہ کی تفتیش کی مذمت]
[حاشیہ: ۶۸۶ الخوف من سلب النسبة — سلب نسبت سے خوف]

ولا احد اعز علی اللہ تعالیٰ من حبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما خوطب بھذا فاین غیرہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم

سبب نسبت سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون ہے جب آپ کو یہ خطاب ہے تو دوسرا کس حساب میں ہے ✤

قولہ تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ

فیہ ذم طلب الخوارق[۴۸۶] فاذا کان مذموما عن الانبیاء فکیف عن الاولیاء

قولہ تعالیٰ۔ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ

ترجمہ

اس میں[۴۸۶] مذمت ہے طلب خوارق کی

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ نص فی نفی قدرة[۴۸۷] المقبول عن ما یطلب منہ

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔ ترجمہ (آپ فرما دیجیے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں پیغمبر ہوں اور کیا ہوں) اس میں

تصریح[۴۸۷] ہے کہ مقبولین کو قدرت نہیں کہ جو ان سے درخواست کیجاوے وہ اوسکو پورا کر دیں ✤

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا۔ لاشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع ورعایۃ[۴۸۸] القوم ھذا الشرط معروف معلوم

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا ترجمہ آپ فرما دیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے کہ اوس میں چلتے بستے تو البتہ ہم اون پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے) وجہ[۴۸۹] اس حکم کی معلم

و متعلم میں مناسبت کا شرط ہونا ہے اور اس شرط کی رعایت قوم میں معروف ہے ✤

قولہ تعالیٰ کلما خبت زدناھم سعیرا فیہ رد[۴۹۰] لما نسب الی بعضہم من انقطاع عذاب النار عن اہلہا بعد مدة طویلۃ

قولہ تعالیٰ۔ کلما خبت زدناھم سعیرا ترجمہ (وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم اون کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے) اس میں[۴۹۰] اوس قول کا رد

ہے جو بعض کیطرف منسوب ہے کہ مدت طویلہ کے بعد عذاب نار منقطع ہو جاوے گا ✤

قولہ تعالیٰ۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق فیہ[۴۹۱] اشارة الی ذم من یکتم الطریق عن الطالبین کما ھو عادة الناقصین الذین یحسبون ما سمعوا من مشایخہم دفائن ویفتخرون باختصاصہم بہا ولا نتہم انفسہم بمشارکۃ غیرہم فیہا وھذا اول دلیل علی

قولہ تعالیٰ۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق ترجمہ (آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مختار ہوتے تو اس صورت میں تم خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے) اس میں[۴۹۱] اشارہ ہے اوس شخص کی مذمت کی طرف جو طریق کو طالبین سے چھپاتے ہیں اور وہ طریق کی حقیقت اون چند

[۴۸۶] ذم طلب الخوارق — طلب خوارق کا مذموم ہونا
[۴۸۷] نفی القدرة المستقلۃ عن المقبولین — مقبولین میں قدرت مستقلہ نہ ہونا
[۴۸۸] اشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع — معلم و متعلم میں مناسبت کا شرط نفع ہونا
[۴۹۰] رد انقطاع العذاب — انقطاع عذاب کا رد
[۴۹۱] ذم کتم العلوم النافعۃ — علوم نافعہ کے کتمان کا مذموم ہونا

انهم في ضلال لما لم يأمروا بالمعروف ولم ينتهوا عن المنكر فان ابلاغ الحق مامور به و كتمانه منهي عنه نعم العلوم الكشفية لا ينبغي ان تذاع

ملفوظات کو سمجھتے ہیں جو اپنے مشائخ سے سن لئے ہیں اونکو خدا جانے کیا خزائن و دقائق سمجھتے ہیں البتہ علوم کشفیہ جزو طریق نہیں اونکو ظاہر نہ کرنا چاہیئے ✦

قوله تعالى وانى لاظنك يا فرعون مثبورا

فيه ان رد الجواب بمثل ما يقال له لا ينافي الكرم وكمال الاخلاق ومع هذا لم يتعد عليه السلام الحد حتى انه قابل ظنه بظنه مع كونه على يقين من كونه مثبورا وليس هذا الجواب خلاف اللين الذي امر به لانه امر به ابتداء لعله يتذكرا ويخشى لا بعد اساءته الادب وقنوط موسى عليه السلام عن ايمانه فافهم

قوله تعالى - وانى لاظنك يا فرعون مثبورا

ترجمہ (اور میرے خیال میں ضرور تیری کمبختی کے دن آگئے ہیں) اسمیں[۶۹۲] دلالت ہے کہ جواب ترکی بترکی دینا جبکہ تسامح و رعایت میں کوئی مصلحت نہ ہو کرم او کمال اخلاق کے منافی نہیں ✦

۶۹۲ الجواب بمثل ما يقال له — جواب ترکی بہ ترکی دینا

قوله تعالى - ويخرون للاذقان يبكون

فيه[۶۹۳] فضل البكاء من خشية الله ولما تعلق فضل الاعمال بالاختيارى منها ولم يكن البكاء بالعين اختياريا يراد بالبكاء ما هو اعم من بكاء العين ومن بكاء القلب - وما عن القاسم كما في الروح ان البكاء على وجوه بكاء الجهال على ما جهلوا - وبكاء العلماء على ما قصروا - وبكاء الصالحين مخافة الفوت - وبكاء الائمة مخافة السبق - وبكاء الفرسان من ارباب القلوب للهيبة والخشية ولا بكاء الموحدين اه حيث نفى فيه البكاء عن الموحدين محمول على حالة غلبة التوحيد عليهم اذ يغيب عنهم ما يجلب البكاء - تمت سورة بنى اسرائيل

قوله تعالى - ويخرون للاذقان يبكون

ترجمہ (اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے) اسمیں[۶۹۳] خشیت حق سے رونے کی فضیلت ہے

(سورہ بنی اسرائیل تمام ہوئی)

۶۹۳ فضل البكاء من خشية — خشیت حق سے رونے کی فضیلت

مُلحقة من رسالة التأييد المذكورة في آخر التمهيد سورة بنى اسرائيل

اضافہ از رسالہ تائید سورۂ بنی اسرائیل

قوله تعالى - اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب

قوله تعالى - اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب يرجون

یرجون رحمتہ ویخافون عذابہ والوسیلۃ الی اللہ تعالیٰ ھی التی یتوسل بہا لوصال اللہ جل وعلا وذلک ھو المجاھدات والاذکار باللسان والقلب والمراقبات فی الخلوات وکل من کان اقرب الی اللہ تعالیٰ یعنی من کان اوصل الیہ فھو اشد طلبا للوسیلہ لانہ ما من وصال وقرب الا فوقہ درجات الوصال بلا نہایۃ ومن کان اقرب کان اعرف بہ وکان اشد طلبا للزیادۃ - انتھت الملحقۃ تم الجلد الاول ویلیہ الجلد الثانی انشاء اللہ تعالیٰ

رحمتہ ویخافون عذابہ ترجمہ (یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں جو اون میں زیادہ صاحب قرب ہے اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اوس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں) اور اللہ کی طرف ذریعہ سے مراد وہ چیز ہے جو حضرت اللہ بزرگ برتر کے وصال کا ذریعہ بنائی جاوے اور وہ مجاہدات اور اذکار لسانی و قلبی اور خلوت کے مراقبات ہیں او جس شخص کو اللہ کا قرب زیادہ ہوگا یعنی جو شخص واصل زیادہ ہوگا وہ ذریعہ کا زیادہ طالب ہوگا کیونکہ کوئی وصال اور قرب ایسا نہیں جس سے اوپر وصال کے اور بے انتہا مراتب نہ ہوں اور جسکو قرب زیادہ ہوگا وہ اللہ کا پہچاننے والا بھی زاید ہوگا اور زیادتی کا طلب کرنے والا بھی بہت ہوگا۔

جلد اول تمام ہوئی

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک

احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں اور انکے جوابات حضرت والا مدظلہم عطا فرماتے ہیں وہ یکجا جمع کر لئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں، سالکین و مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطب کہا جاوے تو بجا ہی اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دہوکے سے بچ سکتا ہی اور مشائخ کی بھی بہت سی مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہی قیمت حصہ اول ۱۶؍
ایضاً حصہ دوم چھ آنے۔ (۶؍)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی

احکام اسلامی کی عقلی حکمتیں

کھلی بات ہی کہ جب غلام اپنے آقا کو خادم اپنے مخدوم کو محکوم اپنے حاکم کو تسلیم کر لیتا ہی اور اسکی طاعت کرنے اور احکام کے بجا لانے میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا اور نہ کسی حکم کی علت دریافت کرنیکی کوشش کرتا ہی اور در حقیقت خادمانہ اور غلامانہ حیثیت کا اقتضا بھی یہی ہی کہ آقا کا حکم بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے بلکہ کمال اطاعت تو یہ ہی کہ اگر آقا واقع کے خلاف دن کو رات کہے تو وفادار و فرمانبردار غلام اسکی تصدیق کرنے میں تامل نہ ہو شیخ علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این * بباید گفتن اینک ماہ و پروین

لیکن افسوس ہی کہ حق جل و علیٰ شانہ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہی اُسکے احکام بجا لانے میں (باوجود اسکی خدائی تسلیم کرنیکے) ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہو گئی ہی اسلام کا صرف نام ہی نام ہی احکام سے ذرا بھی محبت و دلچسپی باقی نہیں رہی دہریوں اور ملحدون کی صحبت سے عقائد حقہ کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور تحقیق اسباب و علل کو آڑ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہو گئے ہیں مگر خدائے تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے علماء ربانی کو کہ وہ بھی ہدایت خلق کیلئے ہمیشہ اولوالعزمی سے کام لیتے ہیں اور احکام اسلامی کی حکمتیں و مصلحتیں بیان کرکے حیلہ جو طبیعتوں پر حجت پوری کرتے ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما تعالیٰ انہیں اولوالعزم حکماء امت میں سے ہیں جنھوں نے خداداد ملکہ سے احکام شرعیہ کی باریکیاں بیان فرما کر بہت سے آزاد خیال و مطلق العنان لوگوں کو اسلام کا سچا مطیع و فرمانبردار بنا دیا ہی اور اس زمانہ میں حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے **المصالح العقلیہ** اردو زبان میں تالیف فرما کر آزادان ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا خزانہ جمع فرما دیا ہی جو ایک حق طلب و حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہو سکتا ہی ورنہ خود پسند و نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں ہے ؎

نگوئی از سر بازیچہ حرفے
کز و پندے نگیرد صاحب ہوش
و گر صد باب حکمت پیش ناداں
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

قیمت حصہ اوّل نو آنے (۹؍) حصہ دوم بارہ آنے (۱۲؍)
ایضاً حصہ سوم بارہ آنے۔ (۱۲؍)

ملنے کا پتہ — [illegible] کتبخانہ اشرفیہ [illegible]

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی حضرت والا مدظلہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی وغیرہ بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہدیا اسیطرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں فساد پیدا ہوگیا اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن شریعت کو تصوف کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیئے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بر آں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ [illegible] کرتے تھے واضح ہوگئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونیکا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکال حل ہوجاینگے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آوینگے جو نہایت کارآمد ہیں

قیمت پانچ روپے (صہ)

تکمیل الیقین یعنی خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوتی ہے یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کی اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے بھی از بس ضروری اور نافع ہے [illegible] اول عقائد و اعمال [illegible] شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا [illegible] سائنس اور طبعیات [illegible] اعضائے وضو ہونے اور ترتیب کی حکمت [illegible] نماز و [illegible] معقول جواب احکام حج کی فلاسفی اور پردہ کی خرابیاں۔ تعدد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث [illegible] جوکہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی [illegible] حالات۔ مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے اصول سے۔ وحدانیت [illegible] عقل کی [illegible] معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب [illegible] باہمی تعلق کی حقیقت الغرض [illegible] شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جنکو پڑھکر اسلام و دین حق کا یقین ہو جاتا ہے [illegible]

ملنے کا پتہ [illegible] محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دہلی